8t = 82

بیمن چمن پیرائی کون و مکان کارفرمائی ماشاءاللہ

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربای جادو
تقریر نو عروس کلام زیبا د نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد سوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار چہارم

تصنیف ناظم و نثار زمانہ داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ وملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ با تصویر۔ مترجمۂ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علیخان حامدؔ کاغذ سفید عہ ر

〃 〃 کاغذ خانی عہ ر

طلسم ہوشربا (جلد اول) ہیے ر

〃 (جلد دوم) ہے ر

〃 (جلد سوم) ہے ر

〃 (جلد چہارم) للعہ ر

〃 (جلد پنجم) کامل۔ ہیے ر

〃 (جلد ششم) للعہ ر

〃 (جلد ہفتم) للعہ ر

طلسم فصاحت قصۂ عجیب وغریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲ ر

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ ۷ ر

باریک قلم با تصویر۔ ۴ ر

سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔ ۶ ر

باغ وبہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر۔ ۴ ر

آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔ ۶ ر

ایضاً بغیر تصویر۔ ۵ ر

داستان امیر حمزہ۔ باتصویر۔ عہ ر

مقتول جفا۔ ۲ ر

نوطرز مرصع۔ ۲ ر

بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔ عہ ر

جام سرشار باتصویر۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی۔ عہ ر

فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ ہے

فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔ ۵ ر

[illegible] حمزہ صاحبقران [illegible] کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نوعروس
کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزائے جلد سوم

طلسم ہوشربا

ترجمۂ داستان

[illegible] صاحبقران

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوے شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بیمثال رمز آگاہ سید محمد حسین جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوش ربا

اے قلم فرض ہے ثنائے الٰہ
رب اکبر کا کر ادا سجدا
اُسکی درگاہ بے نیازی مین
جو جہان مین ہے اُسکے کام پہ ہے
مالک الملک لاشریک لہ
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب
سارے پیغمبرؤن کے سر کا تاج
زیور عرش بہر زینت ہے
سایۂ جسم اقدس و اعلٰے
یہ بھی ہے میرا بے نظیر رسولؐ
رازدار نبی ولی خدا
جسکو اپنی نبی نے دی دختر

حمد کا عزم ہے تو بسم اللہ
جس نے باغ جہان کیا آباد
دیکھو نرگس جھکاتی ہے آنکھین
ہے وہی بادشاہ کون و مکان
وحدہ لا الٰہ الا ہو
سرور انبیاؑ حبیب خدا
انبیاؑ اُس کے در کے ہین محتاج
شمع تو سن کا اُسکے ہے یہ کمال
اس لیے رب نے خلق تھا نہ کیا
مثل ہے اسکے گر تو بس ہے علیؑ
حاکم کارخانجات قضا
کب زبان سے ہو اُسکا وصف ادا

سر کو محراب حمد مین تو جھکا
دل بلبل کو گل کی بخشی یاد
سرو آزاد اسی کے نام پہ ہے
ہے وہی باغبان باغ جہان
نور حق کا بھی وصف ہے واجب
خادم ادنے ہے جبریلؑ اسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہے
چرخ پر بنگیا ہے شکل ہلال
یعنے واحد ہو نہین کر دیہ قبول
کہ برادر ہے اسکا اور وصی
ناصر دین نفس پیغمبرؐ
مرتبہ دان رسول فیحق اُسکا

اب پڑھون مین رسول حق پہ درود
ہے اسی مین مرے لیے بہبود
رات دن ہر گھڑی درود و سلام
اسپر اور اُسکی آل پر ہو مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرینان داستان فصیح | سنیں اس طرح یہ بیان صحیح | یعنے جلد دوم ہوئی جو تمام
اس جگہ پر کیا ہے ختم کلام | کہ عمرو طالب اعانت ہے | ملک کوکب ہین باصد عزت ہے
اور مہرخ مقابل حیرت | اپنے لشکر مین ہے بصد عظمت | اور بلاؤ صبائے جادوگر
ہین لقا پاس داخل لشکر | حمزۂ نامور کی ساری فوج | ہے مقابل مین اُنکے باصد اوج
غم توبیج سے دلکو ہی جو خراش | چلے اکیرج ہین کرتے اسکی تلاش | اور توبیج طلسم کے وزیر
جا کے اُترے ہین ساتھ ہی لشکر | سارے افراسیاب کے ہین کید | گنبد نور پر اسد ہین قید
ہے جو افراسیاب کی وہ وزیر | صنعت سحر ساز بے تدبیر | لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
لیکن اب پھر گئی ہے بے تکرار | الغرض سب یہ حال بیش وکم | اپنی اپنی جگہ پہ ہوگا رقم
رہین اس سلسلے کے سب پابند | تاکہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق حشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق حشم کا اور مہرخ وبہار کا اُسکو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑکر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا

ساقی نامہ مؤلف

مے توبہ شکن دے اے ساقی | ابھی فصل بہار ہے باقی | ابھی باقی ہین دن جوانی کے
عیش وعشرت کے کامرانی کے | یار ہم مشربان کا ہے یہ قول | بڑھو اے جام جلد تر لاحول
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ | واہ وا واہ کون مانے گا | لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
بزم رندان کو چلکے رونق دو | تم کو پیر مغان کے سر کی قسم | تم کو اس میکدے کے در کی قسم
روح جمشید کی قسم تمکو | اپنی امید کی قسم تمکو | آب آتش کی گرمیون کی قسم

دختر رز کی تریمون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تم سے بنت العنب کی حرمت ہی
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ساغر مے بھی چشم پُر نم ہے
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک گے سب نے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدہ مین گر پڑے باہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہوگئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تم سے خوف کھاتا ہے
ہے یہ میخانہ یا کہ ہے صحرا
ہالۂ در گلو صراحی ہے
آپکے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی
زہد و تقوی نے کی وہان سے گریز
نے نے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک گئے جاہ خوب پی کر مے

بادہ خوارون کے دین و ایمان کی
تم سے پیر مغان کی عزت ہی
قاضی دستار کو بچاتا ہے
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
جس طرف دیکھو اک تباہی ہے
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پے تعظیم
ہوے محراب خم مین سر پھر خم
رند بکارے مے بیار و بریز
ہر طرف کو یہی تھی گفت و شنید
آخر اُچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ہان اُٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہے

بادہ خواران ساغر معنی | این حکایت کنند لاثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبۂ خوش کلامی وجرعہ نوشان ساغر بادۂ حسن انتظامی مستسقیان شراب حسن بیان وسرخوشان ساتگین میخانۂ داستان۔ ساغر و دائرہ حروف تحریر کو شراب کلام سے اس طرح لبریز فرماتے ہین اور انجمن قرطاس مین بسان بادۂ خواران الفاظ مضامین کو یون بٹھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلاد صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جاکر طرا کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد ٹیکا مدد دہی کا تمھاری کمر سے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اعانت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اُسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وارد بارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا کو ہیون کا مجمع تھا بلاو صبا بھی حاضر دربار مذمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر اثر رنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سُنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجواکر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر سہو کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اُٹھکر غائب ہوگئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خصال افراسیاب بد افعال سُنیے کہ اُسنے دو بارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہے کئی شکستین کھاچکی ہے اُسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے

یہ سوچ کر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہان پہ بیٹھا ہوا تھا نہایت پر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہائے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھین جوانان باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے آنکھین بچھائی تھین یا دہر غدار نے بیوفائی سے بغصہ آنکھین دکھائی تھین بادشاہ جیسے ہی اُٹھا ہوا منے سر داُس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہائے صحرا سے بارہ سو نازنینان حور پیکر سیمن بر بصد حسن داد لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کار پہنے اپنی آن و ادا پر نوجوانان چمنستان دہر کو لبھاتین زلفین ہر ایک کے چہرہ بے نظیر پر بل کھاتین گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریون کا چڑھ آنا ظاہر تھا زلف شکن در شکن تھی یا دلہائے عشاق کی جائے مسکن تھی حلقہائے زلف تھے یا حبشی نافہ غزال ختن لیے تھے ۔ بلکہ مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے ۔ پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگا یا حسن کا اُسی ماتھے پر ٹیکا پٹیان بنین در خوبی کی محرابین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم سُرمگین مین سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پائے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین ہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ

لمؤلفہ خداوندا رہے پیر مغان شاد کہ رہے یہ میکدہ تا حشر آباد چشم فتان کے اشارے انقلاب نگاہ کانشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے اُتارے بینی چشمۂ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اُس جگہ منھ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ نظم

کمان یا ہے محراب یا ماہ نو ہے
یہ نشتر ہی یا تیر مژگان ہے کیا ہے
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق
یہ لب ہے کہ لعل بدخشان ہی کیا ہے

یہ ابرو ہے یا تیغ بران ہے کیا ہے
یہ ہے آئینہ یا ہے مہر درخشان
یہ سنبل ہی یا زلف پیچان ہی کیا ہے
صفا ایسی الماس مین کب ہی یا رے

یہ خنجر ہے جمدھر ہی یا تیر ناوک
یہ چہرہ ہے یا ماہ تابان ہی کیا ہے
عقیق ہین یا کہ مصری ہی یا قند
یہ سلک گہر یا کہ دندان ہی کیا ہے

یہ آفت ہے فتنہ ہے یا ہے قیامت
ترا قد ہے یا سرو بستان ہے کیا ہے

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سرِ جمشیدی کو جبیں رشک آئے گھڑے چاندی سونے کے زنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھون مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمر اور کولے کا عالم دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سب نے گردنین جھکائین شاہ عالی پائگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سُرخ سر پر آ کر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریان چلنے لگین مقیش اُڑانے لگین تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صدائے دور باش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر تھا اسی طرح جانب حیرت بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ مین بمقابلہ مہرخ اُتری ہوئی ہے اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسی طرح بارگاہ لشکر عمرو مین بھی ساحر بیٹھے ہین لیکن بہار رونا فرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہان کی اور گیسوین شہاب و

شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان بہر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے
جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہورہی ہے کس لیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی دونون
طرف کی بارگاہون مین ناچ ہورہا ہے پیالہ شراب گردش مین ہے کہ یکایک سواری افراسیاب
کی پیدا ہوئی ابر سُرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سُنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران
لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی اور بہر استقبال شاہ بد افعال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکور
نے مجرا کیا اور کئی کشتیان زر د گوہر کی سر شاہ پر سے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا
ملکہ نے شانے سے پہلو اپنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اسوقت صورت برج جوزا ظاہر
تھی سب کہتے تھے کہ سنیچر کہان سے آیا ہے قران النحسین ہوا ہے غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ
ہوے پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے
شاہ کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہوگیا کہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا
ملکہ پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے
حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہوکر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے واکیا اور تسکین آمیز
کلام کیے اور کہا کہ ابکی مین نے طاق چشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہے وہ آکر سب باغیون کو غارت کردیگا اور
مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصرصر فنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سنکر بہت خوشنود ہوئی اور کہا
اے شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین سرکار یہ جبر و تعدی ان نمکحرامون کی اُٹھاتے
ہین اور ان ساحرون کو نہین بُلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفون کی سزادہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ
ہوئے بادشاہ نے یہ سنکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جو
میرے پیر بھائی کا سامنا کرسکے سب نے متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا
نہین کرسکتا ہے وہ بڑے زبردست جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کرکے
مدح وثنا مین طاق چشم کی تر زبان ہوے یہان تو یہ ذکر و تذکرہ ہے لیکن جو اسیسان لشکر مہرخ جو قریب
بارگاہ آئے دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کررہے ہین غلغلہ برپا ہے کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آکے
ہین سب نمکحرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر ہرکارون نے جو سُنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین
حاضر ہوئے اور بعد دعا وثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اس طرح کی خبر ہمنے سُنی ہے آمد طاق چشم
کی خوشی ہورہی ہے ملکہ مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ
ڈھونڈھ کر بلائے گا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہے یہ کہہ کر چُپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرہ یکایک زرد ہوگیا برق عیّار
حسب اتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرہ ملکہ متغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کر گویا ہوا کہ ذرا مین تو
جاکر اس طاق چشم کو دیکھ آؤن کہ اسکی کیسی صورت ہے مہرخ نے یہ بات سُنکر کہا کہ اے برق واسطے

خدا کا وہان جانے کا ارادہ نہ کرنا وہ موا طاق حشیم اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق ہے زبردست جادوگر ہے افسون وسحر سے ماہر ہے مثل یہ اسی پر صادق آتی ہے کہ اُسکے کاٹے کا منتر نہین وہ موا بڑا موذی ہے خدا کی مار اُس پر برق نے کہا ہمکو خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہرچند ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نہ مانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین پس لازم ہے کہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو اُسپر ہاتھ صاف کرو راہ عدم اُسکو دکھاؤ یہ سوچ کر بہ صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچ کر فکر کرنے لگا کہ کسی کو بیہوش کرکے اُسی کی ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن یہی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم دربارگاہ پر کھڑی تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ بھینا مجھکو جائے ضرور پر جانے کی حاجت ہے کوئی چلتا ہے میرے ساتھ سب نے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہے بھلا یہ کون موقع ہے شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی ہم مین سے کوئی نہ جائیگا یہ کیا تو نے عادت سیکھی ہے کہ ایک تو آپ جاتی ہے اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہے ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ زنڈی اپنے پیلے چمڑے پر اتراتی ہے جانتی ہے مجھ سے بڑھکر کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی ان باتون کا جواب دیا کہ اوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تم نے مجھے پکڑائین اگر تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو مجھکو کوئی کھا نہ جائیگا یہ بکتی ہوئی وہان سے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین بہر رفع احتیاج بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اُسکو بیہوش کرون پس ایک عورت کی قطع بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اُسنے کمند ماری وہ عورت دریائے نور کی رہنے والی کنیز شاہ جادوان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھ کر گری عیار مذکور نے خوب اُس کو بیہوش کرکے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی ایسی صورت بنا گیا قدرت نقاش ازل ومصور آفرینش نے اُس صورت نگار نیرنگ وعیاری کو عطا فرمائی تھی کہ **بیت** پل مارنے کی ہوئی نہ دیری ؎ سبحان اللہ شان تیری ۔ ہوا ہی گویا پھر گئی وہ برق ہی نہ تھا وہی نازنین خواص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھکر رشک سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو وجبین نے ہزارون کو پری زدہ بنا کر سودائی مشہور کرایا تھا ابرو تھے یا نخلبند قدرت نے نیا تماشا دکھایا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا تا کان چشم نے تلوارون کی کوٹ بندی کی تھی قینچی باندھی تھی یا اُسکی چتونین تھین ایک ایک اشارے پر سیکڑون کشور دل لوٹ لینے پر جٹی تھین چشم مردم فریب نے فتنہ اُٹھاتی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی

پُرفن بھی رخسارہ نازک کو کس سے مثال دون لازم ہے کہ اُسکو لامثال کہون ہیچ ہے وہ رخ لاجواب ہے مرقعۂ دہر مین یہ تصویر انتخاب ہے دہن تنگ و موہوم کی صفت مین چُپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اُس عنقا بے اوج حسن کا وصف کرون مین نے کہان اُسکو دیکھا ہے غرضکہ از سرتا پا اُس بت پُرفن کا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہے وبال کاکل کا جال بھی ہے	ادا سے دل پائمال بھی ہے قلق سے آشفتہ حال بھی ہے
نگہ فسون چشم عین جادو دو بال خم کمند گیسو	خدنگ مژگان کمان ابرو بلائے دل خط و خال بھی ہے
ہرن ہین صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہین دام گیسو	شکار رگ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہے غزال بھی ہے
نہ کیون ہو ہر بات مین دورنگی دماغ رہتا ہے آسمان پر	وہ شوخ مست شباب بھی ہے غرور حسن و جمال بھی ہے
وہ گورا گورا ہے منھ تمھارا ہر ایک ہی گال ماہ پارہ	قمر کی پتلی کا ہے وہ تارا سیاہ جو رخ پہ خال بھی ہے

اِس صورت دلفریب سے جب دُرست ہوکر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارگاہ پر اُسی گردہ حسینان مین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ نہ گئین تو میرا کیا ہوا کوئی مجھے کھا نہ گیا یہ کہہ کر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جاکر دیکھون شہنشاہ کے چلنے مین کتنا عرصہ ہے غرضکہ اندر جاکر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتین کررہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری اسپر نظر پڑی ایسا حسن اُسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہوگیا مگر مصداق اس مثل کے کہ۔ آن ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے۔ ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے۔ از بسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب **برق** نے اُس نازنین کو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اٹھالیگیا اور دریائے نور پر اسکو پہونچا کر بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار **برق فرنگی** نام اس طرح کنیز بنکر آتا ہے پس اسوقت بادشاہ نے جو اُسکے حسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہوچکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور رجبت ہنسا **برق** سمجھا کہ یہ مجھپر مائل جو ہوا ہے اسوجہ سے ہنستا ہے یہ سمجھ کر اُسنے اور زیادہ تن کر اپنی لگاوٹ کو دکھایا اور بناز و ادا مُسکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ۔ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اسکے کہ فرار نہو جائے بٹھلا دیا ہنس کر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی رہتی ہے اُسنے آنکھین جھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سواری مین حضور کی حاضر رہتی ہے مورچھل ہلاتی ہے اور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ بجالاتی ہے شاہ جادوان نے کہا ہمنے تیری نوکری معاف کی صرف یا نوئی رات کو دبا نا اور کوئی کام نہ کرنا اسنے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہے اور دل سے اپنے کہہ رہا ہے کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین معشوقون کے ناز کو بھی اُنھون نے گرد کردیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کررہا ہے فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی فلک پر سے اُتر آئی بادشاہ نے **برق** سے کہا کہ تو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ بسنخرا میرے جبل مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کرکے اسکو راہ فنا دکھاؤنگا بس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تیوری نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنس کر کہا اے جانی

اب تم کہین نہ جانا ہم تمھارے عاشق ہین عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چوتڑ چوکی مین جم گئے ہین اور زمین سے چوکی اونچی ہوتی جاتی ہے عیار مسطور یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور بادشاہ طلسم جست کر کے تخت پر چوکی پر آیا اور کہا میان برق اچھی طرح رہے برق نے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اور یہ کہہ کر بہت جھک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مار کر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہین سوقت ہم نہ عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہے کہ جہان کسی کو دو تین مرتبہ دیکھا بس محبت ہو گئی چنانچہ تمھین عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کرو گے **افراسیاب** نے کہا ارے تو نے میری لونڈی کو غارت کیا ہوتا کہ خاک مین دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا پنجہ اُسکو دریائے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہے مین بغیر قتل کیے تجھے زندہ نہ چھوڑونگا **برق** نے کہا تمھارا فرمانا سچ ہے لیکن اے بادشاہ جو لونڈی کو نہ بیہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یون مار ڈالنے کا تمھین اختیار ہے مین جانتا ہون کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمھارا سامنا نہین کر سکتا ہے جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کرو گے تو کیا پاؤ گے اگر چھوڑ دو گے تو تمھارا نام ہو گا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سُن کر پسر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کر دون مگر ملکہ **حیرت** نے تیور بادشاہ کے پہچان کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ موا دم دیتا ہے بھلا اسکی اور آپکی اُلفت اے پسر اب چھوٹا ہے فیلباز اور مکار یہ چھوٹا تو آپکے پیر بھائی آنسو لیے ہین انکا ناک مین دم کر دیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے **بیت** نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے: جیسے نیکو آن کی بدی تھی نے: اسکا رہا کرنا ہرگز نہ چاہیے شاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مین اسکو دشمن سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہون کہ بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے یہ کہکر ایک دانہ ماش کا چوکی پر سحر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور بردے ہوا جاکر معلق قائم ہو گئی اب جو **برق** نے دیکھا تو یار رہے نہ مددگار رہے نہ آب و دانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہین جانا نہ آنا جیسے کہ عالم برزخ مین آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدۂ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ باین آفت و خرابی بہزار ناچاری مہر خاموشی برلب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا سارا طلسم پیش نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کی طرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی شریک حال بیکسی و تنہائی تھی طالع لیسنے یہ بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستون کا آتا تو آہ کی نے بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کہ **ابیات**

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مر گئے پر مری خاک سے دانہ شجر نہ ہوا
جو ہوا بھی تو ہو کے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہون کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہے سدا وہی رنج و تعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہ ہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کنان مین برنگ جرس

ترے غم مین یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہ ہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بروے ہوا ہی مگر اب حال **طاق** حشیم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار پردۂ ظلمات طلسم مین ایک ملک کا مالک ہے اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجوردیہ ہے سالک ہے جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کرون اور جنگ پر جانے سے باز رہون اسی فکر مین تھا کہ بیمار ہو گیا حسب اتفاق اسکا استاد حسام جادو اوس کے دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کراکر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار و رقاصان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش استاد کے لیے مہیا کرایا جلسۂ عشرت جما پیالۂ احمر گردش مین آیا اسی ہنگامۂ نشاط مین دوسرا نامہ **افراسیاب** کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اسکے پاس پہونچا نامہ پڑھکر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہین دو نامے آچکے ہین مگر مین کیا کرون ناچار ہون کہ صاحب آزار ہون اب کچھ بن نہین آتا ہے کیا جواب نامے کا لکھون نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن سخت مجبوری اسکے استاد نے جو یہ تقریر سنی کہا اے فرزند تم مجکو کیسا ساحر جانتے ہو اسنے کہا اے استاد آپ یہ کیا پوچھتے ہین بھلا آپکے فرمانے کی بات ہے اب آپکا ثانی اس طلسم مین کیا عالم مین نہین آپ ہی سے **افراسیاب** بڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا ادنی غلام ایک مین ہون کہ کوئی میرا ہمسر نہین حضور نے خوب بات کہی کہ مین کیسا ہون واہ واہ واہ مین تو کہتا ہون کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہین اب اور آگے مین کیا کہون استاد جی اسکی تعریف پر بہت خوش ہوے اور پھول گئے اور بموجب ع خامتین کہیکے تھوڑے آتی ہین ؛ بے اختیار کھلکھلا کر ہنسے اور کہا اے بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجدے مین آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اس نالائق نے آجتک مجکو پوچھا نہین مین اس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے بناچاری جاؤنگا سنتا ہون کہ وہان کچھ ملازم بگڑ گئے ہین شاہ طلسم انکو گوشمالی دینا چاہتا ہے اسنے کہا ہان اور کون لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہین کہ بادشاہ کسی معزز کو انپر بھیجتے ننگ جانتا ہی **حیرت** زبردستی اپنی خوشی سے انکے مقابل جاکر اتری ہی ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجکو بلایا نہین تو ابتک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ **کوکب** کے یہان سے کچھ فوج برائے اعانت مخالفان آگئی ہے اسلیئے مجکو طلب کیا ہے **حسام** نے کہا سچ کہتے ہو اچھا مجکو روانہ کر دو جو کوئی لڑیگا مین سمجھ لونگا **طاق حشیم** نے اسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ کا دیا پھر تو نفیر سحر بجی ساحرون مین کمر بندی ہوئی خیمہ و بارگاہ اژدہون پر لدگئی جادوگرنیان علم سحر سے ماہر گیسے کھولے کافر ساحر ہنس و فیل و اسپ آتشین پرند پر سوار ہوے چلنے پر تیار ہوے ابر کے ٹکڑے ہوا پر چھا گئے سحر کے بادل آگئے بجلیان چمکنے لگین تیغین لپکنے لگین ڈمرو کی صدا سے مہند و چرخ گھبرایا جھانجھ اور نفیر کی آواز سے آفتاب جھانجھ کی طرح تھرایا بازو لبط دفتر قرے جادو بھرے لگ ہائے ابر مین جاکر شور مچانے لگے جادوگر انپر سوار ہوکر جے سامری کی پکارتے تھے تخت سحر پر **حسام** سوار ہوا منقل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ہار جواہر کے گینڈون کے گلے

مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہوا اسپ کے آگے جلاس لیشت دو لاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادوگر نیان سحر آزمائیان کرتی کوہ و دشت مین آگ لگاتی جلی جاتی تھین دن دہاڑے یہ اندھیر مچاتی تھین کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین منھ سے رال کے شعلے اڑاتی تھین کہ **نظم**۔

جلی اس طرح فوج یہ بیشمار
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوئے

کہ جلتی ہے جس طرح کوہ کہسار
کہا مہر نے دل سے مین جاؤن بھاگ

برسنے لگی آگ شعلے اٹھے
کہ سقف فلک مین نہ لگ جائے آگ

اسی طرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اُتر کر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ نامہ تمھارا بنا بر طلب **طاق حشیم** آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت رنجور ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اُسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام و نشان لکھا اور پنجہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان **افراسیاب** ہو وہان لیجا پنجہ نامہ لیکر بارگاہ **حیرت** مین آیا کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور انتظار آمد **طاق حشیم** کر رہا تھا کہ نامہ پنجہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم **حسام جادو** کو جانتے ہو کہ کون ہے **ابریق** وزیر حاضر تھا۔ اُسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اُس سے پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ اُستاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ کہکر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل ہوئی حد و حصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہے لازم ہی کہ ذات والاصفات پرتو افگن عزت و جلال سر پر اس احقر تلمذان کے ہو اور افتخار و اعزاز بخشے کہ **بیت** راہ توجہ راہ راست کہ از غایت تعظیم بندہ دریائے محیط فلکش ہمچو حباب بست ز جواب پنجہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجا کر **حسام** کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا کہ او بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر **حیرت** مین پہونچون تو جادو بیجا جو کچھ کہ امورات جنگ مین کام کرون کوئی اس امر مین دخل نہ دے چنانچہ تمکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ سحر تمھارے پاس بھیجا ہون اُسکو زمین پر توڑ کر پھینکنا مجکو معلوم ہو جائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی اب نامہ نہ بھیجنا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑوگے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر ہمراہ نامہ پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب قبول ہی کسکی مجال ہی جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا پنجہ جو نامہ لایا تھا غائب ہو گیا اور منظوری شرط مذکور کی خبر پہنچنے **حسام** کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے **حیرت** سے کہا کہ اے ملکہ اس بیضہ توڑنے سے **حسام** کو منظوری شرط کی خبر ہو گئی ایسا زبردست وہ ساحر ہی اے ملکہ اسکا سحر آب ہے کچھ مہینے آتش پرستی کرتا ہی اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہی مین اُسکے صفات بیان نہین کر سکتا ہون جس مرتبہ کا وہ ساحر ہی اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اُسکے پاس ہی کسی کو وہ دیتا نہین ہی آخر کو مین ہی جا کر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے بادشاہ دربارہ تعظیم

و تواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بحشم و خدم داخل باغ سیب رشک وہ گلزار ارم ہو کر مصروف عیش و تنعم ہوا اور یہان بعد قطع منازل و طے مراحل حسام بد انجام دریائے سحر سے پار اُتر کر قریب لشکر حیرت نامدار جا پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ ستایا بادشاہ کا ہی اسوجہ سے ملکہ مذکو معہ ارکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ مین جا کر اُس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اُترا ملکہ نے تسلیم کی اسنے سر اُسکا سینہ سے لگا یا دعائے خیر اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ اسباب رحمت سے آراستہ تھی پلنگ کرسی میز چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اُسی مین اسکا اسباب رکھا گیا لشکر اسکا لشکر سے ملکر ملکہ کے اُترا گھما گھم ہونے لگی بازارین کھل گئین حسام بارگاہ مین ملکہ کے ہمراہ آیا اور شراب خوارزی مین مصروف ہوا اور سارا حال باغیون کا پوچھکر کہا کہ مین ابھی جا کر سبکو غارت کیے دیتا ہون ملکہ نے کہا آپکے مقدمہ مین کوئی دخل دے یہ مجال نہین لیکن آج طبل جنگ بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمایئے اور دشمنون کو مہلت بھی دیجیے کہ عذر غفلت اُنھین باقی نہ رہے صبح سبکو شام فنا دکھائیے گا اسنے یہ تقریر سنکر توقف کیا اور جب حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب مین رکھی اور ساحرہ شب حیرتناک آئینہ ماہ لیکر انجمن عالم مین آئی کہ بمقتضائے ابیات

گیا دن شام آتش بار آئی	بغل مین مجمر مہتاب لائی
قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن	ہمائے شب ہوا جب سایہ افگن

شام ہوتے ہی نفیر سحر بجی ملکہ مہرخ کو طائران سحر نے خبر دی ادھر بھی نقارے بلائے ہوا جادو کے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد و بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سرداروساحران ذیوقار خیمون مین آکر درستی آلات کارزار مین مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنے والا ہی تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اُس شورش قلزم فوج کے پار اُترنے والا ہی غرضکہ ہر سمت سحر سازی تھی سب کو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہلتے تھے بہادر تیغ کے گلے ملتے تھے دیدہ ساحرہ دنیا مین کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سپرون کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحرون نے بلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدہ سواد شجاعت تھی جسنے لڑنے مرنیکی راہ دکھائی تھی سپرون پر پھول چڑے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے پھول مان منتا کے لیئے چڑھتے تھے تلوارون کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ مین لیتا تھا مبارز انکو ٹھکر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جسپر سایہ ڈالتا بغیر جان لیے نہ اُترتا تھا محراب خم شمشیر مین منچلے نوجوان مرادون والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہائے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی نام و ننگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی بیٹھکر ورد پڑھتا پڑھنت	کوئی سامری کا بنا تھا مہنت	کوئی لیکے اکسیر لونگ اور پھول
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول	بنا یا کسی نے شجر سحر سے	کہ پھل جس مین تلوار کی شکل تھے
کسی نے بنائے تھے قسمونکے سانپ	جنھین دیکھ ترک فلک جائے کانپ	

جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی چرخ سے نقاط انجم و اسطار کہکشان کو بہ آبداری مہر دھویا اُستاد ازل نے طفلاک خورشید کو مدرسہ افلاک مین

بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلا یا نظم

بڑی سامان ظلمت پر تباہی	دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی	جمال شمع پر آئی اداسی
مزاج شب مین پھیلی بدحواسی	ہنگام سحر اُستاد افراسیاب اُٹھکر رزمگاہ کو چلا دو لاکھ جادو گران	

کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کرّ و فر سے سحر کے بنگلہ مین سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے مہرخ نے رُخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلعذار تخت سحر پر بہزاران زیب و زینت سوار تھی جانب رزمگاہ اسطرح روان ہوئی کہ گلستان لشکر مین نسیم بہار وزان ہوئی تخت بلوریں ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اُس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے بیش دستی کا دعوے رکھتے دھرے تھے اُس بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مرے ہوے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشان چُنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوے لباس ارغوانی اُس قتالۂ عالم کا برنگ لالہ خونین قبا عاشقونکو خونین کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رُلاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رُخ پر نور پر لہرا کر آئی اُس بدلی سے جانور فصل بہار کے مجز ظاہر ہو کر زمزمہ سرائی کرتے دھانوان کو کلاؤ طیر کوئل پپیہا ہزار خوش الحانی تعریف اُس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب غزل

دعوی کرے وہ رُخ سے ترے آب و تاب کا	اتنا تو منہ نہین بخدا آفتاب کا	بیوجہ تیرے رُخ سے نہین عشق عندلیب
سمجھی ہے اُسکو پھول وہ شاید گلاب کا	مہتاب بفرش خاک پہ غش کھا کے گر پڑے	رُخ سے اگر اُٹھاوے وہ پردہ حجاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اُٹھے	تنک مزا اگیا تھا نہ آنکھون سے خواب کا	ایک طرف سے نافرمان کی نرالی

آن بان طاؤس جواہر بند در سحر زیر ران دھانی جوڑا پہنے کشت حسن گونا گونی و سر سبزی دیے زمرد مین زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کم سن کہ بموجب نظم

ادا سے خوبی سے ناز و عشوہ سے لطف جو میرے یار مین ہے	نہ ایک مین ہی نہ دو مین یہ ہے نہ تین مین ہی نہ چار مین ہے
یہ کون آتا ہے خیر مقدم بغیر گلگشت باغ اس دم	کہ ہر روش سرو ریاض عالم اُٹھائے سر انتظار مین ہے

ایک سمت سے ملکہ سر حمو بصد آبرو ابر سحر پر سوار زلفین کھولے بال بال موتی پروے بالون سے ستارے جھڑتے شب تار زمین جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوے رخسارون پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا قمر پاس ٹوٹنا نظر آتا تھا زلف پریشان شکن خاطر عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر اُڑکر آنا رہ چشمہ جستجو مین سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضائے ابیات :

کیا تری زلف گرہ گیر ہے اللہ اللہ	دلکو دیوانے کی زنجیر ہے اللہ اللہ	شور ہے خلق مین بیداد کا اُسکے ہر سو
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ	اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز و ادا بہزار زینت و عظمت دشت وغا مین پہونچا نظم	

ہمہ نامداران با جاہ و آب	ہمہ بر سپہر خرد آفتاب	ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار
ہمہ نیزہ بازان و خنجر گذار	ہمہ یکدل و یک زبان و سخن	ہمہ رزم جویان بنجوان زتختن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ	بجان آمدہ گاؤ ماہی ستوہ	اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحرون کے اُڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور بجتے تھے گوش فلک کر تھے غرضکہ طرفین سے ہولکے جھونکے آئے خس وخاشاک میدان کا اُڑا لیگئے پھر گھٹائین آئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوار بڑی چھڑکاؤ کرکے ابر کے سقے بھی چلے گئے صفین آراستہ ہوئین نقیب کڑکیت چاؤش نکلکر پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر وکشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے نامی جادوگر اب نہ جلا ہے نہ شمامہ ہے نہ ساحر شمس ہے نہ نمرود ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گردان ہے کسی کا نہ کچھ پتہ ہے نہ نشان ہے بس آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری وجمشید کا نام لیکر اس معرکہ جدال وقتال مین قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی سحر وساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جائے کہ اس خاکدان عالم مین وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہے

نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان	ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان	کدھر ہے سکندر کا وہ تخت وتاج
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سب آج	کہان اب کیومرث کا نام ہے	کہان اب وہ جمشید کا جام ہے
نظر کن دریں دیر بازیچہ رنگ	کہ بشکست چون طاق کسریٰ بسنگ	

اس تنبیہ دینے سے ساحرونکے حوصلے بڑھے ناریل نارنج اُچھلنے لگے بیرقین اور جھنڈیان اُڑنے لگین حسام بدانجام فوج کے پرے سے الگ ہو اجازت لینے کی عوض اُسنے حیرت کی جانب تنکر دیکھا حیرت نے پکار کر کہا کہ بول حسام اُستاد تیری صدا ہے سارے لشکر مین جے جے کا غل ہوا اور ناکام آگے بڑھا فوج کی طرف مہرخ کے بنگاہ تیز وگرم دیکھکر پکارا کہ اے فرقہ نمکحرام تم سب مجکو جانتے ہو کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا ساحر ہون اب بھی کچھ نہین گیا ہے اطاعت اہل اسلام چھوڑکر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو ورنہ سزا اپنے اپنے کنار مین دیکھو گے ادھر سے جنید ہو کہ وہ اُستاد ساحران ہے مگر بموجب **مصرع** جواب جاہلان باشد خموشی ؞ کسی نے اُسکی گفتگوے بے معنی ولا یعنی کا جواب نہ دیا اُسنے غصہ مین آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریون کو دکھائے اُسوقت بہار نے تخت قریب تخت مہرخ لیجاکر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اُسنے نکالے ہین خاص سامری کے بنائے ہین اس سحر کا رد کسی سے نہ ہو سکیگا مناسب ہے کہ لشکر سے نکل چلو تاکہ اسکے شر سے محفوظ رہو مہرخ نے کہا لشکر کو اپنے آفت مصیبت مین چھوڑکر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہے ہر چہ بادا باد دیکھین خدا تعالیٰ ہمکو کیا دکھاتا ہے کہ **بیت** بہ بینم کہ تا کردگار جہان ؞ دریں آشکارا چہ دارد نہان بہار ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ حسام نے نیام سحر سے تیغ انتقام کو کھینچا یعنی اُن ناریلون مین سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اُچھالا یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ ہر فلک تھرانے لگا قطب خوف سے بجا رجہ آیا گاؤ زمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہان تک کہ لشکر مطیعان اسلام تھا وہانتک زمین شق ہوکر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ وتار بنگئی ساحر دھنسنے لگے مہرخ رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اُچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدۂ دہر تاریک ہو گیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر مہرخ پر آکر چھا گئی اُسمین سے سیاہی کاجل کی طرح گر گر کر پھیلتی تھی دیدۂ و ہر سے اُس کاجل نے روشنی کھو دی شامت ہر ایک کی آگئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اُسی بھلا گھٹا ہو کر آگئی تھی نور وضیاے مہر انور کا نور اقبال ہما کی طرح روشنی

دور خانۂ عالم مین اندھیرا مچگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دنیا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایہ نحوست اس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدڑ بڑی ہلچل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد شہر نور منزلون دور تھا عالم عالم مین تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے مین گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دستک دیتے رو پڑھکر دم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ مع بادشاہ زمین جو شق ہوئی اسکے نشیب مین آگئی گویا زندہ در گور ہوئی سب زیب و زینت خاک مین ملگئی اسوقت کی آفت کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ با چشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاہد قرطاس کو پہناتا ہی اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہی جو لفظ تحریر ہی سوگ نشین ماتمکدۂ کاغذ ہے صریر کلک سے آواز ہی ہی کی نکلتی سینہ میم کا ہونہ ہی جیم دائرہ نشین غم ہی تو عین بجیۂ چشم پر نم ہی ولے اے فلک غدار یہ کیا ستم ہی کہ گلگزاران یاسمن پیکر پر دوران صرصر الم ہی قطعہ

گلشن دہر ہی دلچسپ جدھر جائے نظر	مے دے مطرب و ساقی شب ہی نور سحر	جو کرتی ہی وہ ہی مرغوب دل سرو جوان
سبزۂ و ابر و ہوا لالۂ احمر و گل تر	دیکھ صحرا کو کیا سبز و زمرد گون ہی	دیکھ دریا کو کہ ہی موجون سے زنجیر بر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہی	لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر	شاق ہی اسکی جدائی تو سبھی کو لیکن
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر	لطف لاکھون ہین پر افسوس کہ ہی نقش بر آب	آبشارین ہین صد انوحہ گر اس گلشن پر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش	وہ دن آئیگا کہ بیٹے کی نہ ہو مان کو خبر	اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا
بے بسی مین ہو اگر عشق تو ہین لاکھ ضرر		

آخر الامر جب اس لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ اے گروہ گمراہان اب تمھارا مار ڈالنا کچھ بات نہین مگر ابتدا سے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال مین نے سنا ہو کہ تمھاری پرورش پر مائل ہو بدین سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جسطرح نشیب زمین مین سماگئے ہو اسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمھارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہو جائیگی زندہ بند ہو کر رہ جاؤگے اور یہ سیاہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ تمپر برسائیگی نام و نشان تک تمھارا خاک مین ملا دیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر لشکریون نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ مین کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملکہ کے منع کرنے سے رکا اور جملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اترا ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی بلکارے دم بدم کی خبر پہونچنے کیلیے مقرر کیے تھے انھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار و خیل باغ سیب پہونچے انکو حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے کہ اے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہو بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے ماندے ہو جانے کا اور اپنے استاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم استاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ استاد آپ کے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک و مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے مین سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک قاصر خدمتگزاری

رہا یہ عریضہ مع تحفون کے جب حیرت پاس پہونچا اُسنے استاد کو خلعت پہنایا اور جلسۂ عشرت جمایا اور کہا کل بعد قتل باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج کے جلسۂ طرب کی سند نہین غرضکہ تا زیرہ ورودگان مہد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت ولایق محفل بہجت جمع ہوے گلعذارون نے بارگاہ کو رشک وہ گلزار جنان بنادیا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلون کو شرما دیا ساقیون نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو محظوظ و خوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصون نے اپنی ادائے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا۔ غزل

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود	بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود	بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
ببوس غبغب ساقی بنغمۂ نے و رود	بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی	کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود
ز دست شاہد سیمین عذار عیسی دم	شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود	شد از فروغ ریاحین چو آسمان گلشن
زمین اختر میمون و طالع مسعود	بدور گل منشین بے شراب و شاہد و چنگ	کہ ہمچو دور بقا ہفتۂ بود معدود

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب نور دیدۂ فلک سحر حسام شب سے دور ہوا اور جہرخ ستمگر نے انجمن عشرت مین ناہید فلک کو بلایا کہ نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود	ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود	جو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی
چراغون نے چمک اپنی دکھائی		

حسام دن بھر کا تھکا ماندا تھا بہر آرام اپنی بارگاہ مین جلسہ سے اُٹھکر آیا پہلے کچھ غذائے لطیف زہر مار کی پھر سراپچہ بارگاہ کے اُٹھوا دیے صحن خرگاہ مین پلنگڑی بچھوا کر لیٹا لطف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اس خوشی مین تھا کہ نیند آتی تھی اُس طرف اہل اسلام کی دعا بصد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ ابیات

یارب ہے کریم نام تیرا	ستار و رحیم نام تیرا	کفار لعین و تیرہ ایمان
ہین تشنۂ خون و دشمن جان	غالب ہوا کفر عاجز اسلام	یارب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقا	دے ہمکو نجات اب خدایا	یہ دعا انکی درگاہ کبریا مین قبول

ہوئی مراد دل حصول ہوئی یعنی اُستاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اُسکی استادی پر رشک آیا کہ مجھ سے بڑھکر یہ کیونکر پیدا ہوا اسنے چشم زدن مین جاہ و جلال لشکر اسلام ہٹایا بس گردون دون دشمن اُسکا ہوا اور اُسنے یہ دیکھا ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر مین قندیل لٹکائی ہو یا ستارہ ٹوٹکر کرۂ زہرہ پر چم گیا ہے حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہی آخر اس کو تہ بین نے دوربین سحر لگا کر دیکھا تو ایک چوکی بلور کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشان نظر آتی ہو یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی اگر وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد نہو سکتا لیکن یہ استاد بادشاہ ہو اسنے رد کر دیا وہ چوکی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق فرنگی اُسیر دو روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبون کو بھی اسنے اُسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہ ہوگی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک مین مل گئے اسی فکر مین تھا کہ چوکی

نیچے اُترنے لگی اسنے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہے اُسکے پاس یہ چکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز مین بوجہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہو گئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُترتے اُترتے درست ہو بیٹھا۔ وہ چکی جب زمین پر آئی اُستادجی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا البقعہ نور لباس و زیور سے آراستہ اُس چوکی پر بیٹھی ہے ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغہ کے لگی ہے اُسپر کھدا ہے کہ کنیز افراسیاب جادو اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منھ اُسکا تمتمایا ہے کچھا کھچا مکھڑا ہے باسر عریان و مو پریشان ہے ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا افعی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب سے اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہے بالون کے گھن مین چہرۂ تابان اُسکا یون نظر آتا ہے جیسے بدلی سے چاند جھپک جاتا ہے فوج غم والم کی دل پر چڑھائی ہے رنگ رُخ زرد ہے منھ پر چھپتی ہوائی ہے پوشاک بھی ملگجی ہو گئی ہے لیکن باین ہمہ رنج والم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے یوسف نے تو خواب مین بھی یہ صورت نپائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہی جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہو گی کہ بموجب

ابیات

ناگہ اک چاند کے ٹکڑے پہ پڑی میری نگاہ
گلرخے سرو قدے نوش لبے غنچہ دہن
رات بھیگی عرق شرم مین وہ ڈوبے بال
سر پہ تعویذ مرصع کی بیان کیا ہو پھبن
رو کش اختر تابان ہی سنہری افشان

ہو گئین جلوۂ رخسار سے آنکھین روشن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
آنکھ سورج کی جھپک جائے وہ چہرہ روشن
طرۂ مقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہے
نصف خورشید درخشان ہی جبین روشن

مہوشی عشوہ گری آفت جانے شوخی
خرمن ہستی عاشق پہ نگاہ برق فگن
چاند سورج نے کیا شب کی تمنا مین طلوع
سانپ بیٹھا شب تاریک مین ہی ڈال کے من

حسام اُسکی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری اُستادی اُس پُرفن نے بھلا دی گھبرا کر پوچھا کہ اے ماہ پارہ تجھکو کسنے یہ کاہش دی ہے اے پری تو کیون اُڑ رہی تھی ماتھے پر تمغہ لگا ہے شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے برق نے شرما کے مسکرا کے کہا کہ اے جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہے اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دے نہین تو مجکو بھا دے اُسنے کہا اے جانی دل اے مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ منش ہو کر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لٹکے حُسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردُوے باتین نہ بنا جلدی مجکو بڑے ہوا پہونچا ارے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جس بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹ کر جو گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب بغیر حد سے ہنستے سُنے گا تو مار ہی ڈالیگا - اسنے یہ تقریر سنکر کہا کہ شاہ کو سوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین مین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ اے حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہے کیا بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچ کر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ اے نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھے کہ مین مرد سے خوف کھاتی ہون میرا

کلیجہ ہاتھون مرد کی صورت دیکھ کر اُچھلنے لگتا ہے یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلین اور سینہ اور پیٹ کھلگیا اُستاد جی کا تو
جی لوٹ گیا کہ بیت انگڑائی لیکے اپنا مجھپر خمار ڈالا ٭ کافر کی اس ادا نے مجکو تو مار ڈالا ٭ بس شگفتہ ہو کر پکارا کہ مطلع جان کیا تمکو
کہون مین جان ہی جانکے لیے ٭ دل سمجھتا ہون کہ دل ہوتا ہے آنے کیلیے ٭ اُس گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ مین سچ کہون مجکو
مرد کے نام سے نفرت ہی مگر تجکو دیکھ کر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہے یون تو ہزارون لاکھون جوان پریزاد جور کے بچے مین نے
دیکھ ڈالے تجکو نہین معلوم کیا سبب ع دیکھتے ہی دل بیچین ہو گیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا ٭ کیا جانیے کہ
دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا ٭ حسام یہ پیاری پیاری باتین اُس ستمگر کی سُنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کہ چوکی مین جو یہ لیٹا
ہوا تھا اور اُٹھ نہ سکتا تھا اُس حال سے اپنے نجات پائی اُٹھ کر نیاز و نجر اُسکے پاس آیا اُسنے ایک رقعہ لکھ کر اس
مضمون کا کہ اے شاہ جادوان مین نے تمھاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت مین اُسکو لایا اطلاعًا
تمھین لکھ بھیجا یہ تحریر اُسی چوکی پر رکھ کر سحر پڑھ کر اوڑا دیا اور کہا اے چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اوڑ کر
چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم مین جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف
ہے فوراً میرا رہا ہونا سنکر دوڑ آئیگا بس جلد کوئی تدبیر کرون یہ سوچ پاس اُسکے بیٹھ گیا وہ اسپر دست انداز ہوا
اُسنے اور تو کچھ ناروا دانہ کیا مگر سسکی بھر کر کہا ٹھہرو مین بے قرینے ہوئی جاتی ہون چھوٹے پڑے کھلے جاتے ہین
تمھارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہین سراپچے بارگاہ کے اُٹھے ہین کیا مجکو نگوڑی کسی خانگی سے بھی بدتر تمنے سمجھا ہے
کسبیان بھی بیچ بازار مین مردوے کو لیکر نہین پڑتین یہ سُنکر اُسنے سراپچے گرا دیے اور خادم خدمتگار سب کو
باہر بارگاہ کے نکال دیا اس اثنا مین عیار مذکور نے انگیا مین سے ایک گیندا نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہے
اُستاد جی نے اُسکی بھولی باتون پر گلے سے لگایا اور کہا یہ گیندا ہے اور کیا ہے اس گلبدن نے کہا واہ
یہی پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کئی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو
سونگھو کہ گلاب کی بو آتی ہے نہ اُسنے تعجب کر کے گیندا اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا اُسنے فوراً
خنجر کھینچکر سر اُسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازین مُہیب
آنے لگین کہ ارے ظالم غضب کیا تو نے کہ اُستاد ساحران کو مارا ساحر غل سُنکر دوڑے برق نعرہ کر کے اسی ہنگامہ گیرو دار
مین جست و خیز کرتے نکل گیا اس عرصہ مین وہی چوکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ اُستاد کو عرضی تحریر کر کے
باغ سیب بیابان لالہ زار مین واسطے سیر کے گیا تھا چوکی کے آتے ہی نامہ پڑھا اور پکارا کہ ارے
یہ کیا غضب اُستاد نے کیا کہ اُس بلائے آسمانی کو اُتار لیا ملازمون نے پوچھا کہ حضور کیا ہوا اُس نے
سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابرق وزیر سے کہا جلد جا اُستاد سے بعد آداب و تسلیم
حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزین آپ کی خدمت کو حاضر ہین اُسکو جلد قتل فرمایئے وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ
پیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اُسکے مرنے کا معرض بیان مین لائے بادشاہ سُنکر سُن ہو گیا
بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست۔ ہائے افسوس مین نے برق کو گرفتار جب

کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیئے تھا ناحق اُسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی یہی تھی اے ابریق تو جلد جا
لاش اُستاد کی طاق چشم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جملہ نمک حرام رہا ہو گئے ہونگے ایسا نہو کہ
لشکر حیرت پر آکر گرین اور لشکر مذکور کو غفلت مین ضرر پہونچے وزیر حسب ارشاد بہت جلد چلا یہان
بعد مرگ حسام وہ چادر ظلمانی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا
کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار مین کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ مین
وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت مین روشنی ہو گئی اور اُسنے نہیب
دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کہ حریف کا لشکر آ پہونچا سب لشکر مین مرگ حسام سے گھبراہٹ تو
ہو رہی تھی اسکے آواز دینے سے کمر بندی ہونے لگی حیرت بھی بامو ے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ
اب جانا لڑنے کو سوقت بیفائدہ ہے یون تو بہت لڑینگے وہ غفلت مین کار حریفان تمام کرنے کا لطف نرہا اب
پھر چلو یہ کہکر مع لشکر کے مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکری بھی آسودہ ہوے اب آج یہان جلسۂ عشرت جما
لشکر دشمن مین شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب دہر گاہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوے جام مے سرخ
گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان شادی وجشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جائے اختصار منظور ہے
حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ مین آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سُنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو
بعشرت تمامتر یہان ٹھہرے اُدھر حسام کی لاش ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے طاق چشم کے پاس بھیجی اور
آپ خدمت بادشاہ مین گیا شاہ طلسم بہا بان لالہ زار مین متفکر بیٹھا تھا وہان کے مالک نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی
اور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہین کتاب رخسار معنی غم وملال سے تحریر نظر آتی ہے
بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ مجکو حکم ہو مین جاکر کار زنکچہ امان تمام کر دون میرا لشکر بہت آراستہ
و تیار ہے فوج بھی آپکے اقبال سے جرار ہے بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلاے جادو نے عرضی
بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس اسکو بھیجنا چاہیئے یہان لڑنے کو تو بیر بھائی میرا آئے ہی گا یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے زہر
بن قاہر قہر چشم جادو اگر تمہارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی
اعانت کرنا بہتر ہے تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین مین بھی خوش ہونگا اور خداوند
بھی راضی ہون گے دنیا اور آخرت تمہاری دونون سنجائینگی اُسنے یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ بہت مبارک انچہ مرضی
مولی ازہمہ اولی یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار وغدار
اپنے ہمراہ لیکر بعظم وشان تمام جانب لقا ے بدانجام روانہ ہوا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ
مآل شہزادۂ ایرج اور ضمناً شمۂ احوال وہنہ طلسم ہزار برج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے کہ اسکا
بیان ضرورتر ہے

داستان پہونچنا شہزادۂ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے

مقابلہ کرنا اور طلسم مین جانا للمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ سیمتن
سخن کی زمانہ مین عالی ہی شان
سخن کے طلبگار رہین عقلمند
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
سخن سنج اسکا طلبگار رہے
رہے جب تلک داستان سخن
نولسیم یکے قصۂ دلپذیر

پلا جلد مجکو شراب سخن
سخن ہی جہان مین ہی سبکو عزیز
سخن سے ہی نام نکویان بلند
سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام
جواہر صدا مول لیتے رہے
کہان رستم و گیو و افراسیاب
الٰہی رہین قدردان سخن

سخن کی کرین قدر سب نکتہ دان
یہ قول حسن ہی سُن اے باتمیز
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صدا گرم بازار ہے
سخن سے رہی یادیہ نقل خواب
بیا ساقیا جام عشرت بگیر

مبارزان میدان تہوری۔ دفتا خان طلسم نیرنگ و جادوگری جانبازی سوار قلم کی دست نبردگاہ قرطاس مین اسطرح دکھاتے ہین کہ سر کٹا کر اس معرکۂ تحریر مین قدم جماتے ہین۔ وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان تورج نوجوان جو دہنۂ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ عبادت صانع طلسم عالم کرکے مبشر بہ بشارت غیبی ہون لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اُٹھکر امتحاناً اُس قلعہ کی طرف چلا کہ جسمین ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا کہ زنجیر اُسمین لگی ہے برج مقفل ہے شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پہ ہاتھ ڈالا کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادے کے گرے کہ اے شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک تڑاقا ہوا اور اُس درۂ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہوکر اُڑا اور برج پر ہوا جا کر ٹھہرا اُسکے منہ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے مالے موتیون کے اُسکے گلے مین پڑے تھے بس اس طاؤس نے پکار کر کہا کہ مین طاؤس جادو ہون اے شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی غضب مین گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید و سامری کے استاد کا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پھرجا نہین تو مین جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہین معلوم کیا تمھارے ساتھ معاملہ کرے شہزادے نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر سے اُتار کر تیر بازدہ مشتی زرنگ خدنگ شکستہ سوفار عقاب پر بہر کمان مین پیوستہ کرکے طاؤس کا پوٹا تاکا اُسوقت وہ مور چلایا کہ اے تم بڑے زبردست دسرکش معلوم دیتے ہو کیا زلزلہ قاف اپنے تئین سمجھتے ہو یا اُنکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم یون نمانوگے یہ کہکر پھر درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اُسکے غائب ہونیکے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا یاقوت وغیرہ کوہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی یہان ہوا کہ طاؤس طلسمی سمجھا کر چلا گیا ورنہ کوئی یہان سے زندہ پھرا نہین اب آپ اسی مقام پر بارگاہ استاد کراکے تشریف فرما ہوجیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جہان اُترا ہو وہان سے کوچ کرکے تم لاؤ یہ قصر کئی منزل تک ہی کس لیے کہ اسمین ہزار برج ہین لیس مین منزل دو منزل یہان سے بھی اور آگے جاکر اُترونگا دیکھون کو کہ اس اطراف مین کیا

انتظام ہو اول نواح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہو کہ بعد میرے داخلہ کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سب نے رائے بیضا ضیائے شہزادۂ گرامی پر آفرین کہی اور وہان سے آکر لشکر مین طبل سفر بجوا کر کوچ کر کے اُسی پہاڑ کی دامن کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار مین پہونچے اور منزل بھر آگے بڑھکر اُسی نقیر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے قماچ طلسم ظلمت شب برج مغرب مین گیا اور فلک زہر دین ستارون سے بصورت بال طاؤس بنا نظم

بنا طاؤس کا یہ چرخ اخضر
ہوے گردون پہ تارے جلوہ گستر
یہ ہی نیرنگی عالم کا نقشہ
کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ مین آکر پلنگڑی جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بے قیاس اُس بارگاہ مین لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اُسکو کیا تھا قناتین ہر سمت کی گری تھین صحرائے طلسمی کی کیفیتین نظر آتی تھین چاندنی چھٹکی تھی کوڑیالا بچھو لا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح اُلجھی ہوئی جھاڑیان نہر و نمین ٹھنڈا ٹھنڈا پانی روان چاند کا عکس چشمون مین پڑا تھا ہزارہا چاند زمین کے منہ کو لگا تھا اُدھر بروج قصر طلسم کے در کھل گئے۔ اُنمین پریان کھڑی تھین ساز ہاتھون مین لیے تھین زلفین رُخسار پر لہراتی تھین اسطرح کا ساز بجا کر گاناگاتی تھین کہ خاطر بر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھین پیشوازین ستارہ دار پہنے تھین کچھ بائین پر کچھ دہنے پر تھین شہزادہ جس طرف کروٹ لیتا تھا تماشائے عجیب ملاحظہ فرماتا اِس اثنا مین طرفہ تماشا نظر آتا کہ سامنے میدان مین کچھ طاؤس زرین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹکر بشکل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک اُنمین کا فردستمگر ادا مست لشکر حسن غارتگر جان شیدا تھی سیمبر گل اندام و مہ لقا تھی کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچکر ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھون پر چشم غزالین قربان رہتی کسی کا رخسار نازک خانۂ ولہائے عشاق مین آگ لگاتا۔ کسی کا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گرگل سے زیادہ نازک چشم غمازین نرگس و غزال سے کہین بڑھکر بلکہ صاد دفتر ناز و غمزہ سے بہتر ایک ایک اُن مین مہر جبین ماہ مبین کہ ابیات

مُردے جی اُٹھتے ہین جس دم ہو تکلم کرتے
زندہ اعجاز مسیحا کو ہو پھر گم کرتے

پان اگر کھاتے تو لاکھون ہی کا خون کم کرتے
تیر چھوڑا اُنکے لہو تیغ تبسم کرتے

خاک مین روز ملا دیتے ہین مل مل کے مستی
پان کھا کھا کے ہوئیں خون دل مردم کرتے

چنتے افشان جو وہ پیشانی نور افشان پر
صدقے گردون طبق گوہر انجم کرتے

آپ دکھلاتے جو سلک دُر دندان کی چمک
آب پامال حسد جلوۂ انجم کرتے

پس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر پکارین کہ اے ملکۂ عالم آپنے تشریف لائیے اُنکے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے لب بام نیر اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد مین آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہو اسی طرح بصد شرف وہ ساطع الانوار ہوئی ہر تار زلف اُسکا سطر رقم طرازی صحیفۂ حسن جبین تھا ہر وجہ حسن تھا حلقہ ہائے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہون کہ جلوہ ہی شکن گیسو کو عین میانی شاہدان حسن جبین

کہون تو روا ہے اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقشہ بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتانی ہر تربان چشم فتان پر غزالان ختن تیر خوردہ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلہ عشق بھڑکا دے اُسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحائے مردہ دلان نظم

قد اُسکا طوبا سے دلنشین ہی تو سلسبیل جنان جبین ہے
جو زیر لب خال عنبرین ہی سو مردم چشم حور عین ہے

قد اُسکا شمشاد دلنشین ہی وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہے
کمر رگ گل سے نازنین ہے بدن سے شرمندہ یاسمین ہے

ہے چشم جادو کی یاد اُلفت خیال قامت کا ہی قیامت
تصور زلف پر شرارت بلائے جان دل حزین ہے

تو ہے سلیمان پری سر یرت ہی ملک خوبی کو تجھ سے زینت
جمال کی تجھ سے شان و شوکت تو خاتم حُسن کا نگین ہے

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن وادا خرامان بارگاہ شہزادہ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو دربارگاہ پر چھوڑکر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ اُس مسیحا کو بالین پہ آتے دیکھکر بیمار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جس طرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے اُمید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن بدعا ہوئی کہ اے شہزادۂ عالی تبسار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہے کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرلیتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھکر نہ بیٹھیے پھر لیٹ رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہوچکا تھا مگر ضبط کرکے صدف زبان سے گہر ریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا تو سر کے بل بہر استقبال جاتا اور یون کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت جھونا نہ ہے اور مین جو آپکو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حُسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین اتراتی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض جو مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حُسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھسے اُمید خاطرداری نہ رکھیے جائیے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنس کر جواب دیا کہ اے شہزادہ کیون نہو آخر نبیرۂ حمزہ صاحبقران ہو نہ واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تم کو دیوانہ بناکر نہین معلوم کس آفت مین پھنساتی اے شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اُسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تم کو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت وصعب ہے یہان سے کوچ کر جائیے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسائیے ہر چند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہئین پھر اتنی عمر کہان سے لائیے گا شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم یہان آچکے قدم بہر فتح طلسم اُٹھا چکے ہمارے منھ سے جو بات نکلجاتی ہے پھر جان جاتی رہے لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہے بیت فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا منھ سے

جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا۔ اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی مین غلطی کی شکن نظر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہوگیا مگر ساحرہ اُسکو سُن چکا تھا سُن ہو کر رہ گیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ اے لوترج بن ملیع کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم مین جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائے گا مجکو تیری محبت ہوگئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہین ہے ورنہ ابھی تجکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ مین بطور مہمانان نہ آتی تو مین بغیر قتل کیے تجکو نہ چھوڑتا یہ سُننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصہ مین آکر پھر آکر اڑ گئی کنیزین بھی غائب ہوگئین پھر قریب اُسی برج کے کہ جہان سے یہ آئی تھی ظاہر ہوکر ٹھہری اور زمین پر دو ہتڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ و تار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتہ دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادون نے غار و مغاک مین پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھ کر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار مین اُتر گیا کچھ ہی عرصہ مین وہ تاریکی عالم مین پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتین اُس سیاہی پر قربان تھین راہ ظلمات اُس کے سامنے تابان تھی آندھی کی ہیبتناک صدائین زہرہ آب کیے دیتی تھین سائین سائین ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختون کے جھکڑ کی مہیب آوازین جان لیے لیتی تھین مرکب سمیت سوار نشیب و غار سے نکل نکل کر اُڑ رہے تھے بارگاہین کہین تھین خیمہ کہین تھے شہزادۂ عالی تبار دعا ہاے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر مین یہان آیا اکیلا مجکو یہان آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہاے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اُکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہوگیا

نظم

ہوئی آندھی مین آخر آخری شب	ہوے روپوش تارے چرخ سے سب	ہماے مہر نے جھاڑے پر و بال	
رخ مشرق شفق سے ہوگیا لال	ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و تر نہ اُس آندھی کا پتہ تھا نہ ہوا کا سناٹا		

تھا نہ لشکر مین کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہان سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل بھر پیچھے لشکر شہا نظر آیا شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کی جائے جانا اندر اس قصر کے دشوار ہے اب کی انشاء اللہ مین تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کوہیون نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلین گے شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ ہین اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہرو کوہستان جو مین نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروے ہوا ایک تڑاقا ہوا اور ابر سرخ رنگ پیدا ہو کر تمام دشت پر چھایا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کا بلٹن کا ملنگا بنا یا قامت یار نے پیرہن سُرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشان ظاہر ہوے جن پر بارگاہ و خیام بار تھے اور دو دو تین تین عورتین دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منہ سے چھوڑ کر زمین سے اُتر آئے اُن زنگیون نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بہ ستون جواہر استادہ کی غرش عمدہ سے

آراستہ کی بعد اس انتظام کے اُس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جسپر ایک سفاکۂ عالم لباس ارغوانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پُر تکلف پر بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ بروے ہوا اُڑتی آتی تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر مین آگ لگاتی تھی چہرۂ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی برق نظر کی وہ چل پھر کہ ابر سُرخ مین بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی کہ

نظم

گر تجھے چاند سے چہرے کے مقابل ہو جائے
آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہو جائے
کیا عجب چاہ ترنخدان چہ بابل ہو جائے
زلف ہاروت ہے چشمان فسونساز ہین سحر

بس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اس طرح تخت بارگاہ مین اُتار لائی عاشقون کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک مین ماہ کامل داخل ہوا یون تخت سے اُتری اور کُرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصین گرد وپیش باادب استادہ ہوگئین اُسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ جا وہ نبیرۂ حمزہ کھڑا ہے میرے پاس بُلا لا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس مین آئی شہزادہ اس رنگ کا تماشا در بارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کنیز نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ حضور کنے میری آپ کو بعد سلام شوق پیام دیا ہے کہ لمحہ بھر کے لیے یہان قدم رنجہ فرمایئے دو باتین میری سُن جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہین دشمن کو سرفراز نہین کرتے ذلیل وخوار رکھتے ہین کنیز یہ سُنکر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اُسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپنے سچ ارشاد فرمایا لیکن اس وقت تو ضرور قدم رنجہ فرمایئے ایک بار کنیز نوازی لازم ہے خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اُس کے بُلانے سے اُس کے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار نجم وخونریز واطلم وغیرہ تھے غرضکہ ساحرۂ حسینہ نے اُٹھکر تا در بارگاہ انکا استقبال کیا اور سامنے اپنے کُرسی پر لاکر بٹھایا بعد خاطر ومدارات کے قفل دہن کو وا کیا کہ اے شہزادے مین نے اس لیے تمکو تکلیف دی ہے کہ اس حوالی مین کوہ ودشت جسقدر ہین آپ کو اجازت دیجاتی ہے کہ جہان آپ کے مزاج مین آئے شکار کھیلیے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمایئے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کر سکین مین خالی کرا دون اور جس تحفۂ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دون مگر آپ کی جوانی پر مجکو رحم آتا ہے واسطہ اپنے دین ومذہب کا اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آیئے کیونکہ اس طلسم کا گیا ہوا جیتا نہین پھرتا ہے اگر ایک دربند سے نکل گیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ عزم اپنا فسخ فرمایئے گھر پھر جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک رات کو ہمین نصیحت کرنے آئی تھین اسوقت تم دفتر بند وا کیے ہو اور اپنا یہ قول ہے کہ ع باطل ست انچہ مدعی گوید ÷ تم کیا ہمین ملک ومال دو گی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہین اب اگر تم کو اپنا طلسم بچانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جاکر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم ملازمان شاہ اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت ما بدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے یہ تقریر سُن کر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری کہ اے لوکے رات کو بھی مین ہی تجھکو سمجھانے آئی تھی مگر فرق اتنا تھا کہ اُسوقت صورت اور بنائے تھی اور اس وقت دوسرے طور پر ہون مجکو بسبب تیری الفت

کے یہ سمجھانے مین کد ہے ورنہ مجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائیگا تو سچ نے
کہا مین مقرر اس طلسم مین جاؤنگا تو لاکھ کہے مین ایک نہ سنونگا یہ سنکر اسنے کہا منم طاؤس جادو والے تو سچ تو نے ہمکو
موم کا سمجھ لیا ہے کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہے کیا مجال جو ایک قدم بھی اُٹھا سکے مین نے تجکو جب سے دیکھا تھا
دل میرا تجھپر آگیا تھا اسلیے تین بار آگہ سمجھایا اب مین دیکھون تو کیونکر اپنی بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہے بھلا طلسم مین جانا
تو بڑی بات ہی شہزادے کو یہ تقریر سُنکر غصہ آیا اور پکارا کہ او قحبہ تو طلسم مین مبتلا کرو اہیات کلام کرتی ہی دیکھ یہ سزا تیری ہی ہے
یہ کہہ کر تیغ کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے سر پر تیغہ پڑا مگر اُچٹ گیا ایک جھنناٹا ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے اُٹھکر
دونون ہاتھ پکڑ لیے اور زبردستی سحر گرا دیا پھر کچھ ماش پڑھکر ہمراہیون پر مارے کہ وہ پتھر کے ہو گئے لشکر مین شہزادے کے کہ قریب
تھا یہ خبر گئی وہان کمر بندی ہونے لگی اسنے کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہو گیا جب یہ سنگدلی
دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ اسی منھ پر دعویٰ طلسم مین جانیکا تھا دیکھا تو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی مین نہ گذرا اب
کہہ تو تجکو بھی پتھر کا بنا دون لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ نے کہا ہر چند
مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اُسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو یہ تو صاحبزادے ہین
مزاج مین انکے جہالت ہے تم لوگ تو دیرینہ ہو ان کو سمجھا کر پھر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہو کر کہا مجھ سے
خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پاؤن پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہان سے تو تشریف
لے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہان سے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون
اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ مین آیا تھا تم بھی شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرون گا
دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہو جائیگی ساحرہ یہ بیان سنکر راضی ہوئی کس لیے کہ منت سے دھمکا کے
خوشامد کرکے سب طرح اُنکو طلسم مین نجانے دینا منظور ہے اور فریفتہ جمال بے مثال شہزادہ بھی ہو چکی ہے چنانچہ دو ایک رنڈی اور
چند کنیزون کو ہمراہ لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اسکو باعزاز تمام تر مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا
کہ آپ فرمائیے تو مین کام اسکا تمام کرون شہزادے نے اُس کے کان مین کہا کہ گھر مین بحیلہ دعوت کسی کو بُلا کر عداوت کرنا
شیوہ مسلمانان نہین ہی یہان کوئی برائی اسکے ساتھ نہ کرنا نجم خاموش ہو رہا اور شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونے کیلیے
حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیا گران کبک رفتار حاضر ہوئے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ بہ محبت مجھ سے پیش آیا اب
یہ تجھپر فریفتہ ہے پس اگر یہ کام دل تجھ سے حاصل کریگا تو زنگی اور غواصین تیری سب اس حال سے ماہر ہون گے سارے
طلسم مین تو ہوا اور مسلمانان مشہور ہو جائیگی پس یہ سوچکر کنیزون کو بُلا کر حکم دیا کہ تم مین سے دو ایک یہان ٹھہرین اور
خیمہ الگ رکھ لین باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم مین جائین مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سُنکر سب ہمراہی اُسکے
روانہ ہو گئے اور یہ شریک جلسہ عشرت ہوئی جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس
جانب شہزادہ بڑھانے لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو مین ساحرہ کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا یہ حرف

تمھارے یہان آنے سے مہمان جانکر مین تمھاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سُنکر بد مزہ ہوئی پھر سوچی کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہے اور مجھ سے کھینچتا ہے تو بھی یہان سے اُٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت کا گرفتار آپ ہی تیری منت کرکے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھکر اُٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ خاموش ہو رہا یہ وہان سے اُٹھکر اُس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی بیٹھی اُدھر نجم عیار نے شہزادے سے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ آپکی مہمان نہین ہے مین مار ڈالون جاکر آپ ناراض تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجھکو اختیار ہے نجم اجازت یاب ہوکر چلا اور ایک زمرد کا خاصدان لیکر گلوریان عطر بیہوشی کی بسی اُسمین رکھکر بڑے تکلفات سے درستی کرکے خیمۂ ساحرہ مین آیا وہ بھی کہ شاید شہزادے نے بلایا ہے یہ منانے کو آیا ہے پس بخاطر پیش آئی اسنے وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اُس مغرور حسن وجمال کو بھی میرا خیال ہے پس وہ خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پُرتکلف گنگا جمنی ورق لگی کٹاؤ کی بنین اپنی سُرخروئی کی آپ گواہی دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی اپنے خاصدان مین رکھ لین اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا عیار مذکور ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان ہر ایک حلق سے نیچے اُتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہو گئی نجم تو اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھا چکا تھا منھ کو لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روئین تن بزور سحر کر خست بدن دیکھکر سیسہ گرم کرکے پلا دیا اور ہمراہیون کے اُسکے سر کاٹ ڈالے پھر تو گھبیر و گھیر کیجیو کی آواز ہولناک آئین سیر سحر کے غل مچانے لگے اندھیرا ایسا ہو گیا کہ شب ہجر عاشقان بھی ایسی تاریک نہ ہوگی عالم مین چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روزگار نے دن دہاڑے دُنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت آنے سے گھبرا کر باہر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت تھے لیکن اس اندھیرے نے سب کے دم خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ اے خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار یہ بلا ہمپر سے تو دفع کردے اثر دعاے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہوکر سمٹی اور بردے ہوا جاکر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا صرف ایک دیوار سیاہ منزلہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی اُسکی تا چرخ برین تھی پس پُشت اس دیوار کے صدائے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر بیٹھا اور ہزار دروازے پیدا ہو گئے بیچ مین پھاٹک جواہر آگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ دفعۃً وہ پھاٹک کھل گیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذارسان نکلا اور اُس زہرناک مارنے دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریائے زخار وقہار ربطہ پنج آفت خیز پیدا ہوا اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک اُس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو بلبلا تھا وہ ورد بحر عالم کا پتا دیتا تھا نہنگان خون آشام اُس مین سے سر بدر کیے تھے حباب بسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین دُنیا کے ڈبونے کی چالین چلتی تھین ایک تلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے نے یہ طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن انکے لشکر کی سمت کو چھوڑکر وہ دریا بہتا تھا یہ اسطرح سب

کھڑے تھے کہ سامنے وہ پھاٹک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد
در ظاہر ہونیکے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتین اُڑتی ہوئی سر دیوار پر آکر بیٹھرین پھر قریب اژدر
اُتر آئین ہر ایک اُنمین حسینہ وجمیلہ نہایت شکیلا تھی گوہر بحر خوبی وصدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر دبعید بلکہ تھی حباب بحر طلسم
نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل اُنکی رفتار نرم پر پیستا تھا انھین کے عشق مین بہ چشم پُرنم سر اپنا کنارے
پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بہر نثار لاتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کوس محبوبی
بجانے آئی تھین اُس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مار کر
ہنسین اور شہزادہ **تورج** سے آنکھ ملاکر گویا ہوئین کہ اے فتاح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہے آفت مین قدم دھرنا
ہے تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگائیے اس اژدہے کا منھ کھلیگا یہی دروازہ اس طلسم کا ہے دہن اژدر مین
تشریف لیجائیے شہزادے نے یہ کلمات سُنکر قدم ہمت آگے بڑھایا **نجم عیار** اور **خونریز** وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر
گرے اور عرض کرنے لگے کہ اے شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ ودانستہ دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف
رائے صواب اندیش عاقلان ہے خوف بربادی گوہر جان ہی برائے خدا یہ ارادہ نہ فرمائیے منھ مین اژدر
کے نہ جائیے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے
کی چقاچاق سُنائی دی شہزادہ اُس طرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایک لشکر ساٹھ ہزار
سوار کا نظر آیا کہ مرکبہائے تازی نژاد سوارون کے زیر ران عزق دریائے آہن ہر ایک نوجوان برچھے
رکابون کے تسموں مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر بصد زیب وفر مرکب پری پیکر کو گا تھے آگے آگے
ہراول فوج علم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر **آہن کوہی** کا ہی جو اس طلسم کے حوالی
مین سلطنت کرتا ہے اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہی شاہ طلسم نے اسکو ما تحت **طاؤس جادو** کے معین
کیا ہی کہ جو کوئی طلسم کے اندر آنیکا ارادہ کرے تو اسکو یہ روکے چنانچہ جب **طاؤس** مارڈالی گئی اس بادشاہ نے
خبر سُنی کہ نبیرۂ **حمزہ** نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہی اور اب محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہی
بس یہ سنتے ہی لشکر تیار کرکے روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے
صف کشی کی اور آگے بڑھکر تہیب دی کہ اے نبیرہ **حمزہ** تو نے سب کو پہلوان کو نامرد بنادیا اور ہر ایک کو اپنے دام
تزویر مین پھنسالیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا ادھر آکہ تو میرا شکار ہی شہزادہ یہ نعرۂ دلیرانہ سُنکر مرکب پر
سوار ہوا لشکر مین قرنا پھنکی جان نثار شہزادہ مرگ پر آمادہ ہوکر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتھیار سجکر تیار ہوا سوار و
پیادہ ہر ایک آمادۂ رزم وپیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ تیار ہوا شور
نشور برپا تھا کرنائے دم عدو کا بند کیا چہا نجہ کف افسوس ملنے لگی نیزے جوانون کی طرح تننے لگے گرز سرکش بنگئے
نقیب للکارے بہادرون نے نعرے رعد کی طرح مارے **آہن** صف لشکر سے آگے بڑھا اور سلحشوری
دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھکر للکارا کہ

بیت بیا تا بگردیم و کین آوریم ؛ بجنگ ابروان پُر ز چین آوریم ؛ تو توسچ یہ نعرہ سُنکر گھوڑا ڈپٹ کر سامنے اُسکے گیا اور ایک تگا و ر ایسی پڑی کہ مرکب اُسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم تھپیڑ کھا کر ہٹ گیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوئے مقابل ہوئے

نظم

گرفتند پس آن عمود گران	ہمے حملہ کرد آن برین این بران	زمین گشت گردان و شد روز تار
یکے ابر بست از بر کار زار	تو گفتی شب آمد بریشان بروز	نہان گشت خورشید گیتی فروز
ازان چاک چاکِ عمود گران	شد آہن بگردار چاچی کمان	بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
بدریا ے شد اندرون باد خاست	تو گفتی کہ سنگ ست سر زیر ترگ	سیہ شد ز زخم یلان روے مرگ
گرفتند شمشیر ہندی بجنگ	فرو ریخت آتش ز پولاد و سنگ	ز نیروے گردن کشان تیغ تیز
خم آورد و از خم شدہ ریز ریز	چو شد کام بے آب و پُر خاک سر	گرفتند ہر دو دوال کمر

اسی طرح دونون گتھے ہوئے زمین پُشت زین سے آئے اور دامن گردان کر بسر گرم کشتی بقصد درشتی ہوئے داؤن پیچ توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر نکلا اور اُسکو پکڑ لایا اُسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑہ زنجیر کمر کا تھام کر ہکا دیکر اول زور مین تا بہ کمر لایا اور دو بارہ مین اُسکو سر سے بلند کر کے چرخ دیا وہ مکار الامان پکارا شہزادہ ایمان بویری زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اُسنے زمین پر اُتار دیا اور کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکر سے کلمہ طوطے کی طرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسۂ عشرت مہیّا فرمایا اُسنے بمنّت تمام عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار میرا ملک یہان سے بہت قریب ہے حضور قلعہ مین تشریف لے چلین اور تمام رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائین اور قلعہ اسلام آباد کرین مسجدین وہان بنوائین سرداران شہزادہ نے بھی اسکے کلام کی تائید کی کہ اے شہریار بہتر تو ہے کہ اہل قلعہ بیمن قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین اور در دولت اسلام پا کر ہمیشہ محفوظ رہین شہزادے کو اُس طرف جانے کی اس لیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم مین جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے پس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑ کر مع جملہ سرداران کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد طے کرنے چند فرسنگ راہ کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی دیوارین بلّور کی تھین سراسر نور کی تھین نگار گاہین اُسمین بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین تھین در قلعہ پر سوارون کی چھاؤنی ہر سمت گھما گھمی سر قلعہ پر توپین چڑھین سامان حرب و ضرب مہیّا پُل تختہ پڑا ہوا خندق پُر از آب مصفّا گولنداز برق انداز جوانان شکیل جرأت مین بعدیل ہر ایک نے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُڑی شہزادہ داخل شہر ہوا اُسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہموار بستی رعیت خوشی سے ہنستی ہر سمت بازار عیش و نشاط گرم ہر شاہد بازاری کی رفتار نرم ملک تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پُر از انجم مسرّت تھا نہین نہین فلک ستمگر اُس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین فسحت آباد اور وسیع شہزادہ سیر و کیفیت دیکھتا دار الامارۃ مین تشریف لایا اُس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین شہر جمع تھے ارکان دولت پا بہ پایہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بیٹھا آہن نے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب و کباب مین نجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی ملائی اور شہزادہ کو مع رفقا و عیار کے بیہوش کرکے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران لشکر کو اپنے بلاکر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت ان مسلمانوں کی اطاعت کی تھی اب چلکر اُسکے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ اسکو تنہا قلعہ مین چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہے کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے اسکو رہا کرلین گے پس آج کی شب اسکو مقید رکھیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ راے اُسکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرقی سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ صبیت برآمد ہوا شاہ سیارگان ذکیا نور سے اپنے روشن جہان ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عرادہ پر بٹھا کر یہ مرتد بد اختر بیرون قلعہ لایا شہر مین غلغلہ بپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچکر کھڑے ہوے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوے چبوترے ریگ کے بنائے گئے بوریے فلاکت آلودہ بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت و صدر نشینان مسند انجمن ریاست انپر بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری تھی رحم دیون کو آہ وزاری تھی کہ بمقتضاے **خمسہ**

مثال اخگر کے فرصت اکدم ملی نہ سوز نہان سے ہم کو
بُرا ہوا اس عمر بے بقا کا کہان یہ لائی کہان سے ہم کو
اُٹھائین کاندھے یہ بار ہستی سفر ہی بہتر ہے یان سے ہم کو
رہا برنگ جرس سدا ربط سوز آہ و فغان سے ہمکو
سواے اندوہ و یاس حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو

ادھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے ادھر شہزادے سے سردار عرض کر رہے تھے اے شمع شبستان صاحبقرانی و اے چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ باد صرصر ظلم عدو سے آپکا چراغ ہستی گل ہو اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہے جو آپکے قدم اقدس پر ہم نثار ہو جائین ہمارے لیے زیادہ فروغ حاصل ہو جائے جوش شمع سر کٹائین اور آپکی محبت مین مرگ سے بولگائین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے بہادران مین تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلہ کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہو اور رخت ہستی اس منزل سے بار کرو اور مین پیچھے رہ جاؤن واے صد واے اے برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہین کہ **اشعار**

یہ غمکدہ رہنے کا نہین جاے اقامت
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
عالم ہے پریشان شد و وادی غربت
اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا
سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے ہین بحسرت

یہ کہہ کر وہ محراب خم تیغ کا ساجد دست مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ **نظم**

اے شہنشاہ عرب میر عجم عالی جناب
ہے یہی ورد زبان مجکو بعین اضطراب
تا بکے دنیا مین کھینچون مین عذاب بےحساب
یا علی یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب
مصطفےٰ کیواسطے میری مدد کیجیے شتاب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے اسطرف جلادان بے ایمان حکم قتل کرنیکا لے رہے ہین سنگ چٹا کر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق جزو کل دامن صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرہ

شہر بار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش مین **توریج** ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر ہونچا جلاد اُسکی آمد دیکھ کر ٹھٹکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار ہے پشت اُسکے سپاہ جرار جلتہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اُسکی شوکت دیکھکر خوف کھاتا ہے۔ خورشید اُسکے جلال کو خیال کر کے تھرّا تا ہے زلفین ابراہیمی سلسلۂ اسماعیلی کی گرد چہرۂ انور کے بل کھاتی ہین بلائین اس کے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اُسکی زلفون کے حسب حال ہے **شعر**

حرارت ہوتی ہے سردار سے دونی سپاہی مین		زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

اسلحہ کی چقا چاق بلند گردش آسمان اُسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلا گردان جوان طرحدار شجاعت پسند اُس شیر بیشۂ شجاعت و جلادت نے مجمع فوج دیکھکر نعرہ کیا کہ **نعرہ**

منم ایرج ذی حشم نامدار		خدیو جہان خسرو کامگار
منم پور فرزند صاحبقران		سپہدار افواج اسلامیان

یہ نعرہ کر کے تیغ آبدار قاتل کفار اُس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی کئی لاکھ تلوارین ساتھ کھنچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ **نظم**

کشید از میان تیغ آبدار		چنان کرد در عرصۂ کارزار
یکے را بر پشت و یکے بر کمر		چنان نیزہ ہا نیزہ آویختند
کہ برہم نہ پیچید زان گونہ مار		شہان را چنین کی بود کارزار
برون مغز صدہا شدہ از تبر		چنان گرم گردید بازار جنگ
بلیم اسپ ہر سو ہزاران ہزار		ہمیگشت در دشت چون بیقرار
یکے را بباز و یکے را بہ سر		سنان یک بدیگر در آویختند
شکستند صدہا بگو پال سر		کہ میسوخت پرہائے تیر خدنگ

آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا تیغہ کھینچکر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ **توریج** ہونچا شہزادۂ مذکور نے غیظ مین آکر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقون کو آکر **ایرج** نے رہا کیا ہر ایک دلاور نے ہتکڑی بیڑی پکڑ کر اُٹھا اور صدہا کو مار گرا دیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ مین کر کے سوار ہو کر تہلکہ ڈال دیا اُسی گرمی جنگ مین آہن اور توریج سے مقابلہ ہوا اُسنے بقوت تمام تیغہ مارا شہزادے نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھ کر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اُسکے تن نجس سے اُتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ العظمۃ للہ طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہو چکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اُٹھا لیا پھاٹک بند کر دیا بالائے قلعہ جا کر توپین چلا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دودمان صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے گولا مثل اولے کے پڑنے لگا ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریاے آتش کو شناوری کرنے لگے گولندازجو گرد کدورت کہ دل مین اپنے تو لیے ہوئے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اُٹھتے بیٹھتے گولون کو رد کرتے

قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکر پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جست کرکے خندق فرا گئے قلعہ پر سے ہنڈیان بارود کی حقہ ہاے نفطی پڑنے لگے تیر و ژوبین دخشت کی مار ہوئی گزٹپ کے پولون مین آگ لگادی تیل کے کڑھاو کھولتے ہوے پھینکے ان سمندر مزاجان بحر آتش نے سپر منھ پر لیکر وہ آفت جھیلی اور گرز پھاٹک پر بقوت تمام لگائے کیواڑ اُڑا اُڑا کے گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا اُتارا ہوا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سر فروشی ہر ایک ددکا ندار ملک جرات کا شعار تھا تیغ تیز اور خنجر ہنگام ستیز سرون کے مشتری تھے جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے خلاصۂ کلام وہ سب مردود بدانجام کچھ ہی عرصہ مین رو بفرار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوے بہت کنودن کھتون مین گر گئے آخر طالب امان ہوکر قتل سے رستگار ہوے رعایاے شہر ہاتھ باندھ کر خدمت شہزادگان نامور مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجایا فوج قتل کرنے سے رُکی دونون کشورستان دار الامارۂ آہن بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرماکر ایک لڑکا بارہ برس کا پاکر اُسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا کلاہ مہی و افسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے دیر بتکدے لقا پرستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین مؤذنون نے نداہاے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد ہوچکا بفتح و فیروزی وہان سے نہضت فرماکر دونون شہزادے قریب در طلسم آئے وہان وہی سامان طلسمی پائے اُسی طرح نقارہ سراژدہا پر رکھا تھا دریاے طلسم موج مارتا تھا تورج نے یہ حال ملاخطہ فرمایا اور قدم بارادہ داخلہ طلسم آگے بڑھایا ایرج اور سب کوہی اور عیار تابع ہوے منت کرنے لگے شہزادۂ مذکور نے غور کیا کہ سوقت یہ سب روکین گے اور منع کرینگے مناسب یہ ہی کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اُٹھنے پائے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر شرائط تعظیم بجا لائے یہ بارگاہ مین مع ایرج ذیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دینے لگا ناچ ہانے ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام اُس زینت انجمن پر نثار فرمائے کہا کہ اے بھائی تم دادا جان صاحبقران عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے امیر با توقیر ناراض ہوتے تھے اور فرط اُلفت سے یاد تمھاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمھارا انتظار ہے تمھاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھاکر تسلی و تسکین دو تورج نے کہا اے برادر فرمانا آپکا بجا ہے واقعی مجھکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح کیے یہ کہہ کر جو جو قلعہ کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم میں ضرور جاؤنگا ایرج نے یہ سنکر ہرچند سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اُسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب مالکان قلعہ جات کا مالک و حاکم ہی ہر ایک اُن کی اطاعت کرے درصورت انحراف ورزی حکم شہزادۂ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کیے ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا ہو

یہ سمجھکر مجلس عیش مین مٹھیا رہا جبکہ شام سیہ فام بسان اژدر دہان منھ کھولے دہر مین ظاہر ہوئی اور
آفتاب تابان کو من کی طرح مار ظلمت نے نگلا **نظم**

شفق سے تھا شہر اشام کا رنگ
زر گل روبرو تھا اسکے پاسنگ
ستارون سے ہوئی شب رشک ارژنگ
ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ

دربار برخاست کرکے دونون شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوے
ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہین کہ تم کوئی
امر ظہور مین لاؤ **تورج** نے اب ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا چپکا سنا کیا آخر ناصح بھی خاموش ہو رہا اور دونون آرام
پذیر ہوے جب فرد انجم کو مثل دفتر پذیر زوال شب نے بند کیا اور شہریار مہر بارگاہ مشرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ
بیت دہن اژدر سحر سے مہر ؛ ہوکے ظاہر چلا بدوے سپہر ؛ شہزادہ شائق سیر طلسمات **تورج** خوش صفات بیدار
ہوکر طاعت الہی مین مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے
تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے چاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑ کر چلا جاؤن **ایرج** کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ
بروانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رکیگا بس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دامن قبا کو دامن
دریا بنا دیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر حاضر خدمت ہوے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے
شہزادہ نے جواہر زواہر تسکین و تشفی سے اُنکے دامن بھرے اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم
برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر بہزار دشواری و صد گریہ و زاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص
کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سبکو پھیر کر آگے بڑھا اور قریب اُس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر
چوب نقارے پر لگائی صدائے مہیب نقارے سے آئی اور منھ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑ کر دم گھسیٹا
شہزادہ اُسکے منھ مین چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر کو نگل گیا پھر اُسنے اُگلا سب نے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا
اسکے منھ سے نکلکر دریا مین گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادہ **ایرج** نے گریبان چاک کیا سردارون نے
سر درد آلودہ خاک کیا شور واویلا و افغان تا بہ سپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا
ایسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندون نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ
ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہین یہ مقدمہ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اسمین بہت دکھائی دینگے آپنے بھی
تو بہت طلسم فتح کیے ہین یہ کیفیتین ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دلمین راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاء اللہ
شہریار کچھ عرصہ مین بفتح و فیروزی آپ سے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ مین لائے سرداران
تورج خونریز و سرشار و شمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اُسوقت **ایرج** نے اپنے عیار شاپور اور
نجم سے کہا کہ ہر چند طلسم مین جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہوسکے میرے بھائی کی
خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جانثار جاتے ہین یہ کہکر
دونون بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ

اُس بحرِ زخار کا کوسون تک ساحل ہے عیار کنارے کنارے اُسکے صورتین بدلے روانہ ہوے اور ایک مقام پر ٹھہر کر شاپور نے کلۂ فلاخن مین پتھر رکھ کر دریا مین پھینکا وہ پتھر بیچ دریا مین گر کر ڈوب گیا اُسنے کہا کہ ایسا دھوکہ ہم نہ کھائین گے دریا مین ڈوبنے نہ آئین گے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنے کو کوئی ساحر دریا سے نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر حال شہزادہ تورج سنیے کہ اُنکو جو اژدرِ طلسم نے نگلا بظاہر تو سب نے دیکھا کہ دو ٹکڑے اُنکے جسم کے اُس اژدر نے اگلے لیکن یہ شعبدۂ طلسمی تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب مین گرتا ہے اور تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان بدن سے اُڑنے لگین بلی لیسا صاحب قوت تھا جو اُس گرمی کی تاب لاسکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا آخر کار خداوند غفار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پانون زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحرائے ہول خیز و وادی پر آفت مین استادہ ہون جو بگولا اُڑتا ہے دیو آتشین نظر آتا ہے اُبھے ہوے دل کی پھانسون کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تمازت و حرارت کی شدت دل جلون کے سوز سے کم نہ تھی وہ کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر بیچھے پڑ رہتین ندیان حسرت آلود گرمی کے مارے کی طرح نگاہین کو تین چشمے بسان چشم بیمر فتان ذرا بھی میل تر رکھتے تھے چشم کور کی طرح سے تھے کہ بیت خجل اُس دشت سے صحرائے محشر جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر شہزادہ اُس منزل پر آفت کو طے فرماتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشناک دہر کو یہ یاد کرتا جاتا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اُس دشت سے گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منہ اُسکا مثل قعر بلاخیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اُس نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پانون سے بیرنگ دربانان استادہ تھا اور اُسکی ایک شاخ مین کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھ کر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا اور دستِ حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہان ہان اے اجل رسیدہ کیا کرتا ہے شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ کھلا پایا اور زن پر فن حسینہ و جمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا حسن اُسکا بہ از نور مہر انور ہے فروغ رخسار سے کوٹھری برج قمر ہے واقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہے بلکہ مشعل آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہے قمر کی رنگت اُس سے کہان ملتی ہے واقعی عجب حسن دلربا ہے یہ نقشہ ہے نظم

موسی ابھی غش ہون دیکھ کے جلوہ حضور کا
رخسار آتشین ہے کہ شعلہ ہے طور کا
ناخن سے کب کھینچے گا سراپا حضور کا

پُتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا
دستِ حنائی پنجۂ مرجان سے بڑھ گیا
شاکہ بازو نیہ ہوتا ہے شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی پر آفت مین قدم دھرنا عاقل کو روا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لائیے اس کرسی پر بیٹھیے مین

آپکو منزل مقصد پر پہونچا دونگی خاطرداری بدل کرونگی شہزادہ اُس زن پُرفن کی باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی
شعبدۂ طلسمی ہے یہ سمجھ کر جواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو مین آتا ہون یہ کہہ کر پھر پنجہ اپنا جانب
کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا اے شخص مبتلاے آفت نہ ہونا میرا کہا مان یہان آ
اس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رُخ کیا پھر وہ چلائی کہ اے
نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور کچھ پلہ نہین ہے میرے پاس آکر کرسی پر بیٹھ جا شہزادے
نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجھکو بلاتی ہے ضرور کچھ سمین فتور ہے اب وہ تمکو بلاتی ہے تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا
وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ تجویز کرکے جب اسنے انکو طلب کیا اُنھون نے کہا آپ ہی تشریف لائیے وہ
عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اس کے حُسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے
کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہونگے بس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
مین بھی فرق آئیگا قصر طلسم مین رخنہ پڑجائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچ کر اُسکی جانب مخاطب
ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آئیے کچھ دور مین آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمایئے شہزادے
نے کہا واہ یہ ہوناہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آئیے گا میرا آنا دشوار ہے اے رونق قصر محبوبی مین تیرے
مکان عشرت کا مکین ہون تو مجکو پیشوائی کرکے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر کہا واہ یہ خوب بات ہے کہ اتنی دور سے تو
آپ چلے آئے یہان مجکو دیکھ کر پاؤن پھیلائے اب مین آؤن اور آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے
بچہ ہین اے صاحب آیئے باتین نہ بنایئے شہزادہ نے فرمایا کہ مجکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤنگا
غرضکہ یہی تکرار تادیر رہی آخرکار وہ زن ناہنجار چار ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید
یہ روئین بدن بزور سحر ہو تو وار خالی جائیگا بس گلا داب کر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب
پہونچ کر گردن اُسکی مضبوط پکڑ لی ہرچند وہ تڑپی مگر دست بلی سے نہ چھٹی اور دوڑ کر پچھاڑی تو قریب تر اُس حجرہ کے بچی
ہی اُسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا کوہ جادو
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلو سے ایک پنجہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور سے
مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹ کر اُڑا اور شہزادہ دیکھو
بھی لپیٹ کر لے گیا چشم عجائب بین اس سیار سپہر طلسم کی متوجہ ہو اسے بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر مین اپنے تئین
پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ پنجہ و تازیانہ کسی کا پتہ نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت ہر ایک پُررفعت
و وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکین پختہ لبان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے سجنے کے ہر جگہ سے بہتر اشیاے
نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دُکاندار خوشخو و راست گفتار لین دین کا گرم بازار زینت کشور
روزگار وہ شہر نثار اکسیر سے خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہان موجود اور ارزان نا میسری اس ملک مین گران بیت

	حسن مین وہ شہر پرستان تھا		باغ رضوان بھی اُسپہ قربان تھا

یہ شتری اشیاے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامان سواری نظر آیا ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے لیا دل و چوبدار عصاہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے ادب سے اور تفاوت سے کہتے نمودار ہوے پھر سوارون کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن شجاعت سے خفتہ مین بھرے خوبصورت خوبصورت پیادون کے جھرمٹ گذر گئے پھر سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لونے طفلان ماہ طلعت لیئے نکلے غرضکہ سامان باد بہاری اور جلوس سواری کا بنظر طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پہ بادشاہ پُرشوکت وجاہ سوار چتر سر پہ گردش مین تاج سر پہ گوہر نگار مگس برانی مین مصروف وزیر نامدار یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار العمارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا اور قصر پر ہزارہا عورتین قبول صورت و کمسن کو استادہ پایا جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین و طرحدار نکلی یہ معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو کیونکہ عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پرپیچ و سیاہ کے سامنے کیون نہ پریشان ہو پیشانی انور اُسکی داغ وہ سیماے قمر گردش شمس کو خالی از علت نہین قربان ہو کہا اسیر نے نظم

زلفین لہراتی نہین چاند سے رخسار پر ہر
کیون نہ وحشت سے کرین رم کہ چکارے ہین ہرن
غمزہ چشم غضب عشوہ ابرو آفت

گر جھکی اک قدح شیر پہ ہین دو ناگن
جسطرف رخ کرین وہ ناوک مژگان دراز
عین فتنہ نگہ گرم قیامت چتون

چشم فتان سے نہ کیون آنکھ چرائے نرگس
دل مشبک ہون کلیجے مین پڑین سو روزن

لباس و زیور سے آراستہ تھی سو نازنین گرد و پیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اُس دلبر نے تعظیم دی اور مسکرا کر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سب کے داخل قصر مذکور ہوا وہان دیکھا تو کئی درجہ اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُسمین اسیر ہین زار و نالے کر رہے ہین شدت اسیری سے مر رہے ہین کوئی اُنمین بادشاہ زادہ ہے کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہے غرض جو ہے وہ مرنے پر آمادہ ہے دوسرے درجہ مین اُس مکان کے فرش مکلف بچھا ہے مسند مغرق آراستہ ہے اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچسو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچسو ننگی اودی بنا ہوا باادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شہریار یہ جو سامنے حضور کے ہی بڑا چھوٹا دغاباز ہے کہ اسنے فقرے سے ملکہ کوہ جادو کو بلایا اور مار ڈالا وہ بیچاری اسکی خاطرداری کرتی تھی وہ کیا جانتی تھی کہ یہ مکار ہے اسکے دم مین آگئین وہ تو فیل مست جادو وہان موجود تھے جو کمند مار کے اسکو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کرکے صاف نکلجاتا یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ پیر سے وہ کمند کھولکر سحر اُتارا تو شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین پانو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑہ الٹا ہوا ہے اب معلوم ہوا کہ اندر اُس ایوان کے مین آپسے نہین آیا ہی کوڑ لایا ہی غرضکہ اُس عورت نے بنابر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہر نگار لاؤ عورتین کرسی لائین صبح کو بادشاہ نے بخاطر تمام اُس کرسی پہ بٹھایا اور کہا آپ ہمارے دوست خداپرست ہین کہ آپنے کوہ جادو کو مار ڈالا یہ سمجھ لیجیے کہ کوئی یہان سے آکر نکلنے گیا نہین آپ کیون

اپنی جان دیتے ہین مال و اسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپکا کیا سن ہے کیا زمانے مین آپ نے دیکھا کیا کھایا کیا پیا جو زندگی دو بھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپنے قتل کیا خیر کیا یہان سے چلے جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلائیے میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے فرمانا بجا ہے حضور کا مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہے جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا اے **تورج** آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار زادے اسی طمع مین فتاحی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار بحیات رہین گے یہی حال آپکا بھی ہوگا آیندہ آپکو اختیار رہے یہ امر تمھارے ہی واسطے ہے کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہے ورنہ جو کوئی یہان آیا تا دور قیامت یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان نہ رہین گے اور آپنے اپنا نام نہ بتایا اب بتائیے تو کہ آپ رفیق و اُلفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانے والے کیا نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو **الوان جادو** کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری جب شامت آتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سحر پڑھا کہ انکے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا اگر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھایا تھا تو اکیلے مین لیجا کر سمجھایا ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت میرے دل کی دل ہی مین رہی **الوان** نے یہ کلمے جو سنے سمجھا کہ بیشک یہ خدا پرست صاحبان غیرت سے ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شاہزادے کے ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھ سے خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا اب آپکو لشکر مین آپکے پہونچائے دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار لیا مگر دل سے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا **تورج** طلسم مین مشہور ہے پھر جیسے تو ویسے **تورج** اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچ کر کچھ سکوت پذیر ہوا اُس طرف شہزادے نے قصد کیا اگر اسکو الگ لیجا کر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیچکا تھا ہی بس اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر اُسنے کہا کہ اے شہزادے آپ علحدہ چلیے کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہے شہزادہ یہ سنکر اٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُس قصر کے ایک گوشے کی طرف دونون چلے شہزادے کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اس طرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا چلتا ہے روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال اُسکی گردن مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پاؤن اُسکا اپنے پاؤن کے نیچے رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مار کر شل کر پاس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو ہان رنگ تھے اُنھون نے دیکھا تیغے اور لٹھ پکڑ کر آگرے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ادھر لٹھ شہزادے پر پڑنے لگا اُسنے بھی تیغہ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی رقص بسمل ہوتا تھا ہرکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین بھیجے جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین سمجھانے کے لیے جاتا تھا نقشہ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز
یکے مرگ را از خدا خواستہ

یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے بود بے پا و بے سر یکے

یکے راز پیکان جگر کاستہ
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخرکار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی وہ اندر قصر کے آگئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کر لیا پھر قید سخت مین گرفتار کر کے وہان سے لیچلے شہر مین ایک غوغائے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہے ارکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک کہا جی بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے کفل شاہ مخاطب شہزادہ کی جانب ہوا اور کہا اے نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تورج نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامرد ازلی و ابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تو نے کیا کہ از روے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا اے شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے لڑی کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تم کو یہ خیال ہی کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اسکا بھی انتظام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کرو گے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سننا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بمجرد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادہ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہہ منظر و بد حقیقت ہے کہ بمقتضاے ابیات

مہیب و سیاہ نامرد سخت دل
شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام

ز ناپاکی ابلیس از وے خجل

سرش خالی از عقل پر از احتشام

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے جبٹ لنگوٹ کسے خم بجاتا چڈھے پیٹتا سامنے آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوایا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کودے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ حام تشریف لاتی ہین سب کی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن اندروا العارۃ کے آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر معشوقی کے ہزارون دنگل جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سر پنجہ عشق کو جیت لیے ہوے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھ کر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دل کے اکھاڑے مین پانون جماتے زلف کو اُسکی بہت سے پیچ یاد چشم فتان بیک اشارہ چیت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخساروں سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ ابیات

کان کی بجلی سے ناخن بجگر ہے مہر نو
شوخی سے دیدۂ نرگس کیطرف چشمک زن

خرمن ماہ پہ بالا ہے بلا برق فگن
رخ روشن میں ہے خورشید درخشاں کا فروغ

ناز سے سوئے گل تر بہ حقارت نگران
ردکش خط شعاعی ہے دوپٹے کی کرن

در دندان ہین یا موتیے کی کلیان ہین | لب ہین برگ گل تر غنچۂ گل تنگ دہن | بس وہ شہریار خوبی اکھاڑے کے

قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی لڑنے کی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا گشتی کھا گیا زلف کے پیچ مین آگئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور داؤن گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا بس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لیچلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملاکر گویا ہوا کہ دیکھیئے مین حمزہ کے پوتے کو ریلے لیئے جاتا ہون اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو شمندون ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہے کہ اُسکے پوتے کو ریل لیچلا ہون وہ نازنین اُسکے عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر اُسنے کہا کہ اے پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہے کہ یہ کہتا ہے مین آج نہ لڑونگا کل کے جوڑے مین کل مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیون یہ نازنین جو کہتی ہے سچ ہے شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہان مین آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہون بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی مین شہزادہ تونج کے لیئے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرالیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی شہزادہ مذکور اُس کمرہ مین آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے مین جا کر آرام گیر ہوا اور عالم ضیائے ماہ سے پرتنویر ہوا نظم

بسر اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر | چھپایا مہر نے جب روئے انور | ہوا تاریک عالم چھپ گئی راہ
اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ

بادشاہ یعنی گفل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر گیئے شہزادہ اُس کمرہ مین تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی مانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہو گئی وہی گلبدن رشک چمن سبزہ منظر زمین سے پھوٹی شہزادہ یہ سر زمین پر از عجائبات و طلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور شاخسانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ اے میان ہوش مین آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو مین وہی تمھاری خیر خواہ ہون جسنے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا مین کمبخت ناچار تھی پیر اول تمپر آگیا تھا خیر تمھین آفت سے چھڑا دیا اب کچھ پرواہ نہین بندی کو مستی تو چھائی نہین ہے جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش ہو ہم جاتے ہین شہزادے نے اپنے دل سے کہا بیشک اُس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیئے یہ تجویز کر کے اُٹھا اور وہ جانے نہ پائی تھی کہ اسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے غنچہ دہن تیرے منہ پھلا لینے سے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بے مہری نے تڑپایا خمسہ

یہ کہ عاشقون مین محبت کہان ہے | صدا ایک سی اُن کی اُلفت کہان ہے
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہے | ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہے
تجھے بے مروت مروت کہان ہے

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے مین باہین ڈالدین اور کہا اے بیوفا خمسہ

گر چاہ عیب سمجھے ہو اچھا نہ چاہیئے
پر حق منصفی سے تو گذرا نہ چاہیئے

ہمکو بھی آپکی نہین پروانہ چاہیئے
جو چاہے آپکو تو اُسے کیا نہ چاہیئے

انصاف کر کہ چاہیئے اب یا نہ چاہیئے

یہ کہکر مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو مین محبوب گلعذار گیا اُس جلسۂ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا اُلفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے اٹھلانا پھر مسکرانا اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتین سُنانا فرما خوف سے کبھی دوئی کر کے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی مکر جانا حرضکہ اسی اختلاط و انبساط مین وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقہ کم صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بروقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہی یہ خاتم سامری کے پہننے کی ہی آپ پہن لیجیے اُس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر نہ ماریے گا اُس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجئے گا فوراً آگ جسم شاہ مین لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلین گے اور اس آتش مین سے سبز لوچکر باندھ کر پیدا ہوگی اور اندر سے لوکے نشیب سا ظاہر ہوگا وہ گڑھا نہین چاہ سبز ہے اُس مین آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہی اور یہ مقام جہان آپ بیٹھے ہین حوالی طلسم ہی ابھی تک آپکو اندر طلسم کے جانا نصیب نہین ہوا یہ سب ساحر جو مارے گئے والبتہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفۂ طلسم کے ہلاک نہ ہوتے پس اُس چاہ سبز مین جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان مین آپکا گذر ہوگا وہان ایک درخت سے مین بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھولدیجیگا خبردار بھول نہ جائیے گا نہین بہت پچھتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ اے نازنین مین تجکو یہان کا مالک کرونگا انھین باتون مین آخر شب ہوئی وقت بہا جرت قریب آیا سحر نے فراق کی منہ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا بہت
دم رخصت قریب آیا ہی اے جان
بھر آئے آنکھ مین اُسکے بھی آنسو
جدائی ہے گلے سے میرے ملجا
رہے یہ حسن عالمتاب روشن
بیان پیدا کیا دل نے زبانہ
نہ وہ سامان نہ وہ یاران نہ وہ محفل

فقط اک رنج دینا مدعا تھا
جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم
کہ ہوتا تھا جُدا یا ریری رو
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
الٰہی تا کہ ہے دُنیا کا گلشن
اُڑلے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
اسی کی میہمانی تھی یہ کچھ دم
اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
چلے ہم لے خدا تیرا نگہبان
ہوئی یہ کہہ کے وہ ظالم روانہ
بڑھین بیتیا بیان گھٹنے لگے جوش

صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا بجا کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہان ہی آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہو کر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا المحہ بھر کشتی انگی انگشتری کی وجہ سے کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا

اور اُسنے کمر مین ہاتھ دیکر اُسکو اُٹھا کر قریب بادشاہ پہونچکے دے ٹپکا آئین نیرنگ طلسم یہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آئین بدن تھا رگڑ کھاتے ہی شعلۂ آتش نے نکلکر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ملک قطعہ کچھ نہین ہے وہی جنگل و پہاڑی ہے جہان کوٹھری مین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پر شعلۂ آتش چکر باندھے تھا اور سبزہ اُٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اُسکے گیا اور دونون پاؤن جما کر بسم اللہ کہکر کود ا دیکھا تو واقعی مین کنوئین مین جا رہا اور آواز غرغر کی سُنائی دی پھر غلطان و پیچان چلا اور اُس صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم پیر بھائی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ مین آکر مالیے جانا اور افراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بر وقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لے جانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلائے سحر کرنا اور آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا المولفہ

غصہ ترا ساقیا بُرا ہے
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کب اُنمین بھری ہے بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
کھسیانے ہوے ہین جام ہنسی مین
ہو وقت غضب جو چہرے کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
نہرون مین ہے آب خجلت رو
کھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے ہے سرو بھی اکڑتا
افروختہ ہے برنگ دشمن
گو سوسن صد وہ زبان ہے ویکی

میخوارہ ترا تڑپ رہا ہے
میخانہ مین ہی غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین منھ سے بہ رہا ہے
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی ہی آج ٹیڑھی
قلقل کی نہین صدا ہے دیتی
منھ رندون کا نشہ سے ہے یون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
فوارون کے بہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہے
سُنبل مین غضب کا بل ہے پڑتا
غنچے ہین چمن مین یون چٹکتے
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھرکی

ہے داہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین رند سارے بیہوش
ہین جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
بڑاتے ہین رند میکشی مین
ٹراتی ہے رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغ دنیا مین بیکلی ہے
غنچون نے بھی منھ پھولا لیا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
سُرخی سے گلون کی سارا گلشن
جیسے دشمن چپاک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہے

گلشن سارا چراغ پا ہے
گل اس طرح ہین چمن مین بیٹھے
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک
ہم کو لڑنے سے واسطہ کیا :
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہے
دے منھ سے مرے لگا پیالا
اے جاہ کمن چنین شکایت

مہندی کے بھی تلوون سے لگی ہے
دیدے کوئی جس طرح نکالے
خط ساغر کا ہے سبق یاد
ہم سے ساقی بگاڑنا کیا
احسان کرنے مین تو بھی ہے طاق
غصہ دل مین مرے بھرا ہے
وہ جام پلا کہ بات رہ جاے
مے نوش و نویس این حکایت

نرگس آنکھین نکالتی ہے
ہم تم تو ہم ہین ساقیا ایک
ہم دونون کا ایک ہی ہے اُستاد
طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
مہمان نوازی مین ہے مشاق
کر دیر نہ ساقیا خدا را
میرا اور تیرا ساتھ رہ جاے
بزم آرائیان قصۂ افسونگری و انجمن

پیرایان فسانۂ ساحری۔ مہمانان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان مشکوے کلام نصرت انجام بادہ پُر جوش سخن کو میکدۂ کلام سے اس طرح مول لیتے ہین اور بسان ساغر شکستہ دلی نشۂ غرور کو یون شکست دیتے ہین کہ جب حسام ناکام و بدانجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے مارا گیا لاش اُس بدمعاش کی ملازم اُسکے اُٹھا کر نالان و گریان جانب طاق حشم بے ایمان روانہ ہوے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معرض بیان مین لائے۔ العیاذ باللہ حال سنتے ہی اُس ناری پر وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارون پر لوٹا اور دود بددماغی دماغ کے پار نکل گیا بس اُسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے بسان موج ہوا لشکر نکبت فوج لیکر روان ہوا اُس طرف شاہ طلسم نے بھی جو کی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ میر بھائی میرا آتا ہے یہ خبر سنکر حیرت کو اُسنے نامہ لکھا کہ اے ملکہ جسکو مین مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہے خبردار کوئی دقیقہ اُسکی تعظیم و خاطرداری مین فروگذاشت نہ کرنا یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو و گیسوے بن شہاب وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی کنارے تک لشکر کے آئی اُس طرف سے وہ مسافر بیداے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران ملکہ پہونچا راہ مین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارے لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا اور کہا بھابی صاحبہ آپنے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر کہ بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا مقام بہتر پر بٹھایا لشکر اُسکا اترا اب ایک سمت لشکر مصور کا ہے ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا سامنے مہرخ کی فوج اُتری ہی اس ربع مسکون مین چار طرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین دہلی تھی فلک چکر مین تھا مریخ کی طبیعت گھبراتی تھی غرضکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو جادوخانہ سے اُٹھکر آیا یہ بنا بر تعظیم خداوند زادہ اُٹھا اور اُسکے قدم پر گرا اُسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپکے

قدم آنکھون سے لگانا بڑا تو اب ہی اُس خرس نے بھی اُسکی تعریف کرکے دعا دی سب بعیش و عشرت مل بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد ادب نیائش کنان آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہے اُنکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہے۔ یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے برائے طمانیت قلب سرداران فرمایا کہ یہ موذی کا طاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کریگا جب بھرٹ دا اُستاد اُسکا کچھ نہ کرسکا تو اُسکی کیا حقیقت ہے یہ لاف زنی کررہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز ور معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خیر اب سمجھ لینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی اُسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو موا دہین بارگاہ مین اپنی دیوانہ ہوکر تنکے چُلنے لگے یہ کلمہ زبان بہار سے سنکر سردارون کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخمود طاؤس نافرمان وغیرہ سب نے کہا کہ ایسے گوے موئے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی تقریر مین برق وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جاکر اُسکا کام تمام کردین بہار نے جواب دیا کہ اے برق ابتو میرے منھ سے نکلگیا ہے کہ مین اُسکو تنکے چنواؤنگی۔ پس اسکے باپ یعنی اُستاد کو تمنے مارا وہ تمھارا حصہ تھا یہ میرا ہے جب مین نہون تو تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آئیے مجکو کچھ مشورہ کرنا ہے ملکہ مذکور بھی اُٹھکر علیحدہ صحنچی مین آئی وہان بحر سخن روان کیا کہ یہ ساحر واقعی بڑا زبردست ہے کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین حاضر تھی اور بادشاہ مجھسے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر سامری بھی پی لین تو دیوانہ ہوجائین بس اے ملکہ مہ جبین کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر ہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے پاس ابتک ہے میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا فی الجملہ اب اُسی سے کام لونگی یہ سُنکر بہار نے کہا بہتر ہے ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہے تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہے یہ مشورہ کرکے پھر آکر تخت پہ مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق سپہر سے آئینۂ مہر اُٹھاکر طاقچۂ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سُرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بناکہ

بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک	ستارون مین ظاہر ہوئی جب چمک
ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور	بڑھا دیدۂ نجم مین بسکہ نور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا اسنے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم رہا اُسوقت حالت مستی مین طاق چشم نے کہا کہ بھر بھابھی جان دیر کیون کیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اُسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ سب کو غارت کردونگا کس لیے کہ میرے ساتھ

جتنی فوج ہو سب بستارہ پیشانی اور روئین تن ہو یہ فوج نہ کسی کے مارے مرے گی نہ کاٹے کٹے گی ملکہ نے کہا اسمین
کیا شک ہے آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارون نے جا کر سمع
ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار
نے چپکے سے کہا اے ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرنے سے کیا مطلب ہی تمکو جو سحر کہ تیار کرتا ہو وہ تنہائی کا ہے
مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کر کے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا
قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر سے جا ئینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئین گے جسدم تم دیکھنا کہ
ہمپر وقت صعب ہے اُسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سنکر گئے اور کاربند حکم مذکور ہوئے دکھلانے کی
راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہ ہو جائے ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا بیرون کا غل رہا جھنڈے گئے
گئے بھیٹین چڑھائی گئین ہتھیار صیقل ہوئے باجے پلٹنون مین بجتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے
اور زلف لیلائے شب تا بزانو پہونچی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہو کر طاؤس پر لشکر سے چلین اور
دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُس کے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے وہی ناریل جسکا ذکر اوپر ہو چکا جھولی سے نکالا
اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً پانی درۂ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی
بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا بہ لشکر حیرت مثل دریائے زخار کے موج زن ہوا
لیکن جانب لشکر حیرت تھا اور ایک طرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی آب بحر سحر کا ایسا شیرین
دسر دتھا کہ جسے شیرین کبھی ایسی شیرین نہ ہوگی کار فرہاد کوہکن بھی اُس ناریل کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوق
کو شرماتین گردش فلک کو اپنی نیرنگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی
تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا بہتا
نہین نہین اُسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہائے چرخ کا اُسمین چمکنا معلوم
ہوتا تھا کہ گلہائے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ در پیچ تھین مدبہ وجہہ کہ زلفین جانان
کی پیچ تھین چشمۂ قمر سامنے اُسکے شرم سے عرق شبنم مین غرق ہو جائے چشمۂ مہر تکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے اُسی کو
دیکھکے آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہے کہ

ابیات

جو دھوین تاریخ اک ہر تنک سا تھا جو رات
وہ دوپٹا بادلے کا سا جو لہرایا گیا

ہم لب دریا عجائب سیر ہمنے دیکھا گیا
یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دو پریان بہم

جھیل مین سے چادر مہتاب اُسپر برق کا
ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر تھا کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کی طرف یہ قلزم ساحری اور وہ یم خوبی یعنی مہرخ و بہار آکر ٹھہرین اور سجدہ
بہار نے سحر پڑھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اُسوقت عجب بہار
تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پرن کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک اخضر کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا
زر گل سے گنج باد آورد لٹ رہا تھا مگر صبح کا وقت قریب تھا تو سجدہ مین تھے شاخین رکوع مین نخل قیام قعود مین تھی دانہ ہائے

اثمار کی تسبیح مزطفان چمن لیئے تھے سبحان گلشن دست چنار بہر دعائے فتح و ظفر ملکہ بہار اٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی ہوئی سائو نی تھی دوش شاہد ارض پر شالی رومال پڑا مگر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کہ اشعار

صبا کو حکم ہے فصل بہار آتی ہے
پری کیطرح نکالے سحاب نے پر و بال
نہین حباب عیان عکس آتش گل سے
ادب سے مروحہ جنبان ہے موج باد شمال

چمن سے نکہت گل جائے بہر استقبال
ہے رشک سینۂ شہباز ابر سے رُخ چرخ
یہ بڑھ گئے ہین لب جویبار سے تجال
ہے جوش سبزہ و گل سے یہ رنگ پست و بلند

گلون سے صحن گلستان ہے رشک عارض حور
خجل ہے کُن دم طاؤس مین گلون سے خیال
ہے خواب ناز مین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک دشت ہے سر سبز خرد مین جبال

اُس چمنستان مین ایک چبوترہ بلور پر یہ دونون بہار باغ سحر بصد ادا و زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اُس وقت ملکہ بہار کا حسن خزان بخش گلزار جنان غیرت دہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین اسکی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین موجین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مردم آبی غوطہ زن نہین عینی غواص چشمۂ حیوان ابرو کے روبرو فخر ادا ق حسن کیا طاقت جو سر اپنا اُٹھائے کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین چلائے ادا دنی خطاب پائے مژہ سبزہ گلزار خوبی کو پائمال کرے تیر کو شل معشوق چشکیون مین اُڑائے چشم فتان فلک شعبدہ باز کی استاد ہزارون کرشمے اسکو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سر مہ دنبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی حد پر خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ اُنکا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان بینی بام حسن کی نردبان بلکہ الف وہ جو ہمزہ وصل کہلاتا ہو یا بین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہے رخسار سہر چند کہ بحر نور سکر تاثیر مین لب چشمۂ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقان دہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہو کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان ۔ نظم

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین و مضامین روشن
سُرمۂ دیدۂ بینش ہے سواد گیسو
چاہ نخشب مین ہے گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن گلا شعلہ ہے رُخ دودھی زلف
حلقۂ طوق مرصع نہین زیب گردن

غنچہ ساں عین تبسم سے ہے لبریز دہن
عرق شرم مین تر ہین در خوش آب بدن
نور عینین بصیرت ہے بیاض گردن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہے صفائی ایسی
آنکھین بادام ہین لب پستہ ہے ادا سیب ذقن

وصف آب دُر دندان و لب لعلین کے
آتش رشک سے انگار ہے ہر لعل یمن
جلوہ گر کنج زنخدان مین نہین اختر خال
مے گلگون کی گلابی ہے وہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہے دانہ انجم کی بہار

بس اس صورت سے یہ اعجوبۂ روزگار یار گلعذار و طرحدار کی صورت بنکر مع مہرخ نامور جیب زینت طراز مسند بصد ادا ہو چکی۔ گفتگوئے الفت و محبت کرنے لگی مہرخ سے کہا آؤ بہن صبح قریب ہے ایک بازی چوسر کی کھیلین مہرخ بولی کہ اچھا تو ہے منگاؤ اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ اُس گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے اُنکے سامنے آئی اور روبرو اُن کے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک نردین کواکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی طاق چشم سے لڑنے کو تین کانے ہو رہے تھے بلکہ جھکے اور پو بارہ تھے اس عرصہ مین مہرہ شب نے خسرو روز سے بازی ہاری نردین انجم کی گٹکین خورشید اُلٹے پانسے جانب مشرق پھرا اور بساط فلک پر نمودار ہوا انگ نور قمر بدرنگ ہو اکواکب سب گیارہ و تیرا ہوئے نظم

ظلمت شب مٹی گم نور پڑھا یون کا
نہ کہ رندان جگر سوختہ تردامن
یاسمن دامن میں جس رنگ سے ہو برگ سوسن
زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہے

صبحدم سحر بہار آگین بہار سے اُس دریاے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی
کہ پتلہاے سحر گاذر بنکر کپڑے دھلونے لگے چھواچھو کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے
کنارے پھرنے لگے بن ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتین بطین خوش فعلیان کرتین لشکر
مین نوبت جو بجتی اسکی ٹھکور دل کو بے آرام کرتی بحر خاطر کو ہلورا دیتی مندرون مین قلعہاے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر
اسلام سے آواز موذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور چنگھاڑتے صحرا مین
جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوئل صدائین مستانہ سناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا
قباے عالم ارغوانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی ہر مان لشکر اُٹھ کر اپنے
اپنے کام مین مصروف ہوتے کوئی براے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا کوئی مصلا بچھا سجدۂ خالق
لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق چشم بد اختر جاگا ستارہ بخت سویا الیاس نرد بساط خواب سے اُٹھا
اور قتل مہرخ کے داؤن گھات مین اسباب سحر سے درست ہو کر آیا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار ردیئن تن ستارہ
پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جاکر کہا بھابھی جان تمہین
میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف میدان مین جانے کی نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو ناچ دیکھو مین دم بھر
مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری کی قسم میرا کہنا نمانو گی تو مجکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اسکی خاطر سے رکی اور بارگاہ
مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھول ڈالی ادھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے برابر مسلح و مکمل ہو کر
ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اس طرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہرا کر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون
کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پرا باندھ کر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر بہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے
یا رات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے نیچے قشقے کھنچے تھے ستارے دنبالہ دار فلک
ظلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرار جستی ہو کر جانب کرۂ زمہریر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر
بازد بط اڑاتے تو گل اور رال کے شعلے چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہرکارے اور جاسوس لشکر خبر لائے مہرخ
نے آج وادی گاہ مین ایک دریا بزور سحر جاری کیا ہے اور آپ دو کوس پرے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر ایک باغ مین
بیٹھی ہے اور یہ سر کھیل رہی ہے طاق چشم یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا کہ اے واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہے کیا مین
اس دریا کے پار نجا سکونگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بزور سحر اُڑا کر پٹ کرین یا تیر کر جائین سب نے کہا حضور
دریا مین چلکر کود پڑے اور اسکو بزور سحر سٹاتے ہوئے اُس تک پاس چلیے اور سر کاٹ لیجیے وہ بڑھیا عورت ہم
جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اسکو بھی غرور از حد تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اژدر اڑا کر قریب ساحل پہونچا وہان
دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اسکو نظر آئی بے اختیار لہرا کر سواری پر سے اترا سب فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی
اور دامن گردان پانی مین اترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر اور سردی اسکی معلوم کر کے دل پر قابو نرہا

اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے تھوڑا سا پانی پینا چاہیے سب نے کہا یہی ہمارا بھی جی چاہتا ہے آپ پئیں تو ہم سب بھی سیراب ہوں فوراً دونوں ہاتھ سے چلو میں پانی لیا اور خوب کئی بار پیا سحر نے فرصت نہ دی نالے کرنے کی نوبت آئی مہرخ کے چھینٹوں میں آگیا وہ گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سرد مہری نسبت مہرخ کے کرتی تھی اب محبت میں گرم ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی پانی پیکر آبرو اپنی دی دریا کا باطل کرنا کیسا براہ راست پانی سمجھا کر کل لشکر پار اترا اور طاق حشیم سبکو ٹھہرا کر آگے بڑھا اس گلشن سحر میں کہ جو مذکور ہو چکا اس خارنگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ دلشیان چوسر کھیلتے پایا بیساختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ۔ بس اس چمن میں جیسے ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا بہن بہار اٹھو حریف آپہونچا بہار نے کہا بہن آنے دو ایک بازی تو اور کھیل لو یہ کہکر اسکی جانب آنکھ ملا کر کہا کہ اے طاق حشیم ہم ایک بازی اور کھیلیں یہ نقد ہوش و حواس ہار چکا تھا بے تامل عرض رسا ہوا کہ اے نیرنگ باز حسن میں تیرا غلام بیدام ہوں بھلا میری مجال ہے جو تجھکو کھیلنے سے منع کروں اے جانی بیت

یہ جو سر کی بازی جواب کھیلئے ؛ میری جان کا داؤں بد دیجئے ؛

جب اسکو ان قمار بازان جادوگری نے لڑنے میں کچا پایا بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا داؤں ہے بہار نے کہا قبول ہے مہرخ نے کہا کس برتے پر قبول ہے جو کچھ تمہارے پاس تھا رات سے اسوقت تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہاں سے بہار نے کہا ابھی تو میری بہن حیرت موجود ہے بھائی میرا یعنی بہنوئی شاہ طلسم ہے میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو تم جی ہارے دیتی ہو مہرخ نے کہا بہن یہ تمہارا زور کیا ہے اگر ایسے ہی تمکو دعوے ہے تو بہن کی جان بدو مگر اس شرط سے کہ پہلے اسکو قید کرا دو جب ہار دو تو فوراً سر کاٹ دو اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر سر اٹھایا اور طاق حشیم سے کہا بھلا میرے صاحب میں تمہاری کون ہوں اسنے اس پوچھنے سے دل میں خیال کیا کہ اگر تو کہیگا میں عاشق ہوں تو یہ کہیگی سر کاٹ دے پس تو کہہ کہ میں تیرا بھائی ہوں چنانچہ یہی اسنے کہا کہ اے ملکہ تم میری بہن ہو مجھ سے تم سے ابھی کچھ واسطہ نہیں پھر اولاد آدم سب بھائی بہن ہیں جب کچھ اور تعلق ہوگا اسوقت رشتہ بتانا زیبا ہے ملکہ موصوفہ نے ہنسکر کہا کہ میری طبیعت بھی تمھیں پیار کرتی ہے اب میں شش و پنج میں ہوں کہ تمہاری جان کی بازی میں کیونکر بدوں اسنے جواب دیا کہ میں غلام ہوں جو حکم ہو وہ بجالاؤں اسنے کہا کہ میری حقیقی بہن حیرت مجھسے بغی ہے اسی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کر لاؤ تم بھی زندہ رہو اور میں جوسر بھی کھیلوں بموجب ع یہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؛ یہ حکم سنکر اسکو بہت خوشی ہوئی ورد لیے اپنی کہا خمسہ

جو عشق باز ہیں وہ رہ دین پہ آ چکے
واعظ برب کعبہ تجھے ہم جتا چکے
سر بازی وفا میں دیا گھر لٹا چلے
جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چلے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

اے طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جفت ہونا چاہتا ہے تو حکم برداری میں اسکی تین پانچ نکر جو سر کی طرح بچھ جا چوک کے بجالا اپنا رنگ جما نہیں لسان نرد گھر بہ گھر مارا مارا پھریگا مدت سے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہے اس کے وصل کے داؤں گھات میں بادشاہ طلسم رہتا ہے مگر بازی نہیں لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہے کہ اسنے تیری

محبت کا اقرار کیا ہے پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ مین ابھی جلد حیرت کو پکڑ کر لاتا ہون وہ بیٹھی ناچ
دیکھ رہی ہے ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا داؤن لگا ہوا ہے یہ اُسی وقت پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آ کر کہا
کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سب نے عرض کی کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اسوجہ سے
اقرار اطاعت پذیر ہوے کہ بانی بحر سحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے اقرار لیکر اسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون
تم سب چلکر اُسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا و اطعنا کہا یہ اُلٹے پاؤن وہان سے پھرا اور دریا سے اُتر کر قریب
لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان مسلح تھی اُسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کس لیے کہ سب کو معلوم ہے یہ طرفدار شاہ طلسم
ہے پس اُسنے آتے ہی ناچ تریخ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑ گئی
جو فوج کہ غافل تھی وہ پامال و قتل ہونے لگی جو تیار تھی وہ لڑنے لگی یہ سب روئین تن اور ستارہ پیشانی ہین نہ کسی کا
حربہ ان پر اثر کرتا ہے نہ جادو کچھ کام دیتا ہے پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دُنیا کو قتل کر ڈالون ان سب نے
اُس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابین کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر
نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذاً باللہ لاش پر لاش گر رہی تھی بزد باز اجل نے
جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کی طرح بچھ گئے تھے مقتولون کے سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی
تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ

ابیات

یکے تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان برجهد بر درخت	تو گفتی هوا پر ز کرگس شدست
زمین از پے پیل اطلس شدست	نه بد هیچ پرنده را جایگاه	ز تیر و ز گرز و دلیران سپاه
درخشیدن تیغ الماس گون	بکردار آتش بگرد اندرون	تو گفتی زمین روے زنگی شدست
ستاره دل مرد جنگی شدست	ز لبس نیزه و گرز و شمشیر تیز	برآمد همی از جهان رستخیز
ز دشمن بسے نامور کشته شد	زمانه همی بر بدی گشته شد	جب فوج حیرت نے یہ ماجرا دیکھا

کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہے پس جی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی بہت دریا مین گر کر ساحل مرگ سے ہمکنار
ہوے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیگئے حیرت بھی اُفتان وخیزان جانب دریاے خونبزوان بھاگی
اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا کہ لینا اس نابزادی کو جانے نہ دینا بڑا اعرصہ ہوا مجکو لڑتے ہوے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی
ہار گئی ہون فوج اسکی اُسکا للکارنا سُنکر چار سمت سے گھٹا کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑ جاے لیکن
ساحرہ زبردست ہے لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کی طرف لشکر سے جا
نکلتی جب فوج ادھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح
یہ تو اس آفت مین گھری ہے لیکن افراسیاب نے جب سُنا تھا کہ طاق خشم لڑنے گیا ہے تو اسنے پتلے پانچ سات
مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجکو پہونچاتے رہین اُن پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوے گئے شاہ
جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہوگی کہ یکایک پتلے جا کر

پہونچے اور پکار کر اے بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہے شاہ نے کہا پھر وہ قتل کو تو گیا تھا
ہی پتلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہین شاہ نے کہا اُسے خوشی ہین ایسا گھبرا کے کہ مہرخ کا نام نہین لیتے الٹی
کہتے ہو پتلون نے کہا اے شہریار ہم سچ کہتے ہین مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کر کے اور بہار نے باغ لگا کر جو سحر پھیلا کر اس طرح
کا ہنگامہ ڈالدیا ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا
ارے بڑا غضب کیا ان دونون نے ہاے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار رویین تن مارا
جائیگا اگر مین جا کر انکو نہ قتل کرون تو وہ سب کو مار ڈالینگے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہے رد اسکا ممکن نہین اگر مہرخ کی نواسی کو
مین بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہے یہ کہکر اپنے مقام پر سے کڑکڑا کر اڑا اور طلسم کے
ایک جنگل مین آکر گرا وہان بالکل اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُس تاریکی مین سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور
زمین سے بارہ ہزار پتلا رویین تن نکلا وہ ستارے اُن پتلون کی پیشانی پر چمکے جبین شاہد سحر پر افشان لگی اُن پتلون کو اپنے
ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اُسی جنگل مین ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا اُنمین سے ایک گنبد
کو ڈھا گیا وہان ایک پتلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ مین لیے بیٹھا تھا اسنے اُس پتلے سے کہا کہ یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجھکو
دے کہ جنگ عظیم درپیش ہے پتلے نے ہنس کر کہا کیون دیوانہ ہوا ہے کہین فوج طلسمی لیجا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام
آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے گا اسنے پتلے سے کہا اسوقت مجکو فہمائش نہ کر جو مین کہتا ہون وہ بجا لا پتلے نے ناچار
اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکال کر اسکو دیا اور وہ جو ہاتھ مین لیے تھا حوالے کیا یہ وہ دونون اشیا لیکر وہان سے چلا وہ
بارہ ہزار پتلا رویین تن ساتھ تھا بس بعجلت تمام لشکر حیرت مین آیا حیرت پر وقت تنگ تھا بھاگ بھاگ کر
اپنی جان بچا رہی تھی کہ اسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر اُن
ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ کو گھیرے ہوے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب اُن پر پڑے چنانچہ
ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور خاکستر ہو گئے انکے جلنے سے دود پیچ پیدا ہوکر
طاق چشم کو اُٹھا کر علٰحدہ لے گئے شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود مین اُٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہے
دوپٹا سر سے گر گیا ہے سُرمہ آنکھون کا بہا ہوا ہے رنگ زرد دل مین قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکتے کا
سا ڈھنگ غم سے زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین ہوا سے اُڑتین بال پریشان نہایت
حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پونچھا گلے سے لگائے بارگاہ مین آیا اُسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ
پیشانیون کی ہٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے مصور و صورت نگار و گیسوے بن شہاب وغیرہ سب
حاضر خدمت ہوکر آداب بجا لائے بادشاہ نے سراچہ ہاے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہو گئے تھے درست کرائے
چار لاکھ ساحر میدان مین مرا پڑا تھا اُنکی لاشین اُٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اُٹھکر قریب اُس دریا کے
جو سحر مہرخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو پتلے سے مانگ کر لایا ہے اُس بحر پر مار کر پکارا کہ جہان سے آیا ہے
وہین جا دریا غرغرا کر پہاڑ کی طرف جا کر غائب ہو گیا چمنستان بہار خزان رسیدہ ہوے یعنی جلکر غائب ہو گئے مہرخ

وبہار سحر کی چوسر کھیل کر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر کھڑی تباہی و بربادی افواج حیرت دیکھ رہی تھین جب بادشاہ نے آگروہ دریا ہٹایا یہ دونون پھر کر داخل بارگاہ ہوئین مگر لشکر کو اسوقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ کے سامنے سے ٹل گئین بادشاہ بعد ہٹانے دریاے سحر کے بارگاہ مین حیرت کے پاس آکر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین ودلداری کہکر حکم دیا کہ عیارہ بچیون کو بلواؤ ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے بلا لائے ہر چند کہ عیارہ بچیان کوہ ودشت مین پھرا کرتی ہین لیکن لشکر مین بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہے اسوقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھین مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ مین آئین اور بیٹھی تھین کہ طلب کی گئین فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جاکر مہرخ وبہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہے مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ کیا بجواؤن تم کو اطلاع کرادی کہ ہوشیار ہو جاؤ مین لڑنے آتا ہون جتنے سحر یاد ہون سب کرنا دیکھون تم کیسی جادوگرنیان ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر مہرخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ بینج جو طاق چشم کو اُٹھالے گئے تھے وہ اُسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا اسکے منھ پر مارا وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش مین آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے اسنے فرط حیا و خجالت سے سر جھکا لیا اور کہا اے بادشاہ اب بعد اُستاد آپ بجاے اُستاد ہین میری خطا کو معاف فرمایے بادشاہ نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہین تم آپ مین نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بتایا ہوا تھا نہین تو کیا جان و مجال کسی ساحر کی جو تم کو ذلیل وزبون کر سکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم ناچ دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو کسی طرح کا رنج دل پر نہ لاؤ اے بھائی ہمکو تو وہ دن یاد آتے ہین جب تم ہم اور کوکب ودستار زور ظلماتی وغیرہ مکتب خانہ مین جمع ہوتے تھے اور باہم دل لگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تھین بُرا کہتے تھے تو تم ہمکو گالی دیتے تھے کیون بھائی وہ یارانہ کا ادھابدا ہوا بھی یاد ہے افسوس ہے بیت اے مصحفی مین رووُن کیا پچھلی صحبتون کو بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین ٭ گو اب ہم تم وہی ہین اور بادشاہ وقت ہین مگر موجب ع وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی ٭ وہ باتین اب کہان میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسہ عشرت جما دور شراب ناب آغاز ہوا یہان تو یہ کیفیت تھی اُدھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اُسنے یہ دیکھ کر پوچھا کہ اُستانی کہان چلین صرصر نے کہا اے ضرغام یہ وقت دل لگی کا نہین ہے شاہ طلسم بہ ارادہ جنگ آیا ہے بارہ ہزار رویین تن پتلا ساتھ لایا ہے مجھکو یہ پیام دے کر بھیجا ہے ضرغام بھی یہ ماجرا اُسکر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کر کے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل مقابلہ حضور بلند اقبال نہین لیکن جو مرضی مبارک مین خیال جدال سمایا ہے تو یہان بھی انکار باافضال داد رہیال نہیں خدا کی قدرت بہت بڑی ہے کیا عجب ہے جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ کچھ کمی نہو اور یہ تو آپ نے

بھی سنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست ؛ باد صرصر سے ہو قوم عاد پست ؛ پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہے اے صرصر کہہ دینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہے جو کچھ آپ سے ہو سکے قصور کرنا اسمین نہین روا ہے صرصر یہ جواب پاکر وہان سے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ مرنے سے ڈر نا کیا انسان کو نام رہ جانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان پاپوش سے جائے دنیا سے آخر ایک روز جانا ہے پھر اُسکا کیا پچھتانا ہے دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جاکر مقیم ہوے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہے ہان جو اُنھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہے اس بحر ہستی سے سب کو کنارہ کرنا ہے پھر گوہر نام نژاد ہاتھ سے کھو کر آبرو دینا کب زیادہ ہے نظم

بزاد و بسختی و ناکام زیست	بدان زیستن زار باید گریست	سرانجام خاکست بالین اوست
دریغ آن دل ورای وآئین اوست	ہمہ مرگ راایم پیرو جوان	کہ مرگست چون شیر وما آہوان
دل سنگ و سندان بترسد ز مرگ	رہائی نیابد از و بیخ و برگ	نمانند اندر سرای سپنج
چہ بادشادمانی چہ با درد و رنج	چو دانی کہ ناچار باید برفت	ہمان بہ کہ کاری بسازی بہ بخت

اس سمجھانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سرداروں کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر جانب میدان بڑھی اسلیے کہ شاہ جادوان یکایک نہ آپڑے جو ہاتھ پاؤن ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی اُدھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُن گئی تھی لفظ لفظ بیان کیا بادشاہ سُنتے ہی آگ ہو گیا اور دھوین کی طرح پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کر سکا اور بادشاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اُٹھا تھا ایک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجاے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی تیغہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین صحرا کی طرف سے ہزارہا پرچھائیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت با ادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی نارنج جو پتلے سے کلید قلعہ طلسم ہاتھ لایا ہے زمین پر مارا زمین شق ہو گئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اُسکی ٹکر کا نہو گا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تھے کہ دو طرف جاری جوئے شیر تھی پشت پر اُسکے جُل زربفتی پڑی زنجیرون کی نقرئی و طلائی ہر ایک کڑی دانتون پر چوڑے جواہر کار سونے کے چڑھے ریشمی اور سوتی رسّے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن بان سے بیٹھا تھا بھٹیان چارون ہاتھی کی ٹپکتی مست دکنجل تھا چلتے مین لسان سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا نظم

خامۂ مشکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت	زلف جانان کا جم و خم چشم عاشق کی تری	کان ایسے پلۂ میزان ہین جسمین تول لو
کشور زنگ و حبش کا مال خشکی و تری	وہ نہانے کو جو اترا شور دریا مین ہوا	مردم آبی کرین اب مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون شکوہ پر ایک ساحر مہیب صورت فیل تن سوار گلے مین اُسکے زرہ جواہر کار بازوؤن پر بجھ بند

باندھے گلے مین ناڑے ڈالے سر سے باران سُرخ و سیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سُرخ کئی سو گز کا لمبا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین شل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سُرخ پہنے ہے طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سُرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سُرخی مین ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھ کر فلک کی آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھریرا تو آسمان سُرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ہتاب لگا تھا کہ ضیاے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بناتا تھا پس وہ نشان لشکر زمین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ اُنپر طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی اُسی نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزارہا اژدر آتش فشان شعلہ در دہان پیدا ہوا کہ اژدرون پر کاٹھرے کھچے تھے اور ساحران اژدر صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجائے تازیانہ مار تھے منہ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تھی تن اُنکے لباس چنار شرربار تر سول ہنسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوئے پھر اور ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور سیمرغ اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار مین خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چکین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سر تا پا سُرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا قمر چہرہ و گل اندام تھا مرکب سواری کے ساز و یراق سُرخ رکھتے تھے اور کمیت و سُرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کا رگھوڑے ناکند پچھیرے ابلق ابلق و ہنار اُن پر سے صدقے

سبزۂ چرخ اُنکی چال کے آگے کج رفتار او ہم صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار

نظم

کیا صفت ہو مرکبونکی تھے وہ ایسے بے نظیر ۔۔۔ سامنے جنکے پری کو بھی ہو عذر بے پری
اُنکے راکب کے اشارون پر ہے انکی تگ و دو ۔۔۔ تازیانون کے برابر ہے انھین ایک نگاہ

وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا تھم سے سم اور دُم سے دُم ملائے دوش بدوش برابر باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے انکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایۂ مراتب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھائے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزارہا لیساول و چوبدار عصاے سرخ مرصع کار لیے سقّے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا سمند صبا سے باتین کرتا بلکہ ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہو کر فرار ہوتی دوڑ کے چلتی تو گر پڑتی دم بند ہوتا جو دعوی تیز روی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر گام پر ۔۔۔ صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران
خاک اوڑ جائے عنان اُسکی تو قاش زین سے ۔۔۔ اس طرح اوڑ جائے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ ۔۔۔ ڈانٹیے اسکو تو پہونچے پیش از آواز ہان

بر غلط ہے یہ کوئی اُس کو دبا دے کس جگہ	صفحہ روئے زمین کا اس قدر عرصہ کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اُس کے غرب	تک اگر راکب کے اُس وقت اتنا بھی کہ ہان
ہو نہ پہنچنے پائے ہوائے ہان نہ منہ سے لب تلک	ہو پہنچے ہے یہ بادیہ پیایان سے دان اور وانسے یان

اُس مرکب پر زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اُسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرونکی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوتین اور عقب شاہ چلین ڈنکے ہزار ہا بجنے لگے بارہ ہزار روئین تن پتلے دست چپ کی طرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کی طرف آگے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کی طرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جملہ فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہمائے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرونکا سایہ کیا اسوقت کا جاہ و جلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھکر ترک فلک خوف کھاتا تھا حد کا نہین ہی سرکشی چھوڑکر عجز سے قدمبوس ہوا چاہتا تھا تخت خاقانی ہمراہ روان تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بڑے ہوا بجتے نقیب اور لیاول صدائین مہیب لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے یہ سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر گشن آراستند	درفش از دو رویہ بیاراستند	پس پشت گردان درفتان درفش
بگرد اندرون سرخ و زرد و بنفش	بلرزید گیتی ز بار گران	ز لبس کوه آہن گران تا گران
یکے لشکر آمد ز پہلو و دشت	کہ از گرد اسپان ہوا تیره گشت	درخشیدن خشت و زوبین ز گرد
چو آتش لبس پرده لاجورد	تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس	بیامد ببارید ازو سندروس
جہان را شب از روز پیدا نبود	تو گفتی سپہر و ثریا نبود	از میان لشکر تا بمیدان رسید
شده سنگ و خاک از جہان ناپدید	اُس طرف سے مہرخ و بہار اپنی فوج لیکر جو روانہ ہوئین تھین میدان مین	

ہو چکی تھین مقابل شاہ صف کشیده ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بھڑے ساحرون مین بھگدڑ پڑ گئی وہ لوگ جو جان دینے پر آماده تھے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کر کے کھڑے رہگئے لیکن مثل مردے کے تھے لباس تن بن کفن بن گیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑ سکتا ہو آج بیشک ہم سب کی قضا ہی لازم ہو کہ رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچالے مہرخ نے کہا اچھا تو ہے یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ اے یاور زیردستان والے دستگیر افتادگان چاره ساز بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجۂ اسد ظلم شاه طلسم سے ہمکو بچالے اے رب قدیر ہمکو پناه دے یہ دعائے انکی بارگاه باری مین قبول ہوئی ہنوز شاه طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اُٹھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جابجا سے شعلہ ہائے آتش کے بھڑکنے لگے لمحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدر ہزار ہا معلوم دیتے کہین عقاب منہ کھولے تھے کسی طرف ہاتھیون کے غول تھے اور ہزار ہا جانوران مردم در و بیشمار طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہوکر اُس دشت مین قریب لشکر

بادشاہ آکر جمع ہوے اور ابر جو ظاہر ہوے تھے اُنمین بجلیان کوندنے لگین اور ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بیضہ ٹوٹکر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اُسمین سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اُسکو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال فرمایا کیا لونڈی غلام سب مر گئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطے سامری کا تامل فرمائیے کنیز تیری صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہی شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کر کے کہا کہ ابتک لونڈی کہان تھی جو اب باتین بناتی ہوئی آئی ہی مین اپنا کام آپ کرونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ تختی پھینکدی اور مائل جنگ آور ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان ریلے ہوا سے زمین پر اُترے اُن پر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اُسپر ایک عورت اُدھیڑ سن کی لباس شاہی اور زیب فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اُسکے گرد و پیش سحر کے زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین بس وہ ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایک طرف دریائے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت جل رہی تھے شاہ نے کہا اس انبوہ سے کیا فائدہ ہی صنعت نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی کہا اے بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر مقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آنے لگے لونڈی اپنا گلا آج کاٹکر مر جائیگی اے بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہی کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہی ہیچ ادنی دربان ہی تیرے ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہین مہ و خور سے فروغ مین بڑھکر ہین جو لوگ تیری آستانہ بوسی کر کے اس مرتبہ کو پہونچے کہ آج جاہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ روئے زمین بنادین اے شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہی کہ نظم

تن و جانت یزدان نگہدار باد — دولت شادمان بخت بیدار باد
بزرم اندرون شیر پایندہ — بزرم اندرون شید تابندہ
تو شستی بشمشیر روئے زمین — بہ آرام بنشین در امش گزین
ازین پس ہمہ نوبت ماست رزم — ترا جائے تخت ست و بگماز بزم

ان کلمات توصیف نے آب سرد بن کر آتش قہر گرم خوبی بادشاہ کو ٹھنڈھا کیا بجز غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل بازگشت بجنے لگا حکم دیا فوراً چونسٹھ ہزار نقارہ بروے ہوا بجگیا اور وہ لشکر طلسمی اُسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ستارہ چشمون کو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا اسطرف مہرخ سجدہ شکر واحد القہار ادا کر کے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر لشکر صنعت سحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریائے خون رواں کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی صنعت بارگاہ اپنی آمادہ کر کے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہو کر دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا یہان مہرخ

جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکل گئے تھے اب داخل بارگاہ ہوے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا مہرخ نے اس سے کہا کہ اے برق آج تو خدائے تعالیٰ نے بڑا اپنا فضل وکرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچالیا اور بموجب ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ٭ اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لیجاے تو غضب ہو جاے برق نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ فقط آپکا خیال ہی خیال ہو کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہو جاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دلسے وغدغہ نکلجاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار تھی مہرخ نے کہا ابھی لڑائی کچھ مٹ تھوڑی گئی ہو بادشاہ نہین اُسکے وزیر سے مقابلہ سہی صنعت بہت بد ساحرہ ہی خدا اُسکے شر سے بچاے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور صندوقچہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہو گئی ہے آج دل مین آتا ہے کہ جاکر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہکر اُٹھا مہرخ نے کہا اے برق ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلاے بیدرمان اور آفت روزگار ہے شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہے اور سحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہے ساحران طلسم اُس کے مکتب کے ادنی شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین زیبا ہی ورنہ وہ کیا قحبہ ہے ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ٭ اور اے ملکہ تم دیکھو تو کیا خدا دکھاتا ہے مین ابھی آتا ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا اور روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بنا کر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گاؤ زمین کا کلیجہ ہلتا ہے جہان تک پیک نگاہ جاتا ہے لشکر ہی لشکر نظر آتا ہے بازارین کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین بستر لگے ہین ہوم ہوتا ہے ڈفلیان بجتی ہین بھجن ہوتے ہین ہر سمت گھما گھم ہے برق فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھین یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھ کر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ ادھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہے اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے بھیجا ہے پس اُسی سمت کو جدھر اُسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑ کر پاس اُسکے گیا اور مقام تنہا پا کر بیضہ بیہوشی اُس کے منھ پر مارا وہ بیہوش ہو کر گر پڑی اُسنے اُسکا پیرہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنا آنکھون کو سرمہ کے خلعت سے مجلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا سے سرخروئی دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہاے عاشقان ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار سندھے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیرے گیسو مین یار رہزن ہی گوہر گوش سانپ کا من	وہ خال مشکین ہی دلکا دشمن بلاے جان زلف عنبرین ہے
وہ مانگ کا خط ہے کہکشان سا کہ ان گہر ہین مثل نجوم رخشان	وہ چہرہ ہی ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہے
پری لگا کیا منھ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہے بہتر	جہان ہی پرتو سے تیرے انور تو مہر و مہ سے کہین حسین ہے

اس صورت سے درست ہو کر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب کنیزان صنعت جا کر کھڑا ہوا وہ کنیزین کہنے

ہاتھون مین یہ ٹکڑی تھین کسی کے پاس نیکھیا تھی کوئی چنگیر پھولونکا لیے تھی چنانچہ وہ کنیز جس کے پاس گلوریون کا خاصدان
تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ باندازو ناز بانکپن کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے
پاس سے نکلی اسنے کہا دوئی رنڈی تجھکو سوائے اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب مٹکتی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہے
کچھ بھی تجھکو مالک کا خیال ہے اوس کنیز نے اسکو اپنے ساتھ کی سمجھکے ہنسکر کہا کہ اے بی اتراتی تم ہوکہ ہر بات مین
نکالتی ہو کوئی پیشاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اسنے کہا جُروا تو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات
کہی کہ تو جاتی ہے اور خاصدان بھی لیے جاتی ہے اگر ملکہ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا بس نیکی برباد گنہ لازم تو
مجھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ بیوی ہنسی مین کھسیانی کیون
ہو گیئین لو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور
مصالحہ کی ضرورت ہو تو سامنے صحنچی مین مقابہ جس دان وغیرہ موجود ہے لے آنا اُسنے وہ خاصدان اُس سے
لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان وا کرکے نیچے جو گھڑے مین دو تین الائچیان
ساختہ بیہوشی رکھ کر خاصدان سامنے ملکہ مذکور کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ بہیکی کیلون کو نکالکر کھائی اور
جو گھڑا وا کرکے الائچی نکالی توڑکر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سرتا پا دیکھی اور کہا گلوری والی
کہان گئی اسنے آنکھین نیچی کرکے شرماکر کہا بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر
ناچار ہے وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو گئی ہے اور یہ عیار ہے پس اپنی زبردستی دکھانے کو اس سے
کہا کہ گلوری والی نے کچھ اچھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنا لا عیار مذکور یہ حکم سنکر خوشی خوشی حسب نشان
وہی کنیز صحنچی مین گیا وہان چوکی بچھی تھی زیرانداز مخملی پر پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اُسمین ابجد کے
طلسم کا لگا تھا اُسنے قفل حرفون کو برابر کرکے وا کیا اور چند گلوریان بنائین جز الائچی ناگیسر وغیرہ سب بیہوشی ڈالکر
پاندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر
پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی مجھپر اثر نہ کرے یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اس نے وہ
گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجکو پلا لے برق تو ابھی لونڈا ہے مونڈی کاٹے دیکھون تو بیہوشی
کتنی پلاتا ہے یہ سنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن صنعت نے کہا موے ادھر آ کہان جاتا ہے عیار اُس کے
پکارنے سے مسحور ہوکر پھرا اسوقت افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او نا عیار تو قاتل میرے اُستاد کا
ہے مین بھلا کب تجکو زندہ چھوڑونگا یہ کہہ کر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ ماردے مگر صنعت
ہان ہان کرکے اوٹھی اور عیار کے بیچ مین آ گئی اور کہا او موے چھوکرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر
عیاری کرے ابھی کچھ دنون جاکر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین
جسنے عنطلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمشق کا سر اوتارا وہ آئے گا تو مین سمجھونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو دیو پیدا
ہوئے اور برق کو اُٹھا کرلے گئے اُسنے کہا اسکو لیجا کر قریب اسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری او ناعیار اب یہان

آنے کا قصد نہ کرنا پہنچے حسب الحکم اُسکو قریب لشکر لاکر چھوڑ گئے اودھر شاہ جادوان نے کہا اے ملکہ صنعت یہ تم نے کیا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نہ کرنے دیا رہا کرا دیا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین بلکہ جانب ظلمات طلسم تشریف لے جایئن کنیز سمجھ لے گی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہوکر جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحہ رنگین دھر مین رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر گیسوے لیل کا موقلم پھیرا کہ

نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر — چمک دینے لگے گردون سے اختر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ — چمک رستون مین تھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت اوٹھ کر اپنی بارگاہ مین بہر آرام آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہے اندر بارگاہ کے بارہ ہزار ذنگل لگا ہے آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہے اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر مین آراستہ ہی اُسپر ادقچہ موتی کے جال کا پڑا ہے سامنے بارگاہ کے ایک ہمگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی طیاری کا کھینچا ہے قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہے ساحرہ مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا ودرہ تمام سرداروں کا بندھا کنیزان یاسمن پیکر سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سراپچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے ناچ ہونے لگا ادھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار کشتیان شراب و کباب و شیرینی سے تیار کرا کے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی اسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے آیا ہے اُسکو علیحدہ ایک صحنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہہ کر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہے کہ حضور کے ساتھ کھانا کھائے امید کہ خاتون معظمہ شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرما کر آرزوے خاطر حقیرہ پوری کرین یہ کہہ کر خلعت فاخرہ دیکر اُسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ دیا حیرت منتظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہے سوار ہوکر مع چند مصاحبون کے اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ پیشوائی کرکے تخت پر لیجا کر بٹھایا اور آپ باادب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے بٹھایا یہ دونون تو اکل و شرب سے فارغ ہوئی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار کا ذکر سنیے کہ اُسکو جو پہنچے لشکر مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ اے برق اس سے کیا فائدہ ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے اب پھر چلو اور کوئی ڈھنگ اوس ساحرہ کو دو یہ سوچ کر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین آیا وہان ز فکر فن عیاری بجا لائی اسلیئے کہ قران جنگل مین رہتا ہے اُس سے ملاقات کرکے حال اپنے جانیکا بیان کرون چنانچہ ہر چند اس نے قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہے قران صحرا سے بارگاہ کی طرف نقب کھود رہا ہے اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہے انشاء اللہ حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے

قران کو بنایا بناچاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب
ساحرہ کی جاتے تھے اونسے اسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت
مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اسنے کہا مین نے اسلیے پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی
یہ کہہ کر انکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ
حیرت وصنعت کھانا کھا کر تخت پر آکر بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین انھین باتون
مین صنعت نے پوچھا کہ اے ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوتی ہے اُسکی اور شہنشاہ کی نسبت ہی
کیا مین یہ حیران ہون کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون اے بوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک
تو ہوا کہ بازار مین لٹ گیئن خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار رمونڈی کاٹون کا ستیاناس جاے سامری
ان کو غارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہے اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موے
طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ راتون کو فرط بیم سے ساحر چونک چونک اُٹھتے ہین اُنمین سے جو سب کا اُستاد ہے
کوکب پاس گیا ہے اور چار یہان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارون کا سنکر ہنسی اور کہا مین سمجھتی تھی کہ مہرخ کے پاس کوئی ر
فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہے وہ لڑائی فتح نہین کرنے دیتا ہے خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ
کہہ کر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھ کر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ
مار کر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ ہنسین گویا سب نے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایکبا
ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پر از صداے خندہ ہو گئی گنبد سما مین نداے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دلمین خیال کیا
کہ یہ تمھین دیکھ کر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچانا کر یہ ساحرہ ہنسی تھی وہ بہت
زبردست جادوگرنی ہے جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین
ملا کھڑا ہوا ہے اس ساحر کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہے کہ انکو اسنے قید کیا ہے اپنے سے زیادہ ان کو
ساحرہ جانتی ہے اور ڈرتی ہے کہ وہ مجکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس ہان سے
آہستہ چلا کہ نکل جاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے
کیون نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا اے اب جاؤگے تو طوق و زنجیر مین جکڑ کر آؤگے کیا
دل لگی مقرر کی ہے کہ جب چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا چلے گئے برق یہ گفتگو سُنکر سوچا کہ بھاگے تو
بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچ کر اوس عورت سے کہا اے بی تم اتنا چراغ پا کیون ہوئین کوئی
بے مطلب بھی کہین آتا ہے ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ مہرخ کا نامہ لائے ہین ہین کیا غرض تھی جو
بیکار کو اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو دیتے کیون
نہین اسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا حال ملکہ سے
کہے دیتی ہون یہ کہہ کر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ عیار کہتا ہے مین نامہ اپنے مالک کا لایا ہون

آپ سے نہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر بیٹھ گیا اور راز نبسکہ عیارون پاس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوے رہتے ہین اسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت کیا معاملہ پیش آئے پس اسنے ایک نامہ مہرخ کی طرف سے بنام صنعت لکھا رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اُسنے وہی نامہ کمر سے نکال کر ساحرہ کو دیا اوسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا مارا ہی گیا تمکو لازم ہے کہ یہان سے چلی جاؤ ورنہ ہمون آتش درکاسہ تمھارا بچنا بھی محال ہے صنعت یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جائینگے لیکن تم اے برق اب یہان نہ آنا اگر اب یہان آئےگے یا اسوقت ٹھہروگے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا اے ملکہ لعنت ہے اُس پر جو اب یہان رہے ساحرہ نے کہا کیون یہ اُلٹے ہمین کو لعنتی دیتا ہے اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپکے کہنے پر کہ یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجکو کہتا ہے بموجب ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؛ جو آپ سمجھین وہی ہی صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہان سے نہین مار ڈالونگی اسنے کہا خفا کیون ہوتی ہو ہم چلے جائینگے تو لعنتی تم پر عائد ہو جائے گی ساحرہ اس کلمہ پر ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو برق نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا قدردانی آپکی مین کس قابل ہون یہ سب آپکی خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس باتین ہو چکین اب تشریف لیجایئے اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ آپکا کیا ہرج ہے لمحہ بھر ٹھہرکے ناچ دیکھ لین تو چلے جائینگے صنعت تو یہ کلام سُنکر چپ ہو رہی مگر حیرت بولی کہ اس موئی کی باتون پر نہ آؤ نہین تو یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا کر لیگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر جملہ ساحر بہت ہوشیاری سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کوئی فتور کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار ہے کچھ نہ ہو سکیگا بس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین لیجیے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور دلسے کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ لیے خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم مین پوشیدہ ہوکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین رات زیادہ آچلی تھی ملکہ حیرت رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی طرف گئی صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین ایک مقام پر پلنگڑی جواہر کار نہچھی تھی بچھونا نرم و نازک تر اُسپر تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُس پر جاکر لیٹی سامنے آئینہ سحر بارگاہ کی قنات مین لگا تھا لیٹ کر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُسمین صورت اُس کی جو دکھائی دی اُس نے کہا برق عیار تیری لشکر مین کھڑا ہے یہ کلمہ اپنے عکس سے سُن کر یہ عکس پر اُسنے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے بگڑی کنیزین گیسو و راز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمتگزاری حاضر تھین اُنسے کہا وہ موا عیار سامنے کھڑا ہے میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو و راز یہ حکم سُن کر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُس نے ہرچند چاہا کہ بھاگ جاؤن قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز ند کورہ اُس کو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب حرف زن ہوئی کہ کیون او موے ناشیار پہلے تو نامہ وار بن کر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا

برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے اری قحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہے ہم آئین نہین تو تیری
جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سُنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اُٹھکر آئی کہا چارطرف بند وبست کرو کہ کوئی
آنے نہ پائے مین اس موے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا اے ملکہ اتنی سی بات پر خفا ہو گئین آپ تو ہمکو ظریف کہتی
تھین ظریف تو نہین معلوم کیا کچھ کہتے ہین اچھا ابکی ہمین چھوڑ دیجیے پھر نہ آئینگے اُسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی
دو مرتبہ بہاکر دیا یہ تیسری بار ہے اب رہا ہونا تمھارا غیر ممکن ہے یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسیر سحر پڑھکر دم کر
اور ایک طمانچہ مار کہ سر اسکا اُڑجائے کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی بس بصحیح قلب سے
دعا کرنے لگا کہ اے خالق جان و تن اس طمانچہ سے کہ طمانچہ دست ملک الموت ہے مجکو بچالے دعا اُس کی قبول ہوئی
یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا اُسنے نقب کا سر از زیر تخت صنعت آکر توڑا اور منتظر عیاری کے تھا کہ کیفیت
گرفتاری برق سب اُسنے تخت کے نیچے ٹھیر کر معلوم کی اور دل سے کہا اب توقف کرنے سے برق مارڈالا جائیگا
نکلکر بعدہ ساحرہ کے ماروے بس یہ سوچکر اسنے تخت صنعت دونون ہاتھون سے اُٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ
ماجرا کیا ہے اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچیا صنعت حیران ہو کر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو
تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارہ پھٹا اور پائون اسکا گڑھے مین گیا اسنے تخت ایک سمت پٹک دیا اڑاڑا دھڑم
صنعت نیچے اور تخت اوپر اُدھر قران پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزون نے جو اُس کی ڈراؤنی صورت دیکھی
کہ بلند قامت سیہ فام حبشی سر سے پائون تک خاک مین اٹا ہوا بغدہ گرانبار لیے نکلا ہے بس یہ دیکھکر دوئی کہکر بھاگین
لیکن قران نے دوڑکر بغدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اُس کا پھٹ گیا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا اور صنعت
جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہو گئی اور بارگاہ مین
اندھیر امرگ ساحرہ سے ہو گیا قران اور ایک آدھ ساحرہ کو اُس اندھیرے مین مار کر سمجھا کہ صنعت جو تخت
کے نیچے سے نکلے گی تو آفت برپا کر دے گی بس یہان ٹھیرنا نہ چاہیے یہ سمجھکر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سراچہ پھاڑکر
بھاگا اور یہ اُسی نقب مین کودکر روانہ ہوا اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر بگیر
بگیر کہتے دوڑے اور کچھ کنیزون نے سحر سے روشنی کر کے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹایا اسکو بیہوش پاکر
تیمارداری مین مصروف ہوئین اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر کے ساحر گھبراکر مسلح ہونے لگے
تھے اور سحر سے مشعلین اسقدر روشن کی تھین کہ دن سے زیادہ وہ رات روشن تھی بس برق جو بھاگا گیسوئے ظلمات
جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے طلایہ پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ عیار سراچہ پھاندکر بھاگا جاتا ہے
بس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بارگاہون اور خیمون کی گردش
دیتا یہ جادو جا اس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوئے ظلمات نے دیکھا کہ عیار نکل جائیگا
اور تو ایسا بدحواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑ لے یہ تجویز کر کے ایک ساحر سے
کہا تو پنجہ بن کر اس عیار کو اُٹھا لا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہونچا

دو چار جمعدار و سالار سردار جو ہمراہ تھے اسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے کہ ساحر فرستادہ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کر لے چلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوئے پس فوراً یہ مکاری پکارا کہ اے پنجہ سحر مہرخ تو وقت پر آکر پہونچا نہین تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ ہین تو جلد مجکو نکال لے چل یہ عبارت جو ساحرون نے سُنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہے اسکو نکال لے جائیگا پس فوراً نارنج و ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کا بنا ہے اُسکو مارلین عیار تو سحر جانتا نہین کہان جا سکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوئے ساحر پر لگا کہ وہ جلتا ہوا زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اس پر آپڑے اور چاہا گرفتار کرین اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُس نے پہونچ کر اپنے بھیجے ہوئے ساحر کو قتل ہوتے دیکھ کر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ لے نالایقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا یہ کہکر آمادہ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نشیب کی طرف جا کر پوشیدہ ہو گیا ادھر گیسو ساحرون سے نقرہ دینا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات ان عیارون کو بنا لینا آتی ہے لیکن اون ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ مین اوس عیار کو اُس کے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طے نہ کر چکا تھا کہ قران نقب صحرا مین نکلا اور وہان سے سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہے اُسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور راز بسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سردارون کو طلب کر کے مستعد بیٹھین تھین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سر برآرائی بدستور پایا اور مہرخ نے اُنکو دیکھ کو بخندہ پیشانی کہا کہ

بیت کہان سے آتے ہوئے مری جان مین صدقے سو جان سے آج قربان تو تمھاری رفتار فتنہ زا نے کیا کہان آج حشر برپا،

عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھ کر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہے کہ کولا اوس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر کولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد کولے مین ہوگا اور ہمین وہ بیدرد یاد کرے گی یہ حال سنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ تخت کے اولٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہے گو وہ ساحرہ زبردست ہے لیکن اوبار آچکا ہے اب اُسکو انشاء اللہ تخت تابوت میسر ہوگا مہتر قران اوس شیطانیہ کے لیے فرشتہ عذاب خدا بنگئے ہین یہ ذکر ہر ایک سوار کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ اے ملکہ دوران بادشاہ جہان **ابیات**

شہا ملک و دولت رہے برقرار	عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار	تری فوج سے گیسوے رو سیاہ
ہوا آکے اسوقت ہے کینہ خواہ	لیے ساتھ ہے اپنے بارہ ہزار	سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی جملہ سردار و سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران سحر پر سوار ہوئے تمام لشکر تیار ہو آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا پچھلی رات اہل اسلام جہاد کو بھی

بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزا کی مشتاقی شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب
شمشیر مین سر جھکائے بھی آیہ نصر من اللہ زبان پر لائی تھی زبان دعا کی صورت تھی یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتی
تھی کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سنا نہا ہے نیزہ زبان پیر دلگیر تھین علم بسان حاجتمندان دعا کو سر کھولے
پھریرو نکی حاجت خواہون کی طرح دامن پھیلے کلہ ہاے عمود بصد تضرع منھ پھیلائے کہ اے نام حقیقی دشمن منھ کی کھائے
لب سوفار ہلتے تھے یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا تھا
دلون مین بہادرون کے ہواے شجاعت ساحرون کے طائر سحر اُڑتے مشعلہاے سحر فروزان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا مین
آگ لگی ہے یا دہر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہے ابر کے لکے ہوا پر چھاے بیرون کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار
چمکتے آگ پتھر برستے ناقوس پھنکتے ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا | کہ تھا بحر پر جوش قہر خدا
فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے | جنھین کہتے ہین ست جادو کے پتلے

اس کروفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہونچا اور نارنج ترنج چلنے لگا گردون
کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانے لگین گولے فولادی پڑتے تھے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین
ایک گولا سحر کا ساحرۂ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے زنگ ظلمت لیل مٹایا کہ ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا
دگرگون ہوگیا عالم قمر کا؛ فروغ روشنی پیدا ہوا جب؛ مٹائی مہر نے نیرنگی شب؛ صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی
مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی اُسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان گولا ساحرہ مذکور کا بجھایا گیا اور اُسکو
ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ کہہ کر عرض کیا کہ جلد چلیئے نہین تو گیسو شکست کھا چکا ہے لشکر حریف غالب
آچکا ہے ملکہ مذکور نے یہ سُنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست ہے مثل افراسیاب اس کے
ہاتھون مین بھی حال رنگ بد ساعت کا معلوم ہوتا ہے پس اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب نہین مدد
گیسو کیلئے کسی اور کو بھیجدے یہ دیکھ کر از بس کہ دردمند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس در مصاحبون کی طرف نظر کی
ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی ناگاہ تفکری ملکہ کی پہچانکر عرض رسا ہوئی
کہ خبر رزم سنکر حضور متردد ہین مجکو حکم ہو کہ مین جاکر نمک حرامان شاہی کا کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا
مضائقہ ہے جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر بسان بوے گل اٹھی اور تسلیم کرکے چلی باغ حُسن ایسا ہرا بھرا
تھا کہ رفتار سے اسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہواے وصال مین
اسکے گردش پذیر رہین تعشق گلہاے بوسہ مین شبنم نمط رویا کرین وہ اسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا
تھا قمری دل اسی سرو حسن پر لوٹتا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منھ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطرون کی طرح
باغ باغ ہوجائے نازک برگ گل کہان سے یہ منھ لائے جو اسکے لبون پہ نثار ہونے کے قابل کہلائے بیلا موتیا
لاکھ اپنے تیئن بنائے مگر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے | فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہی
کوئی انداز ہو نام خدا تیر قریب ہے

تمہاری ہر ادا مین یار اک عالم نکلتا ہے	مقدر میرا از زلف مشکی برابر ہے زمانہ مین	نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے

کچھ سحر کمر سے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور کچھ سحر پڑھ کر پھونکے صحرا کی طرف سے ستر ہ سو نازنین قمر سیما کم سن جوانی کے دن حسن مین یگانہ دہر لڑنے مین خدا کا قہر پیرہن سرخ پہنے چھوٹی چھوٹی کمانین دوش پر لگائے برج قوس مین اختر آئے تیر سونے کے ترکشون مین جواہر کے رکھے سامنے آئین یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیان بزور سحر بنائی ہوئی ہین جہان یہ جاتی ہے ساتھ یہ بھی جاتی ہین اور لشکر سے ہٹ کر صحرا مین ٹھہرتی ہین جب یہ سحر سے انکو بلاتی ہے جب آتی ہین اس ساحرہ نے بڑی محنت کر کے مدت مین ان پتلیون کو بنایا ہے اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیان نہ مٹینگی فی الجملہ جب یہ پتلیان بصورت نازنینان طائران سحر پر سوار حاضر خدمت ہوئین آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیون نے طائران سواری کو اڑایا تخت ساحرہ مذکور بیچ مین روان ہوا برے ہوا یہ گروہ پتلیان اسطرح پرواز کنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر اوتر آیا تھا یا جلال پر آفتاب تابان تھا ابر اودے اودے سر پر سایہ فگن تھے اور ان گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے یہ ظاہر تھا کہ بجلیان بدلی مین طپان ہین چھل بل سے ان کج ادائون کی بجلیان بھی حیران ہین کمانین دوش پر ہر ایک کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوا سے سحر کے بجھتے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن داد سے یہ ہر نام لڑنے والے سب جاتے تھے جب قریب جنگاہ یہ لشکر پہونچا یہان گیسو کے ظلمات سے سحر کی ادھر ہو رہی تھی کہ ان ابرو کمانون نے قوسہا سے طلائی کندھون پر سے اتارین اور تیر ترکش سے نکال کر کمان مین پیوستہ کر کے لگائے ستر ہ سو ناوک سحر ایک دفعہ سن سن کر کے چلا اور لشکر مہرخ نشانہ خدنگ اجل بنا ایسا ایک تیر نے پانچ پانچ ثبات ثبات کے سینون کو توڑا پہلے ہی حملے مین بڑا طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بروے ہوا تخت ٹھہرا کر قائم ہوئی اور کنیزین اسکی چار طرف سپرین آڑ کر کے کھڑی ہوئین لشکر مہرخ سے بھی تاریخ و تیر پڑنے لگے مگر کنیزین سپر وغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھین اور وہ پتلیان برابر ناوک فگنی کر رہی تھین بڑے غضب کا سامنا تھا تیرون کے سناٹے تھے باد خزان اجل کے جھوکے گلزار لشکر پر آتے تھے نخلہائے جسم بے برگ و بار تھے مرغ جان سہم سحر کے شکار تھے دل دہر سے آہ ایسی نکلتی تھی کہ سینون سے تیر نکل بار بھی پا کسی عاشق ابرو و مژگان سے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحرون نے بزور سحر سپرین پیدا کر کے آڑ کی تھین لیکن وہ تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہر اہالاش میدان مین پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیرون کا مینہ برس رہا تھا ہر ایک سپاہ جان بچانے کو ترس رہا تھا تیرون کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے رونگٹے کھڑے ہین نہیں دنیائے بے وفا کے سینے سے ارمان ستمگاری نکل رہے ہین پر عقاب و طاؤس سے رنگے ہوا پر تھا یا ہوا نے بھی پر نکالے تھے موج ہوا مین سونے کے تیر آتش کے پرکالے تھے بحر اخضر روئے ہوا مین خلقت آبی کو خوف تلاطم تھا تیرون کا دریا ہوا پر بہہ رہا تھا سرداران لشکر بہار جادوگرنیان ذیوقار اور ملازمان مہرخ نامدار زمین مین بزور سحر سما جاتے تھے تیر دیکی زد سے ہٹ کر اپنی جان بچاتے تھے ادھر گیسو کو جو مہلت ملی تھی تو اسنے آفت برپا کر دی تھی فوج مین بھگدر پڑا

چاہتی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گور کے کنارے تھے یہ حال دیکھ کر مہرخ و بہار بزور سحر اُڑین اور تیرون سے بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ سحر حملہ کرین اُسنے جوان کو قریب تخت پایا ایک بیضہ طاؤس سواری سامری کا اسکے پاس تھا اُنکو زبردست جادوگرنیان جانکر جھولی سے نکالا اور سحر پڑھکر ان پر مارا بیضہ اُن کے قریب آکر شق ہوا اور اسمین سے ایسی بو پیدا ہوئی کہ نتھنون مین تیر بنکر ان دونون کے سمائی اس مدعیہ نے نتھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُس بو کی نہ لاسکین بیہوش ہوگئین اور قلابازیان کھاتی ہوئی زمین کی طرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کرلو کنیزین اسکی چلین لیکن کچھ لشکر عقب مین ان دونون کے بھی آیا تھا انمین سے چند جادوگرنیان جانبازی کرکے پہنچ گئین بہت جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بیضہ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھائے گئین آراستہ سحر نے کہا لے جانے دو آخر کہان لیجائین گی مین سب کو دم بھر مین مارے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب ناوک اندازان سحر ہوئی ادھر مہرخ و بہار کے نہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے جھپٹ کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا منچلے بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کے ارادے مین سینہ سپر کرکے دل پتھر کرکے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور جہار دست اور سر خمو ۔ نافرمان وغیرہ کائنات کے سحر کے تیرون سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے تلوار سحر کی چل رہی تھی موت آچکی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم چل رہی تھی کہ بموجب نظم

چو دریائے خون شد ہمہ رزمگاہ
بسے بیہش از رزم برگشتہ شد
مگر کردگار سپہر بلند
ویا نہ بدریائے آب اندریم
درآمد بغریدن کوس و نائے

خروشی برآمد بلند از سپاہ
چنین گفت لشکر بآہنگ بلند
رہاند تن و جان از من گزند
یکے حملہ کردند ہر سو بہم
خروشیدن زنگ و سنج و درائے

ز سردار لشکر بسے کشتہ شد
کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
دگر نہ بہ پر عقاب اندریم
چو نخچیر از بیم شیر دژم

ہنوز یہ معرکہ انجام نہ تھا کہ تیر تقدیر بسیلا قضا

کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہوکر سینہ پر کینہ دشمن کے پار گذرا یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گیا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی بصنعت عیاری مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی قباے پُر زر لباس وزارت در بر کیے دوپٹا زرتار اوڑھکر پائجامہ آب تاب کا کمخواب کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ان بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی اسکو جانے پس اُن ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بناؤ اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بناؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لائے عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین چلین اس صورت پر طاؤس پر سوار ہوکر بعجلت تمام رزمگاہ مین برق آیا اور از بسکہ ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اُسنے قریب آراستہ سحر جب پہونچنے کی تدبیر نہ دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہوکر پکارے کنیز بلند ہوکر بموجب حکم صدا زن ہوئی کہ اے آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تعریف تمھاری فرماتی ہین یہ صدا ساحرہ مذکور نے سنی اور سر اُٹھا کر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت

بڑھا کر چلی فوج تو بڑھتی رہی اور یہ اودھر مخاطب ہوئی جب قریب تر پہونچی ملکہ مصنوعی نے کہا اے آراستہ واہ وا کیا کہنا جیسا مین تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست کر دیا ساحرہ نے یہ تعریف سنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی پھر کاہے کو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہر نذر ملازمان سرکار عالی قدر حاضر کرکے سر تفاخر اپنا تا بچرخ بازیگر پہونچاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خندان خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت پہونچایا آراستہ سحر بنا بر تعظیم تخت پر کھڑی ہوگئی اسنے کہا آؤ تو سہی کہ مین تجکو گلے سے لگاؤن میرا دل تجھپر نثار ہوا ہے کہ تو نے بڑا کار نمایان کیا ہے یہ کہکر طاؤس تخت سے ملا کر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت ادب سے سر جھکا کر قدمون کی طرف چلی اسنے سر اُسکا اُٹھا کر اُسکو گلے سے لگالیا اس ساحرہ کا حسن و جمال مشہور مذکور ہو چکا ہو برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پر از نیش زنبور ہی۔ اگر معشوق حسین ہی تو بیوفا ضرور ہی غفلت کا پھل ہو اسکے قتل نہ کرنے سے اپنی زندگی مین خلل ہی یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُس کو گلے سے لگایا دو تین چھیان جبین و رخسار کی لین پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہو اسنے ایک لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اُسکی ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان ہوئی وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہین کوئی دشمن ہو بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اسنے اتنی مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر اُسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اسکے مرنے کا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جست کرکے اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حربے سحر کے اسپر مارنے لگین اسکے ساتھ جو ساحرہ صنعت کی کنیز بنی ہوئے تھے وہ سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ سترہ سو پتلیان خوبصورت زنان خوبصورت تیر مار رہی تھین ادھر ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی سترہ سو ہوائی ایکبار بروئے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش ہنگام رزم شعلہ بھبوکا ہوگئین آتشبازی کے دیو کی طرح وہ پریان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی سواری کے چرخی کی طرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روئے ہوا آتشبار بلکہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر و تبر انداز ہر ایک فی النار تھا اودھر تو وہ ناوک افگن جلین اودھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان پر رکھکر بلند کیا اور پکارا اے افسران لشکر مہرخ منم مہتر برق فرنگی ان مارو ان نابکارون کو افسر جو گیسوئے ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سُن کر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی اودھر وہ ساحرہ جو مہرخ و بہار کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جاکر ٹھیرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا اور بزور سحر سناٹا مار کر جو لشکر مین آئین گیسو کو لڑتے پایا اور برق طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سُنا بس مہرخ بجلی بنکر گری گیسو کا ٹکڑے زمین مین اُتر گئی شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور پھر امیان

گیسو جو چند ہزار ساحر تھے اُنھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحرات نے بڑے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لا سکے بہت مارے گئے اور بصد ہزار دشواری جان سلامت لیگئے مہرخ طبل فتح وظفر بجوا کر پھری برق عیار پر سے زر و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کر وفر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سب کی جان بچائی ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ حاصل مرام دشت قتال سے لاشین اپنے مقتولون کی اُٹھوا کر دفن کرائین میدان پاک و صاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پایہ گاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار بھی حاضر دربار ہو کر مصروف عیش و عشرت ہوئے اُس طرف کنیزان آرا استہ سحر و فوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اس وجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اُسکا بہت بڑا ہے اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اُسکا تحریر ہے چنانچہ ساحرہ مذکور میدان جنگگاہ سے منزل بھر پر ہے اور ملکہ حیرت بھی اُسکے آنے سے متصل اُسی لشکر کے اُتری ہوئی ہے غرضکہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ پہونچ کر شور فریاد و الغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اوسی کے درد مین مبتلا پلنگ پر لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سُن کر اُسنے کنیزون کو سامنے بلوا کر حال کیفیت قتل آرا استہ سحر معلوم کی اور اس وجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو ہنس کر کہا کہ اُس کنیز کو ناحق مین نے بہر رزم بھیجا اُسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دل مین وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جا کر ابھی طرح مستحکم طور پر اجازت نسبت غارت کرنے ان باغیون کے لے لون تو ایک لمحہ مین سب کو فنا کر دون یہ کہہ کر ہر چند کہ درد مندی تھی مگر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اس اثنا مین صنعت گر قدرت نے صفحہ دہر پر نقش سواد شب سے بنائے ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے بموجب

نظم

عروج شب نمایان تھا سر شام
ہوا دن سے طلوع اختر شام
سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ
عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ

شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اوٹھا کر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت گلچین و ابلق و سرمایہ و چنین وغیرہ پایہ بپایہ بیٹھے کرسی و دنگل تھے شیشہ آلات روشن تھا ایوان شاہی بہ برنگ عروس چمن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا تھا کہ صنعت جا کر پہونچی اس باغ و ایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہو چکی ہے ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی اوس نے ساحرہ اُس کے استقبال کو نکلے اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ الیاز بردست ساحر ہے کہ آئینہ مین جب جاتا ہے تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا ہوتا ہے منزلون پہ دود نکلتا ہے لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہے ایسا کہ آجتک کسی نے اصلی افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہے مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اُسنے پایۂ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کرکے پایۂ چہارم پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ درد مند تو معلوم دیتی ہے اور فکر مندی بھی چہرہ سے ظاہر ہے اسنے

جملہ کیفیت اپنے تخت اُٹھنے اور کولا ٹوٹنے کی بیان کر کے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز اس واسطے حاضر خدمت ہوئی ہو کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمکحراماں عنایت فرمائیں کس لیے کہ حضور اُنکے یکایک قتل کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے ہیں میں جانتی ہوں کہ جناب اُنکی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہیں شاہ نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہے میں سمجھ لونگا ان سب کا مار ڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہو کہ جیسے چیونٹی یا کھٹمل کو مل ڈالتے ہیں صنعت نے عرض کیا کہ اب مجھکو تاب نہیں ہے اگر حکم جنگ ملازمان شاہی نہ دینگے تو میں چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی ہوں بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا اختیار ہے ابھی جاکر مار ڈالو ساحرہ یہ سُن کر اُٹھی شاہ نے خلعت عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤ گی یا اپنی بارگاہ میں جاکر استراحت کرو گی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ ملکہ حیرت ذیجاہ میں جائیگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا کہ چار سو کنیزیں حسین خوش اندام تخت لیکر حاضر ہوئیں یہ سوار ہو کر دریائے سحر کے پار اُتری اور بارگاہ حیرت میں آئی اسنے بھی تعظیم کر کے بٹھایا جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مثل شاہ جادوان تم بھی مالک ہو تم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہے بادشاہ سے جاکر میں اجازت لے آئی کل لشکر نمکحراماں میں برباد کرونگی تمہاری اس امر میں کیا مرضی ہے حیرت نے کہا اللہ صاحب یہ تمہارے سبب وہ آنکھیں پائے میں تو اپنے خدا سے چاہتی ہوں کہ یہ باغی مارے جائیں دیکھا چاہیے کہ سامری وہ دن کب دکھاتے ہیں جو یہ دشمن غارت ہونگے مجھکو تو یہ اُمید نہیں کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت نے کہا اگر یہ امر ہے تو کل ذرا تکلیف فرما کر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشائے رقص بسملان عدو دیکھیے اے ملکہ اُن سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اُنکی تا حشر مضطر و بیتاب رہیگی یہ کہکر وہاں سے اپنے مقام پر آئی اور از بسکہ رات زیادہ آچکی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازموں میں سے ایک ساحرہ عجائب جادو نام کو طلب کر کے حکم فرما ہوئی کہ اے عجائب تم جاکر لشکر مہرخ کی راہ روک دو اسلیے کہ صبح کو میں جب حملہ کروں تو وہ بھاگ نہ سکیں اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا کہ صرف سر کاٹ لینا باقی رہجائے اور کچھ زحمت لڑنے بھڑنے کی مجکو نہ ہو ساحرہ مذکور یہ حکم سنکر باہر بارگاہ کے نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لوں پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے میں دشمن ہوشیار ہو جائیں گے تو اکیلی کیا کم ہے سبکو میں غفلت میں اندھا کر دونگی صبح کو ملکہ آکر سر کاٹ لینگی یہ تجویز کر کے تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت میں شام سے موجود تھا اسی کے سامنے صنعت آئی اور حیرت سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ میں گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سُنا اور جب وہ اپنی بارگاہ کی طرف چلی یہ بھی اس کے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ میں چلی گئی یہ نہ جا سکا مگر متصل بارگاہ پھرتا رہا کہ دیکھوں اب یہاں سے کس لشکر کی طرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہے غرضکہ اسی فکر میں یہ ایک جگہ بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ سے نکلی یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اُسکے قریب آیا اور کہا اے ملکہ آپ دربار سے کیوں چلی آئیں کیا حضور نے آرام نہ کیا عجائب نے کہا مجکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے ملا ہے اسوجہ سے مجکو اس طرف جانا ہے ضرغام نے یہ چال سنکر چاہا کہ اسکو کچھ فریب دیکر قتل کرے لیکن وہ کچھ دور چلکر نظر سے غائب ہو گئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش میں اگر چلے اور لشکر ہی کی تمہارے تغافل

ہین اُنکو کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہے چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیئے یہ سوچکر وہان سے بھاگا اور
بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہی اس باعث سے دربار مین بہت
رہتی ہین چنانچہ شب کا دربار برخاست نہ ہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ سے جملہ کیفیت معروض بیان مین
لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہی ہمارے دم مین جب تک دم ہی ہم بھی لڑے جائینگے اس مین کوئی کیون نہو سب جانتے
ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کرسکتے لیکن خدا کے فضل پر بھروسا رکھتے ہین یہ تقریر سُنکر برق عیار نے کہا کہ
اے ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہی کہ خدائے تعالی ہماری مدد بھیجیگا گو کب گئے یہان سے کوئی سردار آئیگا اور ابھی
تو صحیح وسالم ہین فوراً جاکر دیکھتے ہین کہ کون لڑنے آیا ہی مہرخ نے کہا کہین ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا نہو
صنعت غصہ مین آکر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھیرنا ہمین مشکل پڑجائے اُسنے کہا آخر ایکروز صنعت سے لڑنا پڑے
ہی گا پھر عجائب کو کیون چھوڑین یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکور میرا لشکر غارت کرنیکا
ارادہ رکھتی ہی تو بس اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیئے اسکے لشکر مین جانا بیکار ہی یہ سوچکر
قریب لشکر دشت و کوہ مین ہیئت مبدل پھرنے لگا اسطرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان ایک دُرہ کوہ
مین آکر ٹھیری اور آگ روشن کرکے پانچ چار منقلین سحر کی جلائین اور سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور ماش رائی سرسون پھل
آگ دھتورے کے جلانے لگی دھوان اُن انگیٹھیون سے اُٹھنے لگا یہی دھوان بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو
اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا اُسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھیرکر
جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان حسن ملیح و نمکین زیور جواہر نگار اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہی عیار
مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب جادو ہی بس اُسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منہ مین دانت ایک نہین گالون
پر جھریان پڑین سر ہلتا بڑے پانچون کا پائجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس شکل سے اس درہ کی طرف
چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار موے غارت ہوے اُڑتے نہین لو صاحب میری بچی کا کولا ٹوٹ گیا سامری ان عیارون کا
نام لیوا پانی دیوا نہ رکھین میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہی یہی بکتا جب درے کی جانب سے ہوکر نکلا
عجائب نے اسکا بیان سُنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمہاری بچی تھی جسکا کولا ٹوٹ گیا بڑھیا نے کہا اے تو کون ہے
جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اُسے جانتا ہی ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہی مین نے اُس کو
دودھ پلایا ہی عجائب نے کہا بڑی بی تم میری بی بی کی انا ہو اور اس طرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے
کہا ارے تیری بیوی کون عجائب نے کہا ملکہ صنعت جس نے مجکو راہ مخالفان روکنے کے لیے بھیجا ہی بڑھیا نے
سارا حال سُنکر قریب آکر سر سے پاتک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سڑن اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا
ہوکر اپنی بلائی کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس لشتہ رنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھوپڑا
ڈال لیا ہی ہین پڑی رہتی ہون خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہے اب تم جو لشکر
مہرخ برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھوپڑے کا خیال رکھنا اُسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے کہا

نہین بڑھی امان یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی اناّ ہو میری بھی مان ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہان سے میری جھوپڑی ہی
مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام ملے گا اور جو نہین چاہتی ہے تو جو کچھ کہہ یہین لا دون اُسنے جواب دیا کہ نہین امان
مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہے تم سے یا یقین نہ کرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا
کام کر چکتی ہان چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہے کہ جا یہان
چلی آتی ہین اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہے بڑھیا نے کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہے اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہہ تو پٹاری سے
دو تین پان بنا لاؤن ساحرہ نے کہا نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اُٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون ٹھنڈھک کلیجے ٹھنڈھا ہو
یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے سے ہٹ کر کسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُس کے پاس آئی اور کہا
لو بیوی یہ پان حاضر ہین اسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ منھ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ
دھوکا نہ کھانا سمجھ بوجھ کر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور ادھر عیار بند کو مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا
بھاگ کر درہ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی
کہ بڑی خیریت گذری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار تھا بس اسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو
درہ مین چھپ گیا تھا یہ کنیزان صنعت کو دیکھ رہا تھا پس اُنھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سُنہری
لباس پہنا چاندی کی پہلیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جست و خیز
کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہے غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے وقت پر آواز
دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچکی تھین ساحرہ نے اسکی صورت دیکھ کر کہا اے نازک سحر
تم کہان آئین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اُسکا نام نازک سحر ہے پس اسنے کہا کہ بی صنعت نے
آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہے اور فریب دیا چاہتا ہے ملکہ عالم نے مجھ سے کہا کہ تو جا اور
عجائب کو اطلاع دے پس مین اوسوقت آکر پہونچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے
دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اسکو لیجیے اور فرمایا ہے
حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہوا سپر عمل کیجیے اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھ کر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وہ اُسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو ادھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر
وہ ساحرہ زبردست تھی کمند پڑتے ہی اُف جو منھ سے کرتی ہے کمند جلگئی اور برق پھر بسان برق بھاگا لیکن
ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درہ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کردیے اور قریب جاکر قید کرکے
درہ سے باہر لائی اور کمر مین پنجہ دیکر چاہتی تھی کہ اُڑے اسلیے کہ کہتی جاتی تھی اے موے عیار مین تجکو پہاڑ پر سے نیچے
گرادونگی کہ تیری ہڈیان ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے بہت کہا کہ اے ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے
اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ اے موذی کاہے کو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون -
برق نے پھر زار و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسی طرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی

ناک پکڑ کر جلدی چٹکی میں ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ میں اُسکے تیر سا لگا اور تڑا تڑ چھینکیں آنے لگیں آخر چیخ کھا کر گری برق اُسکے نیچے سے چھوٹ کر گرا اگر طاقت رفتار نہ تھی نیچے کا دھڑ مسحور تھا یہ گھبرایا کہ تو بھاگ نہیں سکتا ہے اور بیرا اسکے ساتھ ہیں کہ آواز دے چکے ہیں مبادا کوئی بیر اسکو ہوشیار کردے یا اُٹھا لے جائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس اوسی گھبراہٹ میں از بسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نتھنوں کی راہ بہ گیا وہ تڑپ کر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دار و گیر برپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی برق کے پانوں کھلگئے یہ وہاں سے بھاگا اور اُسکی لاش بوندے اوڑ کر جانب بارگاہ صنعت لے گئے اور یہ سمر دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحہ ہستی عجائب پر حرف لاکر بسان سمند کلک اُسی کے لشکر کی طرف روان ہوا کہ دیکھوں اب صنعت جنگنامہ میں کیا سبق پڑھتی ہے

لیکن اس عرصہ میں خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر	بسان بتے بادل پُر ز مہر	چو بر گنبد چرخ شد آفتاب
بر آورد صنعت سر خود ز خواب		

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر پر سے برنگ خط باطل اُٹھ کر چوکی پر گئی اور بعد انفراغ کنیزوں نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اسنے ہاتھ منھ دھو کر عزم کیا کہ سرکشوں کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیئے کیونکہ تمام دن قتل و قمع میں بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دسترخوان بچھا قابین کباب کی ڈالیاں میوونکی پلیٹیں مٹھائیوں کی طشتریاں شیر برنج کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمرازوں کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ بروے ہوا صداے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب کی صحن بارگاہ میں آکر گری بیروں نے سحر کے آواز دی کہ اے ملکہ برق عیار نے کام اسکا تمام کیا یہ سُننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹ کر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سیخ بر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید کی طرح کانپنے لگی اور اسی غصہ میں کھانا چھوڑ کر مثل خاطر برخاستہ اُٹھی نفیر سحر اُٹھا کر دم دی چوسٹھ لاکھ کا لشکر پڑا تھا اسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق درا در درا اور لشکر میں بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ سُنکر اولٹے پانوں پھرا اور دوڑتا ہوا لشکر میں آیا یہاں مہرخ دم سحر سریر جہانبانی پر آکر جلوہ گستر ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکور نے بھی نفیر سحر بجائی یہاں بھی خلبلہ جلد کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اوڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار و نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ بڑی آن و بان سے طاؤس ہاے زرین بال پر سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے دلاور تنتنے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید مہرخ برو گرناے	تو گفتی کہ دارد مگر خاک پاے
بفرمود تا دہل بر پشت پیل	بہ بستند و شد روے گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ و ہندی دراے	ہمی دل بر آورد گفتی ز جاے

دلش تخت پیروزہ بر پشت پیل — بچشم اندرون روشنائی نماند
در فشان بہ کردار دریاے نیل — ہمان باردان آشنائی نماند

اس طرف سے تو یہ لشکر چلا اور ادھر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر جب **صنعت** لیکر چلی زمین دہلنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ کیا چشمہ مہر گندلا ہوا چشم خورشید فلک کو خیرہ کیا العظمۃ للہ گویا آسمان حشمت زمین پر پانون پیدا کرکے روان ہوا تھا ترسولون کی نوکین چمکتی تھین یا خیل انجم لیکر دان کیوان تھا کثرت سپاہ بے اندازہ اور تیر نجات سحر تازہ طلسم عالم درہم نیرنگی افسون سے خاطر گیتی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دنیا تہ و بالا ہوئی جاتی کہین سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قان قان ہو رہی تھی بصد ہیبت چنگھاڑنا چیلون کا چلچلانا ساحران شیطان خصال و دیو صورت کا آگ برسانا سامری کی جے کی پکار اژدر آتشبار پر **صنعت** سوار مشعلہاے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ فگن ہر بن مو سے اُس قحبہ کے آگ نکلتی غصہ مین آکر بگولا بنی ہوئی سر پر ابر سحر چھایا گردہ بھی آگ برساتا دررودشت جلاتا اسی طرح یہ نا رپہ روانہ تھی یہ حالت فوج بیکرانہ تھی کہ

نظم

جہان چون شب تیرہ دوپاس گشت — ہمہ روے گیتی چو الماس گشت
زمین شد بہ کردار دریاے قیر — بیابان و تاریکی پیل و شیر
ز گردان شمشیر زن صد ہزار — ز جادو گران لشکر بے شمار
تو گوئی چار صد باز لشکر ہزار — بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ
ز پیکان و گرز و تبر زوبین و تیر
چہ جادو چہ نزاژدہاے دلیر
سپہ را کہ دانست کردن شمار
سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر دارو میدان ہوا ادھر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اُجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہین ورنہ سر پر پانون رکھکر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا نہ ویسے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جاکر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہان تک روح قبض کرون امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن وہ رن کا پڑنا بزن کا ہونا ساحرون کے بیرون کا غل باجون کا شور ہواے سحر کا زور گوش فلک کر دہ لیے گرد و فردنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین اُمنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سردمہری کی سردی یہ فصل ہی اور تھی کہ بمقتضاے

ابیات

ہوا کرٹکا نبجے ڈنکے مچا شور — دلون کا گھٹ گیا عبرت سے بس زور — وہ آندھی تھی اوڑے جاتے تھے انسان
ہواے سحر کا برپا تھا طوفان — زمین پر فوج سے ایسی تھی ہلچل — کہ تھے لرزے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوے اور نقیب نقابت کرکے ہٹے **صنعت** خود مثل بلاے بے درمان و نسیان غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی اور آتش زبانی دکھلانے لگی کہ اے **مہرخ** تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت شہنشاہ جادوان **سامری** قدرت کے مقابلہ مین آئے سچ ہے جو

فلک ذلت ہمین دکھائے کہ بیت رنگ بزم دہر ایسا ہوگیا بے قاعدہ جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے تو اچھا اب
آ میرے مقابلہ کو مہرخ نے جواب دیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی مارنے آئیگا پھر وہ کہانتک ہاتھ پانون نہ ہلائیگا
جو کچھ اُس سے ہوسکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزہ نامور کرین تو کا ہے کو ہم لوگ اُن کے منھ چڑھین ہر چند
کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہین لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہ ذیجاہ نہین ہم اونکے ملازم ہین شاہ سے لڑتے ہین ہم سے لڑنا یہ نہین ہے
بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسہ اُنکا اور بیٹا اُنکا قید مین شاہ کے ہے وزیر اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہے پس یہ مقابل
زلازل قاف باطل کنندہ نیرنگ و افسون طلسمات سے ہے جنکو تم ایسون سے اپنے نوکرون کو لڑوانا ننگ و عار ہے
یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے
نکلا یہ اُسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان جلوہ گر ہوے ہزار ہا نقارے اور ڈنکے بج گئے باجے کا شور تا بہ سما
پہونچا ابر گرد گڑ آیا اور تمام عالم پر آکر محیط ہوگیا اندھیرا چھا گیا اور اُسنے نعرہ مارا کہ اے مہرخ بھیج کسی کو میرے مقابلے
مین مہرخ یہ نہیب سنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخ مو نے کہا اے ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کرے ہی گی
پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ نہ تکلیف فرمائیے یہ کہہ کر طاؤس اپنا اُڑایا اور ابر سپید آگیا اوسمین سے آگ برساتی
ستارے گراتی یہ بھی چلی کہ بموجب نظم

زدریا نہنگے بجنگ آمدہ است	کہ جوشنش چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد ز چرخ کبود	کرد ارض وغبر ابر اگندہ دود
برفتند چون باد گردان زجاے	خروش آمد و نالۂ کرناے

ہزارون گھنٹے اس لشکر مین بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ لا حربہ دیکھون
تیرا حوصلہ اسنے کہا مین کنیز مسلمانان ہون سبقت نہ کرونگی اسنے کہا مین قسم دیتی ہون اور خناق تیرے وار کی ہون
عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے وہ تو کر چکی یہ پیشدستی تو میرے اصرار سے ہے سرخ مو کو دھوکے مین وار کرنا منظور
بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اسنے چھپا کر نکالا یہ نارنج مدت مین سحر کرکے اسنے بنایا ہے کہ توڑ اسکا نہین
ہے جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نہ رہیگا پس عذر کرتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمسر شاہ طلسم ہے بڑی ساحرہ ہے اُسکے
بیرون نے خبر دی کہ اے ملکہ بچنا وہ اس جلدی سے شیر پر سے اُڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جل گیا اور اندھیرا
ہوگیا سرخ مو نے جانا کہ صنعت پر نارنج پڑا پس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت رعد ہوا سے
پھر اُتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کس کو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھ یون حربہ کرتے ہین یہ کہہ کر ایک گولا فولاد کا اُسنے بھی
مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہے کئی سو یون اور بیر ساتھ لائی ہے پس اُن بیرون نے اس گولے کو رد کا مگر
سب بیر جل گئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین مین سما گئی گولا طاؤس پر پڑ کر اُسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر
مہرخ کے کھڑا تھا اونپر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اُنکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اُنکا بھی خاتمہ ہوا اوسوقت وہ گولا
سرد ہو کر گرا اس عرصہ مین سرخ مو زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اُٹھا کر

کچھ افسون پڑھا کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار بنا طول مین وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑ کر
سرخ مو پر جا پڑی اور ایک ہاتھ اُسپر لگایا اُسنے سحر پڑھا کہ کئی سو سپر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور ساٹھ ستر سپرین
سامنے آگئین لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر کب رُکنے والی تھی سپر بھی جلے اور سپرین بھی کٹین تیغہ تا دو ابرو سرخ مو کا سر
زخمی کرکے اُترا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ سر کاٹ لون اُسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کو سرخ مو کے تاب نہ
رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ سرخ مو کو وہ اُٹھا لے گیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکر صنعت پر جا پڑی اُسنے سحر پڑھا کہ سات
سو زنجیر سحر کی درمیان مین آکر حائل ہوگئین یہ بیچاری کس کس کو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا
تیغہ اُسپر بھی تن کر لگایا اُسکو بچنا دشوار ہوا اُسوقت تمام بچی مگر زخمی ہوکر بیہوش ہوگئی پنجہ سحر اُسکو اُٹھا لیگیا اور
مہرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھون مین اُتر آیا تخت پر سے کودی اور للکاری کہ باش اوقحبہ
تونے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اُنکو بچائے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری مین تیرے
ہی تو انتظار مین تھی کہہ کر زمین پر دوہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور وہ بیڑیان نکلکر از خود پاؤن مین مہرخ کے
پڑگئین اور یہ بالکل ہوکر ایک جگہ رہگئی لاکھ لاکھ افسون پڑھے کچھ نہ ہوا اور صنعت تلوار لیکر بڑھ کر چلی کہ سر کاٹ لون
اُسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے بڑھاکر پکاری کہ اے صنعت تیرے ہاتھ مین تلوار ہی یا پھولون کی
چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پرادسحر تھا وہ تلوار پھولون کی چھڑی بن گئی اُسوقت صنعت نے کہا کہ اے بہار تو
شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ عزیز خاتون شاہ ہی اسوجہ سے یہ رُتبہ تیرا ہی کہ تیرے سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو
تو چھوڑے دیتی ہون تجھپر سحر کرتی ہون اے بہار تیری پھولون کی چھڑی میرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے
میرے بدلے اس تیغ سے تو کام لے یہ کلمات اس کے بھی اثر دار تھے مہرخ کے تو پاؤن سے بیڑیان کٹ گئین اور
بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا عیاران
کر لشکر مین مصدرت بر سے کھڑے تھے دیکھا اور برق نے دوڑ کر کمند ماری بہار اُلجھ کر گری اُسنے حباب مار کر بیہوش
کیا اور کندھے پر لاد کر لے بھاگا اور رزمگاہ سے خیمۂ شکیل قریب تر تھا اُسی خیمہ مین لاکر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش
کرکے آپ بسمت میدان چلا اس عرصے مین صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہورہا تھا اُسکی جانب
اشارہ کیا ابر مین رعد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آئی
شیشۂ دل سنگ ظلم سے چور ہوا ہر ایک رنجور ہوا جسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا نصیب پھوٹ گئے سنگ تفرقۂ فلک
پھینکنے لگا لیکن اس آفت آسمانی سے عاشقان شاہد شجاعت کہاں بچکر جاتے وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر
شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیرین کارزار مین ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا
نقشہ بگڑ گیا ہزارون سحر پڑھے لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہوگیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگ باری
مثل ژالہ باری ہونے لگی مزرعۂ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر پالا پڑا عجب ظالم سے پالا پڑا اخر من زندگی
سر باد و نہال ہستی بستان سبزہ روندا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ نظم

ز گردون ببے سنگ بارید خشت — پراگندہ گردید لشکر بزشت
ز لشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم — سر نامداران ازو پر ز خشم

بروے ہوا اس بت پرست نے مسلمانوں کے لیے ابر کا احاطہ منزل تک کھینچ دیا کہ بھاگ نہ جائیں اور آپ وہی چالیس ہزار گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کی طرح وہ تیغ سحر چمک چمک کر گرنے لگی صفیں کی صفیں قلم ہونے لگیں ساحران نامی سرداران گرامی سر پر سپر ہائے سحر کی آڑ کیے تھے مگر بچتے نہ تھے مہرخ و نافرمان و لرزان و زلزلہ وغیرہ سب کے سر پھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے جو بھاگے نہ تھے حملہ آور تھے اور بڑے ساکھے سے لڑ رہے تھے اُدھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غٹ پٹ تھا تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزاروں مارے گئے کشاکش نفس تھی رشتہ حیات قطع تار نفس کا جھولا پڑا امیدت کی محبت کے پینگ بڑھ گئے ہستی مرگ کا اس جھولے پر سماتا خوف یہ کہ ادھر ہوئے یا اُدھر ہوئے ارض و سما ہر ایک کی نظر میں ہنڈولا آخرت سے دُنیا میں دُنیا سے آخرت میں آنا جانا حال زبون نوبت دگرگوں سر پھٹا ہوا چہرہ پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک بر ہمن بُرد زرہ پُرزے پُرزے اور ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند نہ جائے گریز و فرار نہ طاقت رفتن و ماندن نہ فتح و ظفر کا خیال منزلوں دور دل ناصبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ بچانا یا ایزد سبحان عجب طرح کی کشاکش میں جان کہ بموجب

ابیات

نہ بینی کرنے تاج باشد نہ جاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ
دریغ این دلیران و چندین سپاہ
کہ بگرفت زان لوے خورشید رنگ
سپہبد چنین گفت با سروران
بر دانگی لبس و درشتی کنید
توئی آفرینندہ آب و خاک
ہمین تازہ کن بخت شاہنشہی

نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ
تباراج بینی ہمہ زین سپس
کہ با کرد و فرزند و با تاج گاہ
کشیدند شمشیر و گرز آن سران
کہ اے نامداران جنگ آوران
دزان لبس بالید بر خاک روے
برین نرہ دیوان بے ترس و باک

نہ بیرد جوان ماند اید نہ شاہ
نہ برگرد از رزم گشادکس
یکے گرد برخاست در دشت جنگ
بر آمیخت باہم سپاہ گران
کہ امروز در کار چستی کنید
چنین گفت کاے داور راست گوے
مرا دہ تو فیروزی و فرہی

مہرخ بیچاری بصد خستہ حالی و ہزار الفرع و زاری درگاہ باری میں دعا کر رہی ہے یقین ہو کہ کچھ دیر میں سب مارے جائیں خدا اُن کو بچائے اب اُنکو اس مصیبت میں چھوڑیے اور شمہ حال عیار زر میدان عیاری سنیئے یعنی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بران کے پاس ہیں کبھی سیر طلسمات سے بسر اوقات کرتے ہیں اور گاہے ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہیں دن عید رات شب برات ہے ہر وقت مزے رہتے ہیں ایک روز اسی عیش و سرور میں تھے ایک پتلا سونے کا شیر پر سوار رہے ہوا سے اُتر کر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوف نے اُسکو بنگاہ دیکھا اُسنے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند تمنے بنظر عقاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہے پس وہ قحبہ بڑی زبردست ساحرہ ہے تمکو لازم ہے کہ

خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش مین آؤ کہ وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہی اور اُس راہ سے ایک دن مین انسان طلسم ہوشربا مین پہونچ جاتا ہے چنانچہ اُس باغ مین مین بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کر دونگا نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کر کے بران کی رنگت سفید ہو گئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہے ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ میرے بارے مین کیا حکم شاہ ہے ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کی جاؤ گی یہ سنتے ہی مخمور ہر ایک سے ملنے لگی عمرو ان و مجلس و اختر وغیرہ گلے ملکر رونے لگین ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اُس راہ سے بھیجے جاتے ہین کہ یقین ہے ہمیشہ آیا جایا کرین اب بادشاہ پاس تو جانے دو دیکھین کیونکر رخصت ملتی ہے یہ کہہ کر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر یکدفعتہً بر در سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرایئے گا نہین مین آپ کو لیے جاتی ہون خواجہ کی توجہ ہوا سے آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پربہار مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینونشان ہے بلکہ غیرت وہ گلزار رضوان ہے گل ہر رنگ کے کھلے ہین نازپروردگان گلشن مہد شاخ مین جھولتے ہین دایۂ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہے اطفال غنچہ کا آب تراوت سے منھ دھلایا ہے چشم نرگس مین سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہے یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہے دامن ابر بہاری کا سایہ بناءت نبات کے سر پر بقصد رحمت تھا چنار سر پر نہالون کے ہاتھ رکھے بہزار شفقت تھا بلبلون کا چہچہانا لوریان دیکر کودکان گلستان کو آرام کرانا نہر کا داستان کا کہانی کہہ کر بہلانا کلیون کے گرنے ہمت گل کے لیے جو زرے بونے تھے سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھ کر پوچھتی کہ یہ کس کے نونہال ہین زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہین عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق مین ہر صبح گلچین کو ملتا زر کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے پنکھا جھلنا تھا کہ نظم

نہاد باد تراوت سے لبسکہ ہے معمور	پیئین نہ دودھ اگر ایک لمحہ بھی اطفال	طبیب نبض جو دیکھے جنون کرے تشخیص
بری زدہ ہے بتائے جو کوئی کھوئے فال	نہ سمجھو نہر دمین یہ آب سیگون کا جوش	چمن مین خرمن گلہا ہے ترکرد نہ خیال
سمایا ارض کی طینت مین لبسکہ جوہر جود	ضمیر خاک دفینون سے تھا جو مالا مال	بسان دست کریمان گنج گوہر بخش
لٹا یا نقرہ و زر ہے ہزار ہا مثقال		

عمرو کو بران سیر اُس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی خواجہ نے اُس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو روبرو اپنے پست تر بتاتا تھا دیوارون مین جواہر جڑا کیا تھا گنبد آسمان مینارون پر اُس کے بلا گردان تھا دالانون کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے بنے سائبان زربفتی ادن پر کھنچے اندر دالانون کے طاق و محراب بنین محراب بردان شاہدان قصر عالم کو شرماتین کہ بموجب نظم ؎

عظیم الشان گھر وہ اسقدر رکھتا	نہین ہوگا زمانے مین اب ایسا	پڑے تھے ریشمی دالان مین پردے
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے	عجائب نقش مینا رنگ ہر گام	برابر ایک سا آغاز و انجام
گران قیمت طلائی کار کا فرش	کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش	جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
ٹکے تھے ہر طرف گویا کہ اختر	جسے دیکھا وہ تھا قیمت مین یکتا	چمک کا حال اونکی مین کہون کیا

دھری تھین فرش پر چوکرسیان اور
فرزدن تھا برق سے بھی اُنکا عالم
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
کمر باندھے پے خدمت تھین تیار

نہ او پر کرسکے انسان کبھی غور
گران قیمت پھر اُسکے بعد اک تخت
زہے شوکت زہے حشمت زہے جاہ

نظر پہلے دم دیدار ہر دم
میسّر جسکو ہو اُس کے زہے بخت
ہزارون نازنین ماہ رُخسار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھ کر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اوتر کر
بڑھا خواجہ لب بہر توصیف وا کر کے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا و صفت سر شاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو باجاہ و دولت تم سلامت
بہت ہم نے یہان آرام پایا
تمھین شاہنشہ دوران ہین کہتے

الٰہی تا قیامت تا قیامت
نہایت عادل و جرار ہے شاہ
تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے

تمھارے لطف نے بندہ بنایا
زمانہ خلق و ہمت سے ہے آگاہ
گو کب لے بھی زبان مدارات بیان سے

درفشانی فرمائی اور وصف خواجہ مین زبان وا کی کہ اے شہنشاہ عیاران عالم زہے احسان آپکے شکریہ یہ حقیر کیا ادا کرے کہ نظم

وہ بولا مین فدائے لطف احسان
یہ دولت ہی بڑی بدلے مین کیا دون

ہوے جو آپ میرے گھر مین مہمان
مگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور

عوض اسکا مین کر سکتا نہین ہون
جہانتک ہو سکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکے لیجا کے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون نے تپاک ظاہر کیا پھر بادشاہ نے اپنی دختر پیران کی طرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اٹھ کر اُس ایوان مین ایک طرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیز ان بہشتی پیکر حور مثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اون کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے کہ ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
دُرم سے بڑھ کے تھا ہر ایک گوہر
ریال اُنکے بہت کم عرض مین ہی
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا
خواص اُسمین بھی تھے صدہا معیّن
وہ کچھ کافور کے دانے تھے یکجا
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہین آتا تصور مین وہ لیکھا
اسی مین ایک تھی تصویر کندہ
بھلائے دار اُسکے سب کو دیتے

زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا
پھر اُسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال
نہایت خوب اور بہتر تھی وہ شے
مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بدل خواہان جہان کے دوست دشمن
بظاہر سب وہ پستہ کے برابر
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب
عقیق سرخ کا دل ایک انگشت
کہ جس کو دیکھ کر ہر دل ہو بندہ

بہت سے موتیون کی گرد جھالر
کہ اُسکے فلس کا مین کیا کہون حال
اثر اوسمین عجب انداز کا تھا
بیان کیا ہو سکے تعریف اوسکی
اسی صورت سے جو تھا اور تحفا
نہین فرق ایک سے تھا ایک ہمسر
سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہ آئے کھولکر باندھو اگر مشت
کمان و تیر اُسکے ہاتھ مین تھے

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کر کے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا آپ کو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ ہمارے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی فتح کر کے ہر ایک سے ملاقات فرما کر ایک رات سے زیادہ نہ رہیئے گا یہان چلے آیئے گا

اور مین دروازہ اپنے طلسم ظلمات کا کھلوائے دیتا ہون ہمیشہ اسی سے آمد و رفت رکھیے گا یہ مقام اور طلسم ہوشربا اس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہین کرسکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر آ نہین سکتا اب مین وہ راہ کھولے دیتا ہون لشکرون کا آنا جانا اُسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی بران ہر وقت ہمراہ رکاب رہیگی مین بھی بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا اب آپ تشریف لے جائیے بسم اللہ دیر نہ فرمائیے وہان مقابلہ شروع ہو گیا ہوگا یہ کہہ کر بران سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچاؤ تم چلی آنا سرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد اور سلیمان جادو کو لشکر دیکر بصد کر و فر آپکے ساتھ کردینا ملکہ نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ مخمور کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب ہوگی اُنکا جی چاہے یہان رہین جی چاہے لشکر مین جائین ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے ۔۔۔ مبارکباد نکلی ہر زبان سے
بہت راضی ہوا مسرور و خرم ۔۔۔ کہا ممنون بدل ہین شاہ کے ہم
مناسب ہے نہو کم رسم باہم ۔۔۔ بہر صورت رہے ہر وقت ہر دم
کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ ۔۔۔ جو کچھ درکار ہو کرنا بھر آگاہ
کہ طرز دوستی جاری ہے روز ۔۔۔ ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چکے بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا اور بران خواجہ کو وہان لیکر چلی اُس باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھی ایک دروازہ رفیع الشان و بلند بر تر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچ کر سحر پڑھا کڑ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھیں بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریاے زخار کے اپنے تئین پایا کہ پانی اُسکا لطافت و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا صفا مین بسان چشمۂ خورشید تابان تھا قریب اُس بحر عمیق و بے پایان کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اُس باغ کی دیوار پر ایک پُتلا سونے کا بیٹھا تھا شست ہاتھ مین لیے تھا ایک سرا اُسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اُس دیوار باغ پر برابر پتلے کے پہونچایا اور پُتلے سے فرمایا کہ ارے موے تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نہ کرلینا بولنا نہین تو مجکو دیکھ کر ہنسا کیون ابھی جل جا اس کلمہ سے اس پتلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے وہ ڈور آپ لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسپر جان فدا کرے مردم چشم چشم دہر اسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا تا فلک برج سیمگین اُسپر سے تصدق اُتار کر دریا مین چھوڑتا سرطان کا رہنا ترک کرکے اُسی کے عشق مین پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی ڈور کو ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اوچھلی ہوئی اُس وقت دو پنجے پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ مین لیے تھے اُنھون نے اُس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا اور مچھلی نے دم اژدہا کی طرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا آیات پنجہ نے اس جام پر سرپوش ڈھانک دیا مچھلی بند ہوگئی ملکہ وہ جام

ہاتھ مین لیکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُتری اور ایک جنگل مین آکر اُتری کوسون تک وہ صحرا سبزہ زار نظر آتا تھا جناب خضرؑ کا دل وہین رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت مین تھی گویا صفحۂ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس غدیر کے سبزہ لگا تھا طغرائے خسرو بہار بنام مردمان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سایہ فگن تھا مے کشون کی جان وہ بن تھا رندون کے لیئے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہوائے سرد سے پانی کا لہرانا زلف لیلی کا پیچ کھاتا نظر آتا میخوار کا دل جسے دیکھکر لہراتا نظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش	سبزے سے زمین تھی پرنیان پوش	بادل کا ادھر اُدھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا	کوئل کی وہ کوک مور کا شور	بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کہتے تھے پپیہے کھول کر جی	ہر شاخ پر بیٹھکر وہ پی پی	ساقی سحاب نے بصد آب
مینائے فلک سے وہ مئے ناب		

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہو کر پکارا کہ اے سیلان جادو وائے باران جادو حکم شاہ گوکیب ہے کہ ہمراہ خواجہ عمرو بہر جنگ صنعت و افراسیاب جاؤ یہ صدا دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی مین تلاطم ہوا ابر اور نہر دونون ساحر بن گئے ملکہ نے وہ جام مچھلی کا اُنکے حوالہ کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بن کر روان ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے مٹتی ہوئی اُسپر ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے نیچے نیچے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہان ٹھہر کر ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے بحر بن جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ و ملکہ کی بموجب حکم بادشاہ ہمنے کی ہو اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یہ کہتا تھا کہ وہ رہ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوا کہ سب جھولہائے زرین سے آراستہ فیلبان پگڑیان زنگار رنگ کی سر پر باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علمون کو جلوہ دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو باجے اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب اُنپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غلغلہ چار دانگ عالم مین پھیلا ہوا دُنیا کا دل دہلا ہوا ہزار ہا نقارہ اُنپر دوال پڑتی نقارۂ چرخ کے شق ہو جانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحرون کا اور جادوگرنیون کا لشکر پیدا ہوا کہ جادوگر وجیہ و شکیل مرکبہائے پرند پر بعض سوار بعضون کے زیر ران شیر و پلنگان مردم آزار بعض اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا باندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحرہ حسین و کمسن لباس زرتار پہنے ماتھے پر قشقے صندل و سیندور کے لگائے جھولیان بادلہ نگار رنگون مین ڈالے طاؤس و ہما و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زردوزی مین لدی جواہر کی پتلیان معلوم دیتین آپس مین چھیڑ چھاڑ کرتین طرفہ تر رنگ دکھاتین کنکھیون کو پہاڑ کرتین صحرائے پُرخزان مین ظاہر بہار کرتین نکل گئین پھر ماہی مراتب جلوس سواری سامان تزک اور باد بہاری پیدا ہوا پھر غول نقیبان خوش آواز کا نکلا اور ہزارہا بلیادول و چوبدار صدائے طرقوا دیتا گذر گیا پھر چالیس ہاتھی زنجیرہ بند کیئے ہوئے اُنپر ایک تخت گوہر آگین اور طاؤس ہر پایہ پر اُسکے جواہر کے بنے ہوئے ظاہر ہوئے ہمراہ اُن فیلان فلک شکوہ کے ساٹھ ہزار جوان سہراب وقت و اسفندیار زمانہ تھا کہ

ہتھیار ہر ایک تن بر سجے اوجھی بنے مرکبہائے تازی پر سوار اپنی چھلبل دکھاتے مونچھون پر تاؤ دیتے ہر ایک سے نوک جھوک کی لیتے کڑیان زرہون کی کڑکتین اسلحہ کی چھاچاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت نہال ارجمند سب سامنے ملکہ کے پہونچکر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیۂ شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جس کا ہر ایک شاہجہان محتاج تھا قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم کہنا چاہیے جسم مین پہنائی لگے بازوون پر اور مالے گلے مین پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عطایئ شاہ موقع سے یہ کام لینا اور ایک رات سے زیادہ وہان نہ رہنا چلے آنا اور جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب مین تمھین دیتی ہون اس پر سوار ہو کر کہنا کہ مجھے طلسم نور افشان مین لیچل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہے تمھین لے آئیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک گھوڑا ساز و یراق مرصع سے آراستہ طرارے بھرتا خوش فعلیان کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا خرام ناز اپنا معشوقان خوش رفتار اسیر سے تصدق کرتے بال کی بٹی ہوئی کاکل پر زلف پرخم کی پھانسی لگا کر مرتے کیا کیا صفت اسپ جہان پیما کی بیان ہو سمند قلم عرصۂ مدحت طے کرنے مین لنگ ہے شبدیز زبان کا میدان مین چلنے سے عرصہ تنگ ہے اُس مرکب کو ایک پتلا سحر کا شاطر بنا ہوا اگلسا ریر لگائے گھوڑا دہانے سے کھینچتا جا کر قائزہ کیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک پتلا لایا اُسنے یہان لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش اپنا کھویا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھیون کو بٹھلوا کر تخت طاؤسی پر سوار کیا اُنکے سوار ہوتے ہی ہزار ہا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر کے باجے ایکبار بجے کہ گوش فلک کر ہوا تا قوس دھنٹے ساحرون مین بجے روح جمشید و سامری زیر زمین کانپ گئی غلغلۂ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ ہم بحرین جادو واب جو دیکھا تو ایک ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ حباب ہاتھ مین لیے تھی اُس کے آنے کے بعد پھر و بنگاہ لشکر پیدا ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدہون پر لدی خواجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل وعرادون پر سنگین چوب خیام لشکریان وغیرہ لیے ہوئے آئے خواجہ کو قلب لشکر مین فوج نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ سامان بعظم وشان آگے بڑھا اُسوقت باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اُس لشکر کے رواں تھا لشکر پر عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا
بجا نقارۂ رخصت برابر
گھٹا اُمڈی ہوئی تھی آسمان پر
کہین آتش کے شعلون کی لپک تھی

پئے تسلیم سب نے سر جھکایا
بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ اک سو
سیاہی سی تھی رخسار جہان پر
چلا القصہ وہ لشکر بصد جاہ

سلامی کے لیے توپین ہوئین سر
اُسی جانب کیا ہر خیل نے رو
گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ لے ہر سپہر عیاری تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا اللہ یا ور و مددگار رہے جائیے اور لڑائی فتح کیجیے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چل کر

تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی وہان سے بالکل کافور لشکر اُس اندھیرے مین اس طرح روان تھا کہ جیسے روشنی مین چلتے تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہو کر ہر سمت آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہین یہ بران نے مجکو کس مصیبت مین پھنسایا اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی آئی اور پردے ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے تمام دُنیا روشن کردی خواجہ نے دیکھا کہ اس چاند سے چہرہ نورانی ابن ماہ منیر آسمان ساحری فلک افسونگری کی مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دکھائی دیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم بران شمشیر زن خواجہ گھبرانا نہین مین آپکے ساتھ ہون یہ کہکر وہ چاند مثل ایک خط کے لبسان شعاع نیر اعظم ہو گیا اور وہ لکیر جدول آب نور ہو کر دور تک روان ہوئی پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور کچھ دیر مین تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا مین داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی اور اُسمین سے صدا آئی کہ خواجہ ابتک تو مین آپکے ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہون خدا حافظ و ناصر یہ طلسم ہوشربا ہے آگے آپکا لشکر آپ کو ملیگا یہ کہکر وہ قمر بھی نظر سے نہان ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والونکا سُنائی دیا کچھ دور اور جو بڑھے لشکر مہرخ نظر پڑا دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ پڑاؤ پر آکر فوج مسلمانان پہونچی ہے مگر یہان بھی کوئی صورت بچنے کی نہین ہے کل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے آسمان پر سے پتھر پڑ رہا ہے خیمہ و بارگاہ سب برباد ہین ہزارہا لاش پڑی ہے فرش مُردونکا بچھا ہے جو لوگ کہ زندہ ہین اُنکو پیام مرگ پہونچ رہا ہے سر ہر ایک کا شق دلین مرنے کا قلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے شعلہ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی تخت اپنا آگے بڑھایا اُدھر مہرخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان نشان لشکر پر جو نگاہ کی جان نکلگئی سمجھی کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا بس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہے برق فرنگی نے کہا ٹھیک اب سب مارے گئے اے ملکہ ذرا تامل کرو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اتنے عرصہ مین عمرو نے لشکر مین پہونچکر نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سُنا اور روئے زیبائے خواجہ دیکھا شادان و فرحان کلاہ اُچھالتا دوڑا اور ملکہ مہرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نور افشان سے خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر انھین کا ہے یہ سُنکر ہر ایک سردار کے جسم مین روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچاتی پھرتی تھی یہ مژدہ عیارون نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ مین خواجہ نے ایک گوہر نکال کر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر گرگڑا کر لشکر ملکہ مہرخ پر سے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جا کر پتھر برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور سحر پڑھا کہ وہ ابر دھوان ہو کر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا ہوا یعنی وہ چوب عود مثل نارنج چرخ دیکر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین مین غرق ہوگئی ورنہ سر اُڑ جاتا خواجہ نے مہرخ کو للکارا کہ ہان لینا اس قحبہ کو اس اثنا مین صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسّی ہزار تیغہائے سحر و حربہ ہائے دیگر پکڑ کر اُس پر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سُنکر عیارون اور مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جادوگرون مین غریو ہوا

کرہم عمرو کی کنیزین ہین یہ نعرہ کرکے ہر ایک جو صنعت پر گرا اوسنے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ جام جسمین تصویر بنی ہوئی تھی نکال کر سامنے کردیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہوکر گر پڑا اور فوج نے صنعت کو آلیا اُسکا لشکر بھی آگرا پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

یہم چلنے لگی شمشیر خونریز
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور

لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز
ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس

صدائے قتل نے ہرسو کیا شور
ہوئی مشکل کشیدن چند انفاس

صنعت نے جوش غضب مین آکر زمین پر دوہتڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہہ منظر و سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولا خس کا ہاتھ مین لیے تھا صنعت نے اُسکو دیکھکر ہاتھ اونچے کیے اوس ساحر نے وہ پولا اپنے مشعل آتشین سے جلا کر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریاے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہوکر چلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رُکے اور پناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجین اس بحر کی تا بکرۂ نار جاتی تھین فلک اپنے پورانے جھوپڑے کو بچانے کی فکر مین تھا شعاع آفتاب کے تنکے جلجاتے تو عجب نہ تھا وہ کون سا اوس بحر کا شعلہ تھا جو برغضب نہ تھا عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم مین سارا لشکر میری جانب کا جل جائیگا پس اسی وقت اس نے بھی ہاتھ اونچے کیے فی الفور دو ساحر پیدا ہوے کہ ہاتھ مین کاسۂ زمردین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے ایک ساحر نے اس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پر بچیرہ تڑپ کر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹ کر پانی ہوے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریاے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپ کر اس بحر عمیق مین گئی پھر تو وہ دونون ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلان و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا مین سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پریزاد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا زمین پر وہ بحر روان ہوا پھر تو دریاے آتش ساحرہ بجھنے لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونون بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اُٹھتی تھی دریا بھی صنعت کی طرح شیخی بگھارتا تھا ابر چھایا ہوا تھا مینہ موسلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا مین روئے تھے اُنھون کے اشکون کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل رویا تھا نالان ہوکر
آپ کیا جانین حقیقت کو مرے رونے کی

الموَلف
دیگر

اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر
حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف

دم بھر مین وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوحؑ بھی ایسا نہوگا تا فلک بر و بحر نے بمصداق دعاے نوحہ کنندگان لشکر کہ (رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضاے آیہ کریمہ (و فجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ یم بے پایان ملجائے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کہ ناؤ اور جہاز آ گئے اُسوقت وہ دریاے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت مین وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہر چند سب نے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا

صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اُس کے سپرین سحر کی سایہ کیے تھے کہ اُسپر منیھہ نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر مین دریا کے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحرون کو نظر نہ آیا جان بچا کر کنارے اُس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریاے سحر ہوے اُسوقت عمرو نے زیر تیغ رکھ لیا ایک دریا سحر کا جاری تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین غوطہ ڈوب کر اُچھلتے تھے سوس و مگر و نہنگ اوچھلتے معلوم دیتے تھے دریا بھی مینڈھے لڑا رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا بیرون کا غل کرنا تیغ ترسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا اے قہار ذکر کرنے سے اسوقت کے خوف ہوتا ہے ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہو گا تلوارون کی لہرین تھین سپرین سنگ پشت بن گئین تیرون کا مینھ برستا تھا ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا
کہ جسمین اس طرح تھا قہر برپا
اُٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی
جسے دیکھے سے رنگت سب کی بدلی
گھری وہ ہر طرف سے سب پہ یکبار
قدم اُٹھنا ہوا اُسوقت دشوار
نہ وہ جرات نہ وہ ہمت نہ وہ زور
زمین و آسمان سے اک اُٹھا شور
غرض کہان تک عرض حال کردن

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر برق گیا اور مہرخ کو لوگ بمنت تمام کھینچکر کہ اے ملکہ ایک دن کے سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیجیے گا میدان سے ہٹاے گئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان بچا لیگئی لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر پڑاؤ پر گیا برق و سب عیار اور مہرخ مع جملہ سردارون کے خدمت عمرو مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ سے ملحق ہو کر لشکر خواجہ کا اُترا وہ ایرگھٹ کر ایک ملک بنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پریزاد اوسی دریا مین رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین تشریف لے چلیے وہان سب منتظر قدمبوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی بھر کوکب پاس جانا ہے ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور پہلے خیمہ شکیل مین جا کر ملکہ بہار کو بیہوش پا کر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش مین آئی اور خواجہ نامدار سے اُٹھ کر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آ کر بیٹھے جلسہ جم گیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا کاشانہ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہان ٹھہر کر خواجہ اُٹھے اور سب سردارون کو ساتھ لیکر اُس بارگاہ کی طرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوے یہان آ کر جو دیکھا تو دریا سحر جاری ہے ماہی پریزاد غرق دریا ہے خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر اوترا ہوا ہے قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک نمگیرے مین جھالر سلک گوہر کی ہے خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی ہے وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے ذیکل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی گسترد ہین صحن بارگاہ مین جال موتیون کا نمگیرہ کی طرح کھنچا ہے اُسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہے کئی سو زینہ کا ہے سامنے بارگاہ

کے بازار کھلی ہے ایکطرف سُنہری ایک سمت روپہلی ہے دوکاندار لباس اوسی رنگ کا پہنے تھے چھڑکاؤ ہورہا تھا دھوم دھام ہرطرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہرایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اُنکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تم نے عیارزمان کین حقیقت مین یہ کھاتین مجھکو بھی نہ سوجھتین تم نے میری عزت رکھلی حق تعالیٰ اگر شاگرد او رفرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے مجھکو دمبدم کی خبر تمھاری پہونچتی تھی غرض بعد دلجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہے مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدا نے آجتک تمھارے تصدق سے عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اسکے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہوجائیگا یہ کلمہ سنکر برق عیار ہنسا عمرو نے اوسکے ہنسنے پر کہا اے فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالوگے برق نے کہا یہ سب آپ ہی جوتیون کا تصدق ہے فی الجملہ یہان تو ہرطرح کا ذکر و اذکار ہورہا ہے ہرشخص داد عشرت دیتا ہے لیکن لشکر حیرت کا حال سنیئے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیار بچیان صرصر اور صبا رفتار پہلے بھی بُلاکر ڈانٹی گئی تھین کہ تم سے کچھ نہین ہوسکتا عیاران اسلام کار ہاے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھ کر عیاریان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سُنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کرکے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیئے پس صرصر اول تو دوڑکر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ افسر لشکر ہر مقام پر اوتری ہوئی تھین انمین سے ایک دوجادوگرنیون کی صورت صفحہ خیال پر منقوش کرکے اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ روغن عیاری سے لگا کر اُس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندور بھرا قشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری ہوا ہے ٹیکا ماتھے پر لگاتھا یا حسن کا ٹیکا اوسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رُخسار پر اونکے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روے تابان غازۂ گلگونہ لگاکر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک طبق بھر کر گوہر انجم بہر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اُس جلوۂ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ

غزل

جامہ زیبی کی ادا سرو صنوبر مین نہین	کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر مین نہین	آب و تاب ایسی فلک کے کوئی اختر مین نہین
وہ جواہر ہی نہین جو تیرے جھومر مین نہین	دھوم ہے اے یار تیرے حسن دہر آشوب کی	خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین
جانتا ہے جس نے چھوڑا اُنکا پانی پی لیا	ایسی تیزی تو اب حوض کوثر مین نہین	نقش پاے یار کو تعویذ تربت کیجیے

آئینہ اس طرح کا گور سکندر میں نہیں | قدر کھوئیں گے جواہر کی لب و دندان یار | رنگ ایسا لعل میں اور آب گوہر میں نہیں

جب اس سج دھج سے آراستہ ہو چکی چار سو کنیزان گل پیرہن رشک سمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پریفن کے لباس و زیور سے درست کرا کر اپنے خیمہ سے نکلکر پہلے صحرا میں آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہو کر داخل لشکر عمرو ہوئیں اور اسی طرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہو کر لشکر میں آئی لشکر عظم و شان و جاہ و جلال دیکھ کر ان کو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار در بارگاہ پر استادہ ہوئی یہاں جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کو کب سے آئے ہیں کسی کو پہچانتے نہیں وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہرخ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہیں پس یہ سمجھ کر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہاں سرداروں کا ہجوم تھا مبارکباد کی دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ تزک و فر یہ عظمت دیکھ کر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیاروں کا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ میں یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات میں لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑے جاؤں ادھر تو یہ فکر میں تھی اُس طرف خواجہ نے باتیں کرتے کرتے جو گردن اُٹھائی سامنے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا از بسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہیں نگاہ اول یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اُسکو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی گویا دیکھا ہی نہیں مہرخ سے مخاطب ہو کر باتیں کرنے لگا اس عرصہ میں صرصر ادھر اُدھر ٹہلکر کتراتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اُسکو نہ دیکھا پیچھے مڑ کر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس راہ کترا کر فوراً مثل باد صرصر کے دربارگاہ پر پہونچی اور وہاں ٹھہر کر سوچی کہ تجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ یونہیں پھر کر اُسنے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچ کر پھر کرسی اور دنگل کے پیچھے سے ہو کر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پرچھائیں پھر دیکھی سمجھا کہ صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تم نے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہے کہ عیاری کرکے گرفتار کرو یہ تجویز کرکے بنظر خیال اوس جگہ کو خوب ذہن میں کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا اور ہزار جادوگر جو حاضر تھے اونکی جانب مخاطب ہو گیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اُسپر رکھ لیا اور ایک گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اس لیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکر بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کرکے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی آیا صرصر سنبھلکر چاہتی تھی کہ جست کرے اسنے کمند آصفہ با صفا ماری کہ حلقہ اسکے گردن و کمر میں صرصر کے پیچیدہ ہوئے اُسنے چاہا کہ جست کرکے حلقوں سے نکلوں اسنے جھٹکا مارا کہ وہ الجھ کر گری یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران کرسی پر سے اٹھ کر نہیں معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبا رفتار کھڑی تھی اُسنے کچھ نہ کہا نہ سُنا آتے ہی کمند اوسکے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہیں اسکے کمند میں اپنی غفلت کی وجہ سے الجھ کر گری اُسنے گود میں اٹھا لیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہاں جب عمرو نے صرصر کو اسیر کمند کیا تو اوسکے ساتھ کی چار سو کنیزیں کہ سب عیارہ اور ساحرہ تھیں لینا لینا کہکر دوڑیں لیکن یہاں ہزاروں ساحر تھا سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ سب کو

اسیر کرلیا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود مین اُٹھایا اور رخسار پر
بر رخسار رکھکر کہا جانی میرے آنے کی خبر سُنکر مجکو دیکھنے آئی تھین صرصر نے کہا ارے موئے مین تجکو کیا آگ لگانے
آئی اے عمرو واسطے اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتین نکر مین شہنشاہ کے یہان سے نکالدی جاؤنگی اور ارے
بے غیرت تجکو شرم نہین آتی کہ سب کے سامنے مجکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا اے پیاری عشق مین غیرت پانی پانی ہوکر
بہ جاتی ہے کہ بیت عشق ناقام ست باشد بستہ زنجیر خرم • پنجۂ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست صرصر نے
کہا مین تیرے عشق پر جھاڑون پھیرون موئے خدا کرے تیرا منہ سڑ جائے جیسے تو نے مجکو پیار کیا ہے عمرو نے کہا
اب مین یہان تو ایک ہی رات رہونگا تجکو طلسم کوکب مین بھیجدیتا ہون کل مین بھی آؤنگا تیرے ساتھ مزے
اڑاؤنگا پھر جب یہان آؤنگا تو ساتھ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مزے کو جھلسا کیا مین ناٹھی نگوڑی ہون جو
تو مجھکو وہان بھیجدیگا خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا کیا منہ ہے جو تو مجکو بھیج سکے عمرو نے اسکو
گرفتار کرکے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو مہتر قران لایا یہ دونون قید ہوکر بیٹھین اور عمرو نے ایک سردار
اپنے ہمراہیون مین سے تجویز کرکے حکم دیا کہ اے ہمارے خوش چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نورافشان مین لے جاؤ
صرصر یہ حکم سُنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ اے عمرو مین اوس طلسم مین جاکر وہ عیار بیان کرونگی کہ تیرا اسپ کھیل
بگاڑدونگی شاہ کوکب تجکو نکالدیگا عمرو نے کہا تو مہلت کب پائیگی مین دن رات اپنے پہلو مین تجکو رکھونگا
میرے تیرے اقرار یہی تھا ایک دن مقابلہ ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب مین تجکو زیر
کرچکا تجکو کنیز بناؤنگا صرصر گالیان دینے لگی عمرو مضحکہ کرنے لگا یہان تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال
افراسیاب سنیئے کہ صنعت کو اجازت حرب دیکر آپ بیابان نرگس زار سے باغ سیب مین گیا اور وہان سے
پانچ چار پتلے روانہ کیے کہ خبر جنگ مجکو لاکر دین پتلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ پتلے خبر لیکر
شاہ طلسم پاس گئے اور پکارے کہ بڑا ستم ہوا وہ ماری گئین بادشاہ سمجھا کہ مہرخ کو یہ کہتے ہین کس لیے کہ پہلے
سے کہہ رہا تھا صنعت نے سب کو غارت کردیا ہوگا غرضکہ پتلون سے پوچھا ارے کون مارا گیا اُنھون نے
کہا حضور صنعت نے جاکر لڑائی فتح کی تھی مہرخ و بہار زخمی ہوئی تھین لشکر سارا تباہ و برباد ہوگیا تھا
بارگاہین جل رہی تھین کہ عمرو عیار طلسم کوکب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا اسنے یقین ہے کہ صنعت کا
کام تمام کیا ہوگا جب لشکر ملکہ مذکور کا برباد ہوچکا تھا اوسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سننا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور
کہا پتلے حرامزادے بھی لشکر حریف سے ملگئے ہین جب ہوتا ہے اودھر ہی کی فتح بیان کرتے ہین مین ان سب کو
جلاؤنگا یہ کہکر باغبان وزیر ساتھ تھا اُس سے کہا ان پتلون کا بیان میری سمجھ مین نہین آیا تم مفصل دریافت
کرکے حضور مین عرض کرو باغبان پتلون کو علاحدہ لے گیا اور مفصلاً ومشرحاً جملہ کوائف جنگ دریافت کرکے
خدمت بادشاہ مین آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سُنکر آگ ہوگیا اور گویا ہوا کہ اس مردصحرائی کو کب کی قضا ہی
آگئی مین بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو تو کس عذاب الیم سے

اوسکو ہلاک کرتا ہون خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم لبسان مجنون جبری دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز کی کہ ایک نامہ لکھ کر کوکب کو سمجھاؤن بعد اسکے پھر اُس کے ملک پر فوج بھیجون یہ سوچ کر **باغبان** سے کہا ہرچند کوکب میرا دشمن صعب ہے لیکن مجکو حجت ختم کر لینا چاہیئے اور اکی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دار کرکے روانہ کرون کہ کوئی راہ مین اُسکو قتل نہ کر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف ے نامۂ سابق جو بدست **قرطاس** مین نے بھیجا تھا وہ اسکو پہونچا نہین یہ کہہ کر ایک بیضہ کمر سے نکالا اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر **طاق طومطراق** **دندان** جادو نام رہتا ہے واقعی ابلیس کا بچہ ہے یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم پر اُسی ساحر پاس پہونچا تخت ابلیس شیطان کا پانی پر رہتا ہے اس طلسم کے زمین کے نیچے بھی طلسمات ہے دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے انشاءاللہ بروقت فتح طلسم اور داخلہ شہزادہ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اُس کے پاس پہونچا وہ سمجھ گیا کہ **افراسیاب** نے مجکو بلایا بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقۂ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار گرز ہاتھ مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کی طرح کھڑے ہوے سر کرختگی مین نکلے کی طرح تھے منھ کالا قد بالا کریہہ منظر بے حمیت و خود سر انتہا کا جاہل مست ولا یعقل شرافت اُس سے منزلون دور

تہذیب و ادب اُس سے نفور کہ بموجب **ابیات**

اک انسان تیرہ رو اسمین سے نکلا
لب بالا فراز دوش پایا
نہ داغ ایسا کہ انگارہ سا روشن
زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر

زیادہ نخل سے قد طول مین تھا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
اسی صورت سے سب کیفیت تن

لب زیرین نے سینے کو چھپایا
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے **طومطراق** ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کسی کو نہ دینا اور اُسکے ظلمات کی طرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ دبنا اوسنے عرض کیا کہ سُن لیجیے گا جس طرح مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اُسے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے عنبر و مشک مداد مین حل کر کے تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختۂ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہار لگایا

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل بر مضامین جلالت آگین جانب کوکب روشن ضمیر خوش آئین و پر تمکین للمؤلفہ

اوصاف مین ساحری کے تقریر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر
پونے دو سو کی ہے خدائی

کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر
کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے
کب کفر سے سب کو ہے جدائی

یون کلک دوات سے ہے منھ پر
سرمست ہو کلک اسی صفت سے
ابلیس کے سب یہی ہین نائب

اللہ کی بندگی سے تائب
کیا ان کے بیان ہون اوراوصاف
اے ساحر ذی تبار و ذیشان
دُرِ خوش آب بحر شاہی
شاہنشہ بر و بحر پر از جوش
خدمت مین ادا انھاری کر کے
جادو کے ہین جسمین مہر اور ماہ
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
جادو ہی کی جسمین اُٹھتی ہے لہر
کیا آئے گا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جائے
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
بتلاؤن شمار فوج کس سے
ہر اک جرار وصف فگن ہے
زور و قوت مین سب یگانہ
آگے اب کیا لکھون بڑائی
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد کو تمھارا
ان باتون کو سوچ کے سمجھ کے
جلدی بھجوا دو پاس میرے
جس نے معبود ان کو جانا
اظہار ہے حال دل بس اب صاف
گلدستۂ بزم شہریاری
غواص محیط آشنائی
جو رسم ہے دوستی کے شایان
یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے
وہ باغ ہون جسمین سحر کے گل
وہ نخل ہون جس کے پھل ہین جادو
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
میرے سائے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آئے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھون مین شان لشکر
اشجار زمین کہان ہین اتنے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
سہراب توان و پیلتن ہے
اُگلین دم جنگ ایسا وہ زہر
مین چاہون تو خود کرون خدائی
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہے مجکو یا ذیشان
حجرے مرے پاس ہین بلا کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہم سے
بس ختم کلام ہے یہان پر
رسم جادوگری کو مانا
اے شاہ طلسم نور افشان
رونق وہ باغ کامگاری
فریجاہ و عقیل و صاحب ہوش
ممکن نہین جس کا ہم سے پایان
وہ چرخ بلند ہو نہین اے شاہ
بھوے ہین ہزارون بے تامل
وہ بحر ہون جسکی موج ہے قہر
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہے
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب ہو جائے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آئے
شیران زیان سگان لشکر
ذرے نہین اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہین سحر مین نادر زمانہ
آنے لگے اژدہون کو بھی لہر
کب چاہیئے تمکو مجھ سے لڑنا
تم اُس سے نہین ہو کچھ خبردار
چاہون تو ابھی طلسم سارا
کب ٹل سکین وہ بھلا کسی سے
اوس دزد عمرو کو قید کر کے
اقبال سد انھار ایا ور

یہ مضمون لکھ کر مہر شاہی سے منقش کر کے طمطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر مرخص فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدرہم لیکر چالیس ہزار ساحر سے بحشم و خدم روانہ ہوا اژدرہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہین اور اصل مین کوئی اژدر نہو غرضکہ بعد اس کے رخصت ہونے کے افراسیاب پاس دُو پتلے خبر لیکر حاضر ہوئے اور بعد بجالانے

دعا وثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ صرصر وصبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہے اور اُنکو طلسم نور افشان مین بھیجا چاہتا ہے یہ سُننا تھا کہ غضب بادشاہ بطاری ہوا اور سوچا کہ عیاریچیان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس اسی وقت سحر پڑھکر پکارا کہ اے ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روے ہوا سے اوترکر سامنے آیا اس ساحر کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ بروے ہوا اوڑتا رہتا ہے اور پرواز کرکے سناٹے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہے پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر وصبا رفتار قید ہین اُن اوٹھالاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سناٹا بھر کر روانہ ہوا اور آندھی کی طرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب بارگاہ خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان اُنکو بھیجین اس اثنا مین ایک آندھی تیز وتند آئی عمرو و کمند آصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالہ ہما کر چکا تھا کہ اُنکو لے جائے پس وہ آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہو گیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین عیارنیون کے پڑا کہ اُٹھا کرلے چلا ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیارنیون کو دیکھا کہ ایک ساحر اُٹھا کر اُنکو بلند ہو گیا ہے اور بڑی تیزی سے جاتا ہے یہ دیکھ کر یہان سے بھی ہزارہا ساحر پر پرواز پیدا کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین چیدہ ومنتخب کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہے اُس کے مقابلہ مین کوئی پرواز نہ کرسکا اور اسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان ہوے اور باران جادو جو ابر بنا ہوا دریاے ماہی پریزادہ پر چھایا ہوا تھا وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جو مثل نہر ایک طرف تو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا کہ جتنی دور تک ہنود گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا کس لیے کہ سنا بھرے جو آیا تو دم چڑھ گیا تھا پس جیسے ہی یہ زمین پر اُترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ اے بحرین جادو یہ چھوٹا جانے نہ پائے یہ سنکر ہنود نے چاہا کہ مین اوڑجاؤن لیکن ایک جانب سے بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا پر اوبھر آئی اور ماہی تیر کی طرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود اُڑنے نہ پایا تھا کہ یہ اُسکے سینے پر لگ کر پشت کے پار نکل گئی اور تڑپ کر پھر دریا مین گئی اودھر شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو کو اندھیرا ہو گیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اوس تاریکی مین عیارنیان تو بھاگ کر درۂ پہاڑ مین چلی گئین اور وہ دھوان لاش مین لپٹا اور اُٹھا کر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اوسی طرح گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیارنیان نکل گئین اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاش ہنود دھوان لیے ہوے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اُسکو دیکھا کس لیے کہ یہ جو شکست کھا کر بھاگی تو صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ بھگیلی فوج اُسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جاتے دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اوترآئی اور بسبب سحر کے حال اسکے قتل کا معرض بیان مین لاے یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اُٹھ کر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جا کر پہونچی اور حال قتل ہنود اور

اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اُسی وقت اوٹھا کہ اس ناعیار عمرو مکار کو ابھی جاکر نہ گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران نرکھا پس بحالت غضب شعلہ بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کی طرف چلا یہ تو ادھر سے چلا ادس طرف کا حال سنیئے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا کر جو پھری تو اُسی راہ سے قلعۂ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول نہ غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد رخصت عمرو سریر جہانبانی پر دار الامارۃ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن بیضہ عقاب جمشید طلب کرکے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھ کر خوشنود تھا یہانتک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اُس بیضہ مین دیکھا اور راز بسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہے یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے آئیگا پس یہ دریافت کرکے فوراً اسنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری وائے سپہر عظمت و کامکاری آپ مجھ سے وعدہ ایک روز کا فرماکر تشریف جانب لشکر لے گئے تھے گو وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب یہ ہے کہ بعد ملاحظہ نامۂ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہوجیے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا ہے تو پھر چلے جایئےگا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہے لازم ہے کہ اس نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمایئے زیادہ شوق ملاقات و بس۔ یہ نامہ ایک پنجہ کو سحر کرکے دیا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لے جا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر اُس پر کوکب کی دیکھی بصد شوق وا کرکے مضمون پر واقفیت پائی اور مہرخ وغیرہ سردارون سے کہا کہ خدا حافظ لو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجکو طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کردیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہوکر آنا یہ راہ ظلمات سے آگاہ ہے تمھین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا پس اوسی مرکب کو آراستہ کراکر طلب فرمایا اس عرصہ مین سمند روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دست سپہر طے کرکے مغرب کے تھان پر گیا کہ بموجب

ابیات

یکایک مثل بخت ناتوان مین
نگاہون سے چھپے سامان افلاک
ہوا خورشید پھر محتاج تسکین
رواے شام پھیلی جانب خاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر تو آپ جاتے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپنے کھانا نہین نوش فرمایا اسوقت کچھ تناول کیجیے خواجہ نے اُنکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان دیا و بریان پر اغذیہ لذیذ و طعام شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے ادسطرف کوکب نے آمد خواجہ مین دیر ہونے سے پھر بیضہ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ کے آنے مین توقف کیا ہے اور افراسیاب اپنے مقام سے اُنکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہے یہ معلوم کرکے اپنے سردارون سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ اے قیصر جادو

اے نسران جادو اے فلان و فلان تم مین سے کوئی ایسا ہے جو افراسیاب کو جا کر روکے اور عمرو کو بچاوے کس لیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہے اور اب کی اسیر ہوا تو مارا جائیگا یہ کلمہ حاضرین دربار سنکر عرض رسا ہوے کہ آپکے ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہم سے رک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کی طرف چلا لیکن افراسیاب مثل شعلہ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور آگے بڑھا پچھلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گران تھا کہ جتنی بلندیان روے زمین کی تھین سب اسکے نیچے تھین خیمہ و خرگاہ و چبوترہ و دکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اس پہاڑ کے دب کر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اس کے عکس سے تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہو کر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا دل کوہستان اوس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھ کر اضطراب گاو زمین کی اس نگرانی سے کمر ٹوٹی جاتی لنگر اٹھانے کی تاب لاتی قلہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہو جاتا تو عجب نہ تھا دل رعد و غبرا مین پیکان خار غم یہ کوہ گڑا تھا پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درۂ کوہ سے چیتا نکل رہا ہے مگر وہ چیتا ہے کہ جسکو دیکھ کے اسد چرخ چونکا اور چیتا ہے ضیغم چرخ چکرانا کیسا اس کے سامنے سے مثل سگ دم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاو آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایکہی نوالہ ہے نوج فلک کو خیال تھا کہ مین طعمہ بنا چاہتا ہون اس صورت مہیب کو دیکھ کر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے پیلتنون کو غش آئے ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوے کہ مور بنگئے دہشت سے صاحب زور روباہ بنگئے دل ہر ایک کے دو نیم تھے گرفتار رسن بیم تھے نظم

وہ پچھلا دھڑ تھا اسکا کوہ آسا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
بشکل قصد آ پہونچا وہ نزدیک

شب آسا ہو گئی تاریک دنیا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
ستمگر تیرہ دل بدخو ستمگار

بشکل رنگ زنگی اسکو پایا
فلک گر دیکھتا اسکو نہ جیتا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک

جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان ساحران اژدر صورتان اسیر لینا لینا کہکر چلے اسنے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ذیان صحرا مین دم دبا کر کتے کی طرح کچھارے رد بغار لاے سیمرغ قلۂ قاف مین پھڑ پھڑا گیا نسر طائر سپہر کو آشیانہ افلاک مین غش آ گیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہو کر فرش خاک ہوے دل سینون مین چاک ہوے لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی باران جو ابر بنا ہوا دریاے ماہی پر سر او پر چھایا تھا گرجتا گرجتا جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھے جاے گا باران کا زہرہ آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستہ

طلسم نور افشان مین ان کے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادوان نے مارا تو ایرسمٹ کر شکل لکہ مختصر کے ہوکر کنارے ہو گیا اور دریا بھی گھٹ کر حقیر کی طرح بنا افراسیاب نے وہین سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اسکا سر اپنے پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہوگئی تھین کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری و لعبتان چین بیحس و حرکت تھین اور عمرو بوجہ تحفہ ہاے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا پنجہ نے گردن پکڑ کھینچا اور باہر بارگاہ کے لاکر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہون مگر رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا لڑنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہوناچاہتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ بیت وہ آدھا جسم اسکا آسمان تھا؛ فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا؛ پس اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اس تھپڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھ کر ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اسکو پنجہ مین داب کر اس زور سے دھڑ وکا مارا کہ آگ لرز کر پھر زمین مین سما گئی پلنگ نے یہ دیکھ کر ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گیا شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا

اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچون سے آگ نکلنے لگی نظم

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
بشکل مار اک کفچہ سا پیدا
ہزارون رنگ گئے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

لگا چلنے طمانچہ تھپڑ برابر
بلائین آئین پھر چارون طرف سے
ہوے پیدا بھڑے آپس مین اکبار

لپک مثل زبان اوس سے ہویدا
ہزارون ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ

غرض یہ ماجراے ہیبت زا کہانتک بیان ہو کبھی آپس مین لکڑون چلین کبھی طمانچے چلے اوسی گرمی جنگ مین شاہ جادوان نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھول کر سامنے کو کرتے کی اوسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکہ اوتار کر اسکو دکھایا ادھر یہ جھوم کر چلا اور بیہوش ہوا اوس طرف وہ بیخود ہوکر گرا یہ جو بیہوش ہوے زمین سے پریزادین افراسیاب کے نیچے پیدا ہوئین اور دوسرے کے نیچے سواران زرین پوش روے ہوا سے اترے لیکن قران عیار صحرا مین ہمیشہ رہتا ہے اسوقت غوغا سنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا وہ دوڑ آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھ کر خنجر کھینچ کر دونون چلے کہ مار ڈالین مگر پریزادون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی بھری منھ پر شاہ جادوان کے ماری تو وہ اوٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادوان ہوش مین آیا کسی کو اسنے نپایا پکارا کہ اس لشکر پاشکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہے کیا ہلاک کرون یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے

بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک لاف وگزاف کرکے سحر خوان ہوا کہ ہوائے تند کے جھوکے آئے اور تمام لشکر مہرخ وعمرو کا مع سردارون کے ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدۂ شکر خدا بجالایا اور مہرخ سے قران وبرق نے آکر سارا ماجرا جنگ شمیم و پلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ خیر شاہ کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کرے گیا یہ حال سنکر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہین پس ہر ایک بدستور قدیم آباد وشاد ہوکر قیام پذیر ہوا اُدھر شاہ کوکب جو عمرو کو لے گیا تو وہ اس ہنگامہ سے بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوے اُس مکان مین آیا کہ جہان بران رہتی اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے پس وہان آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری مین آکر خواجہ کو ایک کمرے مین پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جبسے کہ یہان مہمان آئے تھے چنانچہ اُس کمرے مین پلنگڑی جواہر کار بچھی ہوئی تھی اُسپر خواجہ کو لٹاکر سحر اُن پر سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر مقام پر چلا گیا دارالامارۃ مین آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد لمحہ کے بران جو اوٹھکر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالہ اوڑھے لیٹا ہی حیران کار ہوکر قریب تر آئی اور دوشالہ اُٹھاکر جو دیکھا تو خواجہ کو لیسنے لیسنے پایا اُسنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا عمرو نے بھی ملکہ موصوف کو دیکھ کہا اور اپنی جائے سکونت کو دیکھکر استعجاب کیا کہ مین یہان کیونکر آیا ملکہ اُسکو متعجب دیکھ کر کہا کہ اے شاہ عیاران آپ متفکر ہون ضرور آپ کو شاہ کوکب یہان لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب نے چیتا بنکر پنجے مین دبایا تھا مین بیہوش ہوگیا پھر مجکو نہین معلوم کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپسے سب کہدونگی اب اس وقت چپ ہورہیے یہ کہہ کر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سائبان زرین مسند پر بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار گل وغنچہ دکھانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی جسکو سنکر عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہے وہان افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اُس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ اے فرزند افراسیاب کا ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اُسکو بلواکر بموجب اس قول کے کہ ایلچی راز والے نیست عزت اوسکی کرنا اور اگر وہ نامہ مخصین نہ دے تو زیادتی نہ کرنا میرے پاس بھیجدینا یہ مضمون فیض مشحون نامہ خیر ختامہ بدر گرامی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی پتلے کو رخصت کردیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسہ عشرت دیا مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گائین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگین ہنگامہ انبساط گرم ہوا جام شراب چلنے لگا اسی جلسہ مسرت مین وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر فرمایا کہ بیت

بنے اختر حباب چشم جانان
نظر آسا ہوے نظرون مین پنہان

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ وملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سپند آسا

بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو دود دل کیطرح اُٹھ کر ظلمات مین جا کر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب بچہ سے برابری کر گیا
جو حال میرا ہوا وہی اسکا بھی ہوا ب سحر ایسا کرنا چاہیئے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین یہ غرق ہے اب چند
کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین کہ امیر بارگاہ آسمان جاہ مین بعشرت تمامتر تشریف
فرما ہین۔ اور لقاے بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہے اور
صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہے چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنے
بیٹھے بیٹھے اوٹھ کر چلا لقا نے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستون کے نعرون سے نیند نہین آئی ہے اسوقت
کسی جنگل مین جا کر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایکہی
مرتبہ جنگل آباد کرنا چین سے پانون پھیلا کر خواب عدم مین سونا ساحر یہ کلمہ سنکر خفیف ہوے اور کہا ہم شاہ جادوان
کے مدد بھیجنے کا انتظار کر رہے تھے خیر اب طبل جنگ بجاؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ
ہرکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنا سے لقا عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر زہر بن قہر نام فرستادہ
شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہے واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے یہ کہکر ہرکارے چلے گئے اور لقا نے منصور
کو ہی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلا گردان ہوا اور
دنگل پر بیٹھا بختیارک سے بھی ملا اوسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار تھے اس لیے
خداوند پر تیل ماش ہونے چلے آئے اُسنے کہا ملک جی گھبراتے کیون ہو آج میرے نام پر طبل رزم بجواؤ کل سر میدان
تماشا دیکھو ملک جی نے کہا جلدی کیون اڑتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوند دیکھ لو پھر آخر تم کہان اور خداوند کہان
اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لا کر جام مے زہر بن قہر کو دیا ناچ
ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا
رنگ + ہوئی کہ ظلمت لباس صاحب ننگ + شام ہوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہرکارے
خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد
ہوا ہے اُسکے نام پر طبل جنگ بجا ہے یہ خبر سنکر امیر نے حسب ایمائے شاہ چالاک کو اشارہ کیا اوسنے جا کر
نقارخانہ سکندری مین طبل سکندر پر ڈوال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہے معرکہ آرائی ہے پس ہر ایک تیاری کرنے
لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گردن کش شمشیر زن وصف شکن اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
اکل و شرب سے فراغت کر کے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوے طول ہر مقام کا نہین اچھا ہے چار پہر رات ہر سمت
شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار +
اڑا اعنقا صفت رنگ شب تار + امیر کشورگیر نماز سے فراغت کر کے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لا کر
سامنے رکھا آپنے تمام تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرما کر باہر مسجد سے آکر خانہ زین اشقر

کو منور و روشن مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلوخانہ بلورین
شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا
حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوے ہزارہا فانوس میناکار اور پنجشاخے دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے
نرگس دانون پر عود برکی کا بکٹا جھنکتا ہوا بسم اللہ کی آواز بلند اسی طرح جب شاہ ارجمند نمود ہوے امیر نے آگے
بڑھ کر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا سوار ہونیکا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوے ہمرتبہ صاحبقرانی جالینس ہم قدم تخت سے
آگے چلے اور تمام سردار تہمتن دگرزان مجرئی ہوکر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوے اب تو
بڑے کرّوفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارون کے غول دھمدھمیان بجلتے شلنگین بھرتے
کمندون کے لچھے باہم چلتے حقہ ہاے بیہوشی اوچھلتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ پلٹنون میں مسل جمائے سوار
رسالون مین گھوڑے برابر ملاے چلے آتے تھے نوبت و نقارے بجتے سقے چھڑکاؤ کرتے نقیبون کا بولنا گھوڑون کے
ٹھہون کی صدا سمون کے کڑاکے کی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز غرضکہ بسبیل اختصار جا لگاہ مصاف
پر یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر مین سر برشاہ زمان قائم ہوا بیلداروں نے زمین رن کی ہموار کی تبرداروں نے
جھاڑی جھنکھڑی کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک وصاف نظر آیا روے شجاعت اُس آئینہ مین ہر بہادر نے
دیکھا اُسوقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کھچا ہوا گرد اون ہاتھیون
کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریاے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہوکر میدان مین آیا ایک طرف سے ساحرون نے پرا جمایا
بلاے جادو سحر کے بنگلہ مین سوار صبا پہلو مین دونون مصروف شغل بوس وکنار ہمراہ فوج بے شمار لیے کوئی گروہ اژدر
سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ ہوے پھر زہر کی آمد ہوئی اُس کے
ساتھ کے ساحر صورتین ڈراؤنی بناے تھے بال ڈاڑھی مونچھ کے ایسے بڑے تھے کہ چہرے اونکے چھپے تھے بعض
اونمین جوگی بنے گیروے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے اولٹے کنگھے سر مین گھرسے لکڑیون پر جھولیان
لٹکاے تونبیان منھ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار سامنے منقل سلگائے ٹکٹی لکڑی کی بناے جوت کا دیا
جلائے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روشن ترسول منھ مین اُترا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا منھ سے تیل نکلکر اوپر
کو چڑھتا فتیلہ تیز ہوکر بھڑکتا اُسکی لو سے تیلا آتشناک نکلتا بھینٹ دے بھینٹ دے کہہ کر غائب ہو جاتا
غرضکہ باین کروفروہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور و شر ہوا میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ ادھر بھی درست ہوکر نقیب
جانبین سے نقابت نکلکر گئے اور زہر نے اپنا مرکب اوڑاکر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب
کی اوس روسیاہ نے گڑگڑا کر فیل پر سے نہیب دی کہ اے بندۂ قدرت تجکو ید قدرت کے حوالہ کیا یہ اس
صدا کو سنکر شاد شاد پھر سوار ہوکر میدان مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھاکر مبارزطلبی کی اس
طرف توسن دمشقیون مین علمون کو جلوہ ملا اور شہزادۂ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اوڑاکر سامنے
تخت شاہ اسلامیان آکر مرکب سے کود پایہ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب بادپیا ڈپٹا کر

قریب حریف جا کر طالب حرب ہوا اوسنے دلمین تو کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر
اُس شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کر کے ان کے
گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اُٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ آکر باندھ لیگئے
پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان اور رزم مین جسکی اجل نزدیک آئی ہو وہ آئے اس صدا
کو سُنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار
صرصر حادثہ تیغ سحر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے
مارے گئے اور از بسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کر کے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر
وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ ہیبت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن
مین چھپایا + شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان
ساحرون پر سے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اُسکی نصیب ہوئی لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر امیر رنجیدہ خاطر
مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب اقدس و اعلیٰ
کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار جاتے ہین اور اون نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑتا ہے تو لاتے ہین۔
امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پا کر روانہ ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست
فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا ادھر لقا نے ساحرون کے لیے
حکم اجتماع جلسۂ عیش و مسرت دیا ہے گا مُئین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب
ناب ہے جلسۂ چنگ و رباب ہے بلائے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہوگئی ہے کیونکہ وہ غائب
رہتی ہے زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہے خوب ہی جلسہ جما ہے زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے
خیمہ زر بفتی استادہ ہوا ہے جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہے کہ اس جگہ وہ بارگاہ سے آرام کریگا فی الجملہ
اس خیمہ کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و ابو الفتح
صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اونھین مین آ رلے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر بارگاہ خداوند
سے اُٹھ کر اوسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا اتفاق زمانہ بلا
جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سُنکر اُسکے خیمہ مین آیا اوسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اظلم جو بیٹھا
ہر سمت یک نظر دوڑانے لگا کس لیے کہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہے پس اسنے دیکھا کہ کنول
بجھانے نے کر جو فراش آیا ہے یہ عیار ہے اور واقعی چالاک شمعون پر بیہوشی گل کترنے کے حیلے سے اور
گلاسون مین نے کے ذریعہ پہونچا رہا تھا اوسنے پہچانکر سحر پڑھا کہ پانون چالاک کے زمین نے پکڑ لیے
بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لا وہ ساحر اوٹھکر اسیر کر کے اُسکو سامنے لے گیا یہ ماجرا دیکھکر
عیار ابو الفتح جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم نے گرفتار کرایا

یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اوجاڑ دیے بستیان ویران اور برباد کر دین خاندان
ساحرون کے دودمان سامری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار اسکا نام ہے یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلود سے کام ہمارا
تمام ہے یہ کہہ کر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لیجا اور سر کاٹ کر لے آ یہ حکم سنکر وہ ساحر چالاک کو کشان
کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا
دیکھ کر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کرکے زار زار روتا پیٹتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر
جو چالاک کو قتل کرتا تھا اسنے اوسکو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان
ہے اوس ساحرہ نے اسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اس موے
نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہے میرے کلیجے مین ناسور ڈال دیا ہے میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہے تو اگر مجھکو اسس
موذی کا لے کو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت و عذاب سے مارون اوس نے
اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کرکے سحر اپنا دفع کرکے چالاک کو اُس کے حوالے کیا اور کہا جلد اس کو قتل
کرکے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اُسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھ کر دونون نے نعرہ
کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکل گئے ساحر نعرہ سنکر خفیف ہوکر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا حال کہا
کہ اس طرح وہ عیار رہا ہوگیا بلا نے حال سنکر زہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ نا عیار اب جیتا نہ چھوڑیگا
مین یہان اب نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مارڈالے جاؤگے یہ کہہ کر بزور سحر غائب ہوگیا زہر کے
دماغ مین بوے کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اُسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اوس کے
جانے کے رات تھوڑی سی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کرکے پلنگ پر آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہوکر سو رہا
یہان دونون عیار جو بھاگ گئے کہ ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوے کہ ابکی نقب دیکر اندر خیمہ ساحر کے چلین
پھر دونون نے ہمراہیان بلا کی ایسی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے اُنھون نے
روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو بلا نے جادو نے بھیجا ہے وہ عیار دو ہے
خوفناک ہین تو ہم سے فرمادیا ہے کہ تم اندر جاکر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون
نے یہ مضمون سنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام
مین ہے نفیر خواب بلند ہے یہ دیکھ کر اُنھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نے مین بیہوشی رکھکر اوس کے
نتھنون سے ملا کر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اسکا پشتارہ باندھ کر سرانچہ پھاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے
نکلے اور رطایہ دار لشکر سے بچتے اوٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو
لادکر لیجانا کیا ضرور لازم ہے کہ سر اسکا کاٹکر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اوتر جائے گردن کا بوجھ
جائے یہ سوچ کر زمین پر رکھکر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کرکے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی
بروے ہوا صبا سے جادو رہتی ہے اتفاق سے اُسوقت رات جو پچھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پر تھی وہ

کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ بارڑھ خنجر کی کند ہوگئی عیار حیران ہوے
کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشیدا اے تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گر کر اسطرح
چھپے کہ بالکل غائب ہوگئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و نشیب مین مخفی ہوے اور صبا
روے ہوا سے نیچے اوترآئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا وہ
اُٹھکر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اتنا تجکو چلانے
سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا اسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہر کے بھی اب کان ہوے اور
وہان سے اپنے خیمہ مین آیا صبا پھر اوڑکر غائب ہوگئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہوچکی تھی یعنے شمع نور
نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ ہیبت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہان سے، سحر نے منھ دکھایا آسمان سے، دم
سحر لقاے بداختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہر اور بلا بھی آکر ڈنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک
کچھ تیور پہچان کر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہے صبا نے اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا
شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جائے گا زہر نے جواب دیا کہ آج ہی مین
لڑکر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مارا یا مر گئے عیار میرا کیا کرینگے یہ کہکر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہے اسی وقت طبل جنگ
بجواکر لشکر تیار کراکے مقابلہ کرنا چاہیے یہ کیا ضرور ہے کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم
اس لیے بجتا ہے کہ حریف ناتوان ہوشیار ہو کر درستی کرلے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ ان کو ذرا بھی مہلت نہ دے
یہ کہکر بکمال لاف و گزاف حکم نواخت نقارحرب دیا اوسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گرگڑایا ساحرون
نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی ادھر تو یہ سامان ہے اودھر چالاک و ابو الفتح بارگاہ سلیمانی مین
مین آکے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیارون نے حال شبینہ عرض کیا
اس اثنا مین جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق مجراگاہ پر آکر ٹھہری اور بعد دعائے دولت شاہ گردون پائیگاہ حال
نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اوسی وقت بارگاہ
سے نکلکر مرکب طلب کرکے سوار ہوے بادشاہ بھی برآمد ہوے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح مکمل ہوے نظم

خروش سواران و اسپان ز دشت　　ز بانگ تبیرہ ہمی در گذشت
دل کوہ گفتی بدرو ہمی　　زمین با سواران بپرو ہمی
ز جوش سواران ہر کشوری　　ز ہر مرز و ہر بوم ہر مہتری
یکے باد و ابرے دران نیم روز　　برآمد رخ ہور گیتی فروز
بپوشید روے زمین تیرہ گشت　　جہان دیدہ از تیرگی خیرہ گشت
درزان روے لشکر بکردار کوہ　　برفتند جوشان گروہا گروہ
برفتند پیلان و نیزہ دران　　ہم از قلب لشکر سپاہ گران

همی آب گشت آهن و کوه و سنگ   بدریا نهنگ و بهامون پلنگ
چو هر دو سپه اندر آمد ز جاے   تو گفتی که دارند دو دشت پاے
ز بس نالۂ بوق و بانگ سپاه   ز گرز دلیران اندران رزمگاه
زمین پر ز جوش و هوا پر خروش   هژبر ژیان را بدرید گوش
سپاه دو کشور کشیدند صف   همه جنگ را ابر لب آورد کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچ کر صف کشیدہ ہوے نمرہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین ایک ایک سے کہان تک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اوس نامرد عرصہ نبرد نے حکم دیا کہ جلد جا اور کام اُن سب کا تمام کر یہ اجازت پا کر وہ خرس تیغہ گھسیٹ کر گیدڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اکڑتا جانب لشکر اسلام چلا اور پس پشت اُسکے ساحرون نے غول باندھ کر حملہ کیا اور ایک طرف سے کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے نجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و کرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا خداوند لات اعلی منات معلی کہکر بڑھے اور لشکر اسلام کو چارجانب سے گھیر لیا اور نمرہر جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد روان ہوئی اور اُس ہوا نے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام جیسے کھڑے اُسکو آتے دیکھ کر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سواے امیر با توقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر آکر قتل کرنا شروع کیا ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نہ کرتے تھے لیکن اسکی ضرب روکتے تھے یہ معاملہ دیکھ کر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اوٹھا کر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سرداروں کے کان مین جو پہونچی سوتے سے جس طرح کوئی چونکتا ہے اس طرح ربودگی سے ہوشیار ہوے اور تیغ و تبر و خنجر لے کر چلے ایک طرف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کر کے چلے پھر تو کرتبت سیر گردان ۔ نعمان بن منظر منظر شاہ یمنی ۔ عامر شاہ رود باری سیفی ذو الیدین ۔ ابو المعدن گرد ۔ طوق حران گرد بہرام گرد بن خاقان چین ۔ علمشاہ ۔ قاسم ۔ نور الدہر ۔ داراب کشور کشا ۔ ہاشم نیزہ زن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیز کی روانی کا وقت آیا دلاورون کی جانفشانی کا ہنگام تھا خنجر گلوگیر شجاعان ہو کر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر گوہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے ڈھکدھکی پر زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بنکر پا بوان پڑی بجتی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی ادھر اپنی شوکت دکھانے کو نمرہر تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھ کر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور اس پار صف جا کر پھر گینڈے کو اوڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہان سے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا اس رزم کو دیکھ

بختیارک نے اوس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈھول ہے اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم شوم دستی اہل اسلام سے واقف نہین ہو اوسنے کہا ملک جی مردون کے ساٹ پھیرے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوارین مارتا ہوا لشکر اسلام کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوے تھے اسوجہ سے یہ اوسکی زبردستی دکھارہا تھا کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہندیون کی فوج مین آگرا اودھر جو فوج کا دبا ڈپڑا اور بہادرون نے تبر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اودھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے لینا لینا کا غل کیا اور اسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے تخت کے پہونچ گیا چوبدارون نے غصے مارنا شروع کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہے یہ شہنشاہ عالم و عالمیان ہین چوبدارون کا اور اہل تزک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے تھے یہ شور سنکر پھر پکڑے ہوے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کر کے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ او زہر نابکار کدھر جاتا ہے وہ بادشاہ عالی تبار ہین اوسنے یہ نعرہ سنکر گینڈا بڑھاکر للکارا کہ حمزہ میرا حق اولکون کرسکتا مین تجکو ڈھونڈھتا تھا بارے سامنا ہو گیا اب کہان تو بچ کر جاسکتا ہے یہ کہہ کر سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو اوسکی رد کر کے عقرب سلیمانی کا ہاتھ ماتھے پر مارا اوسنے سحر کی سپر چہرہ پر بناہ کی مگر وہ شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر سر کو دو پارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اجاڑ کے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر آخر گینڈے کے تنگ تک گذر گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا شور اوسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامہ جدال گرم ہوا آب آہن سے جامہ ہستی دھو گئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھو گئے ہواے تیغ کے سناٹے تھے ابر سپر کے بنکر کالے کالے بادل چھاے تھے

نظم

دو لشکر بہ انسان بر آویختند
زپرخاش خون اندر آمد بجوے
سر بے تنان و تن بے سران
ہمی جست خورشید راہ گریز
ہمہ ریگ خون و سر و دست و پاے
چوکر باس آہار دادہ بخون

چنان شد کہ گفتی بہ آمیختند
بیابان بہ کردار جیحون خون
چرنگیدن گرز ہاے گران
تو گفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ
زمین را ہمی دل بر آمد زجاے

چکا چاک بر خاک زہر دو روے
نکلے بے سر و دیگرے سرنگون
زرخشیدن خنجر و تیغ تیز
بیارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر و نیرنگ آشکار کر کے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پسپا ہوے اور ہزارون مارے گئے آخر بھگدر پڑی لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا لشکر اسلام مین طبل فتح و ظفر بجا بہت مال غنیمت نصیب غازیان صف شکن ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی دفن فرماکر داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ مین آکر داد عیش و نشاط دینے لگے اوس طرف لقا باغ مینا مین آکر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا سردارون کی زخم دوزی ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھٹ گیا جو اسباب کہ لٹ گیا اسکی درستی ہونے لگی بلا و صبا بھی آکر بیٹھے اور گویا ہوے کہ ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا

خیر اب اسکی فکر کرتے ہین یہ کہکر ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپنے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے زبردست ہین اب آپ کسی بڑے زبردست کو براے اعانت ہمارے بھیجئے یہ عرضی ساحران زہر کو دی کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوے یہ تو اوس طرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جادوان فکر جنگ کو کسب مین ہمہ تن غرق ہے مہرخ جو لشکر عمرو کے ساتھ آئی تھی اُنکے افسرون کو لیکر بارگاہ مین بیٹھی عیش کر رہی ہے عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ کر مصروف عشرت ہین ان سب کو اپنے اپنے مقام پر چھوڑ کر حال شہزادہ تورج و طلسم ہزار برج و ایرج وغیرہ یہ ہیچمیرز مؤلف فسانہ لکھتا ہے

داستان رنگین و افسانہ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا شہزادہ تورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکور مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پریزاد جنگ صنعت سحر ساز و ماجراے نامہ داری طاق طمطراق و ندان المؤلفہ

الا اے خردمند و پاکیزہ راے
مرے مہربان ساقی رہنماے
اٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
دکھا شب کو پھر جلوۂ آفتاب
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
جو ہو شکل مین صورت چشم یار
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
نظر آئے عالم طلسمات کا
وہ ہو نشہ مین میرے مضمون کا اوج
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ فوج
دیار فصاحت کا ہون بادشا
زمین سخن پر ہون فرمان روا
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
تکلم مین ہے اب یہ دعویٰ مجھے
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
بلاغت مین تاج سر جبرئیل
لطافت مین ہو مثل نہر جنان
صفائی مین مثل دل عارفان
بلندی مین طوبےٰ سے بڑھ کر بلند
متانت مین روح القدس سے دوچند
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار
بہار رخ حور جس پر نثار
فصاحت کا مبدا بلاغت کا باب
معانی و مطلب مین جو انتخاب
کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
مرے ہے صریر قلم کی صدا
بنانا مجھے ہے طلسم سخن کو
جتاتا ہے کچھ مجھکو جادو کا فن
بلند ایسی ہے میری طبع رسا
زمین سخن بن گئی ہے سما
ہے اوس آسمان مین نیا آفتاب
جسے دیکھ کر مہ ہو آب آب
ہزار اوس فلک مین بنے ہین برج
کہ مہر سخن کا ہے جسنے خروج
نئی سیر ہے اور نئی بات ہے
نیا دن ہے ساقی نئی رات ہے
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
اوسی مے سے دے ساقیا جام بھر
براق قلم اس طرح ہو روان
طلسمی کرے دم مین طے آسمان
سپہر سخن پر مرا راج ہو
مرے واسطے آج معراج ہو

بس اے جاہ شوریدہ سر یاوہ گو
ہیں وفصیح ولطیف وغریب

خموش اب رہو ہرزہ گوئی نہ ہو
بیا سامع داستان سخن کا

نویسی یکے داستانے عجیب
چنیں قصہ نغز را گوش کن

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن وسیاران بروج افلاک مضامین روشن۔ فرس راندگان مضمار عجائب طلسمات وطے کنندگان مراحل عرصۂ طلسم ونیرنگجات سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم میں اس طرح جولان فرماتے ہیں اور نگاہ نیرنگ بین کو سیر اطراف دشت طلسمات میں یون دوڑاتے ہیں کہ جب رہگراے جادہ پر آفات طلسمات نوبہار والاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مار کر اُس چاہ سنر آتش میں کودا تو غلطان پیچان مثل حلقہ زلف معشوقان دور تک چلا گیا آخر پانون زمین سے آشنا ہوئے تو ایک دروازہ رفیع کے قریب اپنے تئین پایا وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا یہ اندر اُسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا کسی نے صدا دی کہ اے گرفتار طلسم اب تو روز قیامت تک نہیں رہا ابتک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے جسمین تو داخل ہوا ہے شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نہ کیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین پُر بہار ہے خوبی میں دامن گلچین و رخسار یار ہے نظم

داخل ہوا دشت میں جو وہ گل
دیکھا کہ بہار پر وہ بن تھا
بلبل تھی وہان پہ یون غزلخوان
شبنم بھی تھی گرم آبریزی

رشک گل وجانفزاے سنبل
تو خیسند تھا ہر شجر وہان کا
جیون زلف بتان ہین دل ہو نالان

گل شاہد سرخ پیرہن تھا
میوہ ہر ایک قوت جان تھا
تھی بوے گلون سے عطر بیزی

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اُسمین تین چار دروازے لگے ہیں اون دروازون پر آئینہ جڑے ہیں باغ بہر صورت خوبی میں یکتا ہے آئینہ مہر سامنے اُن در ہاے آئینہ دار کے شرمندہ ہے شہزادہ حیران کار جب قریب در پہونچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت میں رشک سرو شمشاد باہر نکلی جس کے گل رخسار زیب گلزار خورشید نگار فلک باسی پھول رات لبا معلوم دیتا تھا شب عشرت عالم میں پیدا ہوئی ہے یہ اُسی کی زلف مشکبو کا سایہ ہے لب لعلین پر اُس کے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا نظم

گوری گوری ہے ہر اک گول کلائی ایسی
پنجہ نے پھیر دیا پنجہ مہر روشن
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفا سینہ کی
گدرا گدرا وہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن

شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن
شاخ گل دار کلائی کی ہے زیور سے بہار
گات پر نوک تو انگیا کا برا الا جوبن

اور لگے ساعد سے وہ نوکی کلائی اوتری
چوڑیان تینے کی ہیرے کے کڑے اور کنگن
اُبھری اُبھری ہوئی وہ سخت نکیلی پستان

شہزادہ اُسکو دیکھ کر بیچین ہو گیا اور چاہا کہ قریب اُسکے جائے اُس مہوش نے فروغ حسن اپنا دکھا کر اُسکو دیوانہ بنا کر سحاب حجاب میں اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر در کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب میں اُس پری کے اندرون باغ آیا کہین اُسکا پتا نہ پایا لیکن باغ نہایت پر فضا تھا نخل ثمر سے بھرا تھا سیب اور انار کے درخت اُسمین بیشمار تھے شجر سیب اگر قامت یار گلعذار تھے تو سب پستان معشوقہ و اعذار تھے سیب قندان کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی آسیب زدون کو وہین پناہ تھی انار خجستہ ہو کر چو کھل گئے خندہ دندان نما معشوق

سبز پوش و رنگین دہن کو رہے تھے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے سا گ گو ہر ادن دانون پہ نثار واقعی طرفہ بہار کہ ابیات

حیا سے ہین متبسم جھکائے سر غنچے شگوفے ہین نکالے ہنسی مین دانت نہال	ہین غش مین خاک پہ گل ہنستے ہنستے مستِ شال ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان قمری	ہے تختہ زرد چنبیلی کا زعفران کی کشت نسیم برگ کی جنبش سے دے رہی ہے تال

تورج نے اُس باغ مین جب اوس رشک چمن کو نہ پایا ناچار کچھ سیب و انار توڑ کر نوشجان فرمائے اور بارہ دری
مین گیا وہان آبدارخانہ موجود تھا سبودان پر گھڑا رکھا تھا جھجر اڈھکا تھا اُسنے پانی ساغر زرین مین بھر کر پیا جب آسودہ
ہو چکا قدم سیر کرنے کو اٹھایا بارہ دری مین جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گستردہ
دیکھا اسپر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہان کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی
صورت کو پوجنے کو بنایا ہے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا منم لقا رب بقا اے تورج تو میری بہشت مین
حور قدرت کے پیچھے آیا اب کیا کھڑا سوچتا ہے جلد مجھکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کر کہ
پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا تجکو خدا پرستی کی مین نے توفیق رفیق فرمائی اب تجکو اپنی بہشت مین زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا
اب تجکو تامل سجدہ کرنے مین زیبا نہین جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ او مردود ازلی و ابدی
یہ منہ اور دعوی خدائی کا تو کوئی شیطان رجیم ہے جو اس پتلے مین در آیا ہے او رجائی تیرا یعنے اصلی آقا بھی بچہ شیطان
کوہ عقیق مین بندگان رب العزت کو بہکاتا ہے اُسی کی صورت کا ایسا پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے
بنایا ہے دیکھ تو اپنی سزا یہ کہہ کر تیغ کھینچکر لپکا اوس پتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہے جادۂ ادب سے قدم آگے
دھرتا ہے مین خدا ہون تجکو غارت کرونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اُسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا
مگر تلوار اچٹ گئی اور اُس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ اے حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندۂ بے ادب
نے کام میرا تمام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادہ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اُسکا
لڑا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکو چور چور کر ڈالا پس زمین
تھرائی اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ او بے رحم تو نے
ذرا بھی خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ چیخے مگر تو نے اُنکو نہ چھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر
مین لاتی ہون شہزادہ یہ سُنکر تیغ بکف اوسپر جھپٹا اوسنے بڑھکر دیوار بر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی
پیدا ہوئی اور شہزادہ بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق و دق مین آ گیا ہون نہ وہ باغ ہے
نہ مکان ہے فقط کف دست میدان ہے مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہے یہ دیکھ کر شہزادہ بھی
چلا لیکن وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اُسکا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان مین رہتا ہے
چنانچہ اس ساحرہ نے آپ تو شہزادے کا مقابلہ نہ کیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو مجھکو مار ڈالیگا دیو سے جاکر
کہہ دیا کہ نہ دکھا جائے گا بس جاتے ہی اوس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر
کیا ہے وہ لقمہ لذیذ آیا ہے جلد اُٹھ اور نوشجان کر یہ سنتے ہی دیو قلقاری مار کر دم اٹھائے اشتلنگ کرتا چلا

شہزادہ تو چلا ہی آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اوس دیو نے اوسکو دیکھ کر ایک درخت عظیم الشان اوکھیڑ کر کاندھے پر رکھا اور سامنے آکر ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب ڈاڑھ گرم ہوگی اے انسان مین منھ کھولتا ہون تو میرے پیٹ مین اوتر جا کہ تجھکو میرے دانتون کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادے نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ وغیرہ مین تہلکہ و زلزلہ پڑگیا دیو نے گھبرا کر وہی درخت پیچ دے کر مارا اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے بیترا بدلکر خالی دیا دیو نے ایک چیخ ماری کہ اسے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منھ مین کسی طرح نہین آیا رہ تو جا مین تجھکو نوچ نوچ کر کھاؤنگا یہ کہہ کر دوڑا اور شہزادے کے لپٹ گیا اوسنے ایک ہاتھ اوسکا کہنی کے نیچے رکھ کر دوسرے ہاتھ پر جو پیچ باندھا دیو ارے کیا کرتا ہے ارے کیا کرتا ہے کہہ کر زمین پر گرا شہزادے نے اوسکے سینگ پکڑ کر اوکھیڑے کہ وہ چت ہوا یہ اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اوتر کہ مین سجدہ کرون شہزادہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ مین ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہون پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہے اوسکو تو بھی سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زلزلہ قاف ہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین زلزلہ قاف کا پوتا لورج بن بدیع میرا نام ہے دیو نے یہ سنکر دانت نکال دیے اور چاپ چاک کرنے لگا شہزادہ اوسکے سینے پر سے اوترا اوس نے کلمہ پڑھکر اسلام بتصدیق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اوس ساحرہ نے کہ جس نے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک انتاش کا سحر پڑھ کر مارا کہ شہزادہ بحس و حرکت ہوا اوسنے آکر کمر مین ہاتھ ڈالکر اوٹھایا کہ تجھکو اوسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارونگی جس طرح تو نے خداوند کو ٹکڑا کر چور کیا ہے یہ کہہ کر دیو کی جانب بھی دانت پیستی بڑھی کہ موے تو بھی اس نگوڑے سے ملگیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجھکو یہ مارے ڈالتا تھا اگر مین منت اسکی نہ کرتا تو مارا جاتا مین اسکا دشمن صعب ہی ہون اسنے مجھکو بڑی اذیت دی ہے مجھکو دیجیے کہ اسکو کھالون یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اوسکی پکڑ کر بزور تمام دھڑ سے کھینچ لی شور اوسکے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مار ازرہ جادو کو اوسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا کہ اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمائیے اوسکے ہمراہ شہزادہ ایک پہاڑ پر آیا وہان درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہ ہاے شیرین جاری تھے شہزادہ نے وہان میوہ کھایا پانی پیا آسودہ ہوکر سجدہ شکر خدا کا کیا پھر دیو سے باتین کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اوسنے کہا یہان سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ راہ کہ جیدھر سے آپ آئے ہین ملنا دشوار ہے اب تین دریا راہ مین ملین گے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہین اگر آگے جانیکا قصد کوئی کرے جب بھی یہ دریا ملینگے مگر ہمت گوارا کر کے آپ کو کندھے پر سوار کر کے لیے چلونگا اور آپکے لشکر مین پہونچاؤنگا اگر وہان بھی حاضر رہونگا شہزادہ نے فرمایا اے رفیق شفیق مین راہ بھولکر نہین آیا ہون بلکہ بارادہ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہون یہ میرا شیوہ نہین جو اپنے عزم سے باز آؤن اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤن خداوند میرے دیو سمندون ہزار دست کو مارا ہے مین اتنا بھی نہ کرون کہ اس طلسم کو توڑون اب تم یہان آرام کرو میرا خدا شریک ہوا انشاء اللہ

فتح کرکے مین تمسے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیونکر جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ ہے تو میرے ساتھ چلیئے اور بادشاہ طلسم کو ماریئے مین بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک رات اُس پہاڑ پر بسر کی شب بھر ذکر طلسم نیرنگ رہا جب دوسرے دن کوہ طلسمات خاور سے شاہ زرین کلاہ خور نے سر بلند کیا کہ بیت

فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف ۔ بڑھا صحرا کو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھ کر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ لے آقا تین روز مین ایک ایک دریا طے ہوگا آپ کچھ جانور شکار کرکے مجھپر لاد دیجیئے اور سوار ہوکر چلیئے اسی طلسم مین راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اکیلے بہک کر اور سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اسکے کہنے سے بہت سے گورخر و گوزن و نیل گاؤ وغیرہ شکار کرکے پشت پر اُسکی بار کرکے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اس نبیرۂ ثانی سلیمان کی ہواخواہی مین بال شوق وا کرکے اوڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریاے آب پر دیو لیکے پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہین قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ مین ہواے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمۂ خورشید اسکے نام سے جلتا ہے پاٹ اسکا آسیاے گردون کو پیس ڈالنا چاہتا گھاٹ اوسکا تیغ ظالم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھارے مین اوسکے وہ پانی کا توڑ کہ الست اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ جوڑ سمندر عجب نہین جو اسکے خوف و بیم سے آب آب ہو اور گھٹ کر سمندر آتش بنے اور آگ مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب آب تھا طوفان نوح مقابل اوس کے شرم کے پسینے مین غرقاب تھا کہ بیت

بڑھا ایسا کہ جون بیتابی دل ۔ ہر اک لہرا اوسکی موج تیغ قاتل

دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اوسکے منھ مین وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھاکر بسر کرتا آخر اُس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنار بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہے شعلۂ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے فلک اوسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھاکر نیلا ہوگیا بلکہ دھوان بنگیا ہے چرخ اس نہج سے جلتا نظر آتا ہے جیسے دودی جہاز سمندر مین جاتا ہے جو شعلہ ہے وہان کا وہ شعلہ آہ عاشقان کی طرح سرکشیدہ ہے ماہتاب وہین سے بھاگا ہے جو سریع السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اس طرح شعلہ ور ہوکر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان درازی مین مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اُسکے برق تڑپ کر منزلون بھاگے رعد کا دم بند ہو گورا اس بحر کا زبان قوم آتشی پر چھاپے ڈالے کہ بیت ہوا تاریک مثل ابر گیسو + لبان شعلۂ خور جلتی تھی لو + کنارے اوس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی درازی مین مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اُس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہوسکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اوس بحر کے لاکر اتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کسی چشمۂ آب کو تلاش کرکے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر اوتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ایکبار اس تیزی سے اوڑا کہ اُس

دیوار مین ٹکر کھائی او صدمہ سوزش سے بیہوشی طاری ہوئی جس طرح ہوسکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ
بیہوش ہوگیا شہزادہ اوسکو اوٹھا کر ایک مقام سرسبز پر لایا کہ وہان اوسکو ہوش آیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار بڑی مشکل
ہوئی اس دریا کے پار مین نہ جاسکونگا شہزادے نے فرمایا کہ بھائی خدا تعالی مسبب الاسباب ہے وہ کوئی سبب
پیدا کرے اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب اوسی کے کرم وفضل پر نظر رکھکر یہان ٹھہر دیکھو تو کیا ظہور مین
آتا ہے یہ کہہ کر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہین اونھون نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھ کر حال دریافت
کرکے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ بسان جادو کو جا کر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اس حوالی مین حکومت کرتی ہے
اور اس دریا کو بزور سحر اسنے بنایا ہے ساحرون کو بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ انھین محافظون نے حاضر ہوکر عرض کیا
کہ ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دیوار کے پار نہ جاسکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسی طرف
وہ آدمی اوسکو لے گیا ہے یہ خبر سنکر شعلہ بسان ہنسی اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو بپشت دیو پر
سوار ہوکر اس حوالی مین آیا ہے دعوئ طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زردہشت ساحری کیا کرتے ہین
یہ کہہ کر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ اے گرم خوے وشوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بہت دنون سے پتا نہین وہ
کہان ہین انیس نے جواب دیا کہ لونڈی اونکے گھر جا کر دریافت کرتی ہے یہ کہہ کر روانہ ہوئی اور مقام اخگر آئی
اس بحر آتش کے اوس پار ایک برج اسی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اوسی
قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام
کفل شاہ پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ یہاں ان کو تخت پر بادشاہ کے اپنے لگا آتش
سبز پیدا ہوگی اوسمین کو دے گا چنانچہ شہزادے نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ ہوکر اپنے گھر مین
آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہے یہ اوس کے ہمراہ خدمت شعلہ مین آئی
اوسنے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنے کا کہہ کر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے جلد جا کر اوس طلسم کشا کو
گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندۂ جمشید ولقا ہے یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا کہ تم یہان رہو
کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہو جائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً تیغ کرکے کباب اوسکے لگا تا در میرے واسطے لانا کہ بڑا
ثواب ہوگا اخگر یہ حکم سنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر ایک سحر ساتھ لائی تھی اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا
ہوئی یہ اوترکر اوس پار آئی اور دیوار مین در پیدا کرکے کنارے پر جہان دیو اوڑتا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر
شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھ کر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود
ہین وہ میری محبت جتانا دیکھ کر ملکہ سے کہین گے شہزادہ کے حق مین بھی برا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے
ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھ کر نعرہ کیا کہ اے موے تو اس مسلمان کے
ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو تو لقا پرست تھا اب خدا ے نادیدہ کو پوجتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اوس کے
باپ پر لعنت کرتا ہون اخگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے ہاتھ اوٹھا کر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے

دوڑا کہ کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی قریب آکر کہا اے شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہکر سب پتہ اپنا بتایا شہزادے نے خوش ہوکر چاہا کہ گلے سے لگاؤن اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہان بڑی بڑی آفتین اور مصیبتین ہین یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہونچائیگی اور اگر حکم ہو تو آپ کو لشکر مین آپکے لے چلے اور تمام عمر آپکی کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائین یہ کہکر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک درۂ کوہ مین شہزادہ آکر بیٹھا اخگر نے وہان تخلیہ پاکر حال اپنا بیان کیا کہ اے مایۂ ناز و سراپا انداز مین دختر خواندہ یعنی لے پالک شعلہ سان کی ہون آپ پر عاشق ہوکر پہلے بھی مین نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور بادشاہ کو آپکے روکنے کیلیے میری مان ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہین یہ مقام بھی ایسا ہے کہ اس پار دریا کے کوئی نہین جاسکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے اے شہریار جو اس پار دریا کے گیا پھر وہین مرگیا ادھر نہ آسکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادے نے فرمایا اے ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجائے شعلہ سان تمھین بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام کو دربند آتش نگار کہتے ہین دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے میرے دل مین بڑا ہول و اندیشہ ہے اچھا اب مین جاتی ہون شعلہ سے کہون گی کہ مجھکو طلسم کشا نہین ملا اور رات کو چھپ کر آپ پاس آؤنگی شراب کباب بھی حضور کیلیے لیتی آؤنگی یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے بس اپنے دربار مین چار سمت دیکھ کر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جلد جا اور ہوسکے تو طلسم کشا کو پکڑلا اور نہین تو خبر دریافت کر آمین آپ چلوں منقل حسب الحکم آب سحر لیکر چلی اور دریا سے اوتر کر ہر سمت ڈھونڈھتی ہوئی درۂ کوہ کے قریب جب آئی دونون شیداے یکدیگر کو سرگرم راز و نیاز دیکھ کر جلگئی غصہ سے رنگ چہرہ بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پیٹے موڑی کاٹے کو تو لیکر بیٹھی ہے اس نگوڑے کو گھڑی گو رہین تو پن تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اُتاردون اخگر یہ باتین سُنکر بیتاب ہوگئی اور پہلوے شہزادے سے اُٹھ کر قریب اُسکے آکر بولی کہ بھلا بوا اسطرح نہ کہہ تیرا اُسنے کیا لیا ہے دیکھ تو کیسا کنور کنھیا ہے اور وہ تو کچھ بولتا نہین تو اسطرح تو نہ اُسکو کوس اُسنے یہ سنکر بغصہ کہا کہ او چھنال شہکارا ڈھکڑے کی سفارش مجھ سے کرتی ہے یہ کہکر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر شہزادے پر مارا اخگر بیچ مین آگئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بغضب تمام ایک طمانچہ اخگر کے دوڑکر مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا اور شہزادہ پر جھپٹی یہ معاملہ دیو نے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی پکڑلی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکلجائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر بُران کا مارتا ہے دو ٹکڑے اُس کے ہوے غل و شور تاریکی ہوگئی آوازین مہیب آنے لگین کہ ہاے منقل جادو کو مارا پیر لاش اوسکی اُٹھا کر سامنے شعلہ سان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سُنتا تھا کہ اثر غضب ظاہر ہوا اور آتش رنج مین جل بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہوکر مثل شعلہ بیتاب کھائی دریاے آتش کے پار اوتر کر اُس جگہ تنہا آئی کہ جہان یہ دونون سواے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ اے یار شیرین طلعت مین تم

فرہاد وار نثار ہون اس کوہ مین اب نہ ٹھہریے وہ قحبہ شعلہ سان آئے گی کوئی آفت مقرر لائیگی یہان سے
مجکو بھی لے چلیے اور جلد روانہ ہو جیسے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آگ للکاری باش او خیرہ سر تیرہ روزگار تو نے
منقل کو مارا کہ جو روح رواں میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ چلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا اسپر دراز کیا لیکن ایسی
زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اُسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا ہوگئی کہ دیو بیہوش ہوگیا اور یہ قریب
شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ مارون مگر دست و پا مین جنبش نہ پائی اور اسنے ایک طمانچہ شہزادہ کے
اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہوگئے اسنے دونون کو پنجہ مین داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل
کر ڈالون پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائیگا یہ آپ مطیع ہو جائیگا اسکا مارنا صلاح نہین فی الجملہ دیو کو اُس جگہ پر
چھوڑکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سرخ ظاہر ہوکر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ اور اخگر کو اوسپر ڈال کر ہمراہ
اپنے لیے دار الامارہ مین آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر پر سے ان دونون کو اُتار کر سامنے تخت کے ڈال دیا
اور کہا صاحبو اسی طلسم کشا کی دھوم تھی مین اسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی ہون اس گیسو بریدہ کو مین نے پرورش
کیا اسنے بھی اس مفتری بدین کا ساتھ دیا خیر ان دونون کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہون ہر ایک ساحر
حاضر دربار نے اسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلا کر مطوق و مسلسل کردیہ کہہ رہی تھی کہ اسکا ایک بیٹا بھی
شرربار جادو وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنکر دربار مین آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ عیاشی
مین اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر مان کے خوف سے اوسپر دست درازی نہ کرسکتا تھا
آج اس ارادے پر آیا ہے کہ معشوقہ مذکورہ پر بن پڑے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ نطفہ شیطان پنجون کے بل چلتا ہوا
جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی کہ برخوردار عمر درازہ برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور ساحرہ
مقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا لائیے ان مجرمون کو میرے حوالے کیجیے رات کی رات
قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا اسکی مادر نے کہا بہتر ہے اس کافر نے سحر سے زنجیر آتشین مین دونون کو باندھا اور مار ان
آتشین دست و پا و گردن و کمر مین لپٹکر اُنکو رو سحر پڑھکر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا دیکھا کہ ایک دربار کفر دار
مین ہم زنجیر مین بندھے ہین ساحران کریہ منظر و دشنام بد ہیئت و نا فرجام کرسی و دنگلون پر بیٹھے ہین گوش و بینی سے
اُنکے شعلہائے آتش نکلتے ہین سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی اور تاج فرمانروائی پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب
صورت ہیبتناک اس قحبہ کی ہے ہر بُن مو سے شرارے آگ کے نکل رہے ہین آنکھین ہین کہ دو فتیلے جل رہے ہین منھ کے باہر کچلیان
نکلی ہین زرد و پلید کی گرہ ہو بھی ہین سر پر بالون کی جگہ آگ چھائی ہوئی ہے اُس آتش مین چہرہ سیاہ اُس
خالہ شیطان کا جو نظر آتا ہے دھوان معلوم ہوتا ہے پہلو مین اُس ابلیس طینت کی ایک ساحر نابکار بد کردار
زبون شعار منھ پھاڑ سا پھیلائے افعی دو زبان سر سے لپٹے بیٹھا ہی یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ
ساحر بد سرشت پہلوے مادر سے اُٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنجے پیدا ہوے اور ملکہ و شہزادہ کو لیکر اُڑ گئے یہ بھی مادر سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کنارے اسی بحر آتش کے ایک باغ اسنے سحر سے بنایا ہے اُسمین ان دونون کو لایا اور ایک

برج مین اس باغ کی بارہ دری کے لاکر شہزادہ کو بند کردیا اور دوسرے برج مین اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل کرکے بہ منت اور خوشامد راضی کرونگا غرضکہ دونون کو قید کرکے آپ باغ کے چبوترے پر بیٹھکر مصروف میخواری ہوا اُدھر جب اخگر اس برج مین قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو بہار باغ دیکھکر رونے لگی اشکونکی جھڑی باندھ دی زلف سنبل کو اپنے اُلجھے ہوے دلسے تشبیہ دیتی سوسن کو غم بار مین خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید ہین قمری بھی طوق محبت درگلو ہو نوارون سے کہتی کہ تمکو رونے کی خو ہے بلبلون کو دیوانگان گلشن اُلفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر تیر آہ عاشقان سمجھتی عنادل کا زمزمہ دل دکھاتا یاد گلعذار مین یہ نغمہ زبان پر آتا **خمسہ**

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اُٹھاتے ہین ہم جو صدمہ تجھ بن — شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہی تیغ در کف نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن — اگرچہ یار در رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنے لیکن

کسی سے کیا کہوین حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل اندوہگین ہمیشہ — لبِ ہے نم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیون رہے تم حزین ہمیشہ — جہان ہے بد وسرائے فانی یقین ہے رہنا نہین ہمیشہ

یہ غم ہے جانے کا بسکہ اُلفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جب تلک تھی طاقت شکیب کا جب تلک تھا یارا — سہین ہزارون جفائے ہجران نہ آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
برا ہو خودداری اپنے دلکو ہوئی از بسکہ ناگوارا — دیار وحشت مین اے عزیزان ہو بے نشانی نشان ہمارا

نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان ہے ہم کو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین موتی پرو گئے ہین — ہم اپنی بیتابیون سے دلکی مثال طاقت کے کھو گئے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو رہے ہین — لحد مین رہنے نہ دے ہمین سے نکالا بھی تو ورودہ کے سو گئے ہین

خدا اسے ڈرائے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلعذار مین گلشن سینۂ اعدا سے برہبار نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کہ بموجب **نظم**

قریب شام مہر عالم آرا — جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان — اندھیرے نے چھپایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دلمین آگ لگائی جان مضطر فراق یار مین لب پر آئی وہ جانورون کا بسیرا لینا درختون پر سناٹا سا آجانا نہرونکا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا بیتونپر سبزہ کا جوبن سبزہ کا زمی سے لہلہانا گلونکا بزم گلشن مین مثل شمع روشن ہونا چاندنی مین غنچونکا مسکرانا دل مین یاد جلوہ چھپانا نہ زخم جگر کو خراش دل پاشنبی ش یہ مضطر اسیر سر پنجہ تقدیر زنجیر آتش مین اسیر کا دش پر تقدیر یہ سر اسیمہ دلگیر بیٹھی تھی ادھر قمر بار

شراب خواری سے بدمست ہوا تھا غلیان مستی وجوش شہوت پرستی دلمین آیا اپنی جگہ سے اوٹھ کر اوس برج مین جہان
یہ بیٹھی تھی پہونچا وہ عشق کی بروگن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہین اوسکو قید کرکے
اسی طرح آزار دیتے ہین اور پھر آنکھ چار کرکے محبت کا اقرار کرتے ہین مجکو ایسے چرترباز مردوے سے خوف آتا ہے ڈرتے
اُسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے یہ سنتا تھا کہ یہ موذی بر سر رحم ہوا اور ردِ سحر پڑھکر
اوس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ بیت یہ کیا اس قسمت بد نے دکھایا + کہ میرے
ہاتھ سے صدمہ اُٹھایا + اے جانی واے مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجکو
دینا اب میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اوس حریق آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جو یاد
آئی بلبلا کر اسکی منت پر رونے لگی اسنے سر قدمون پر رکھ دیا اُسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آبرو لینے کی کرتے ہو جب
مطلب نکل جائیگا پھر جلادی کروگے اوسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اسنے کہا اگر مجکو چاہتے ہو تو اس برج
آتشین کے برباد ہونیکا راز بتاؤ اُسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین اُسکی بے پالک ہون
کہ جس کے تم فرزند ہو میرے تمھارے دعوی برابری کا ہے تمکو اسنے سب کچھ تعلیم کیا اور شریک کاروبار سلطنت فرمایا اور
مجھکو دودھ کی ایسی مکھی نکال کر الگ پھینکا اسی سبب مارے غصہ کے مین شریک طلسم ہوگئی اور قسم کھاتی ہون جبتک
مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھسے نہ راضی ہونگی بیت کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے اس مین جو حالت ہو
میری + جب اُس نابکار نے یہ حالت دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سن اوجان جہان شکوہ تیرا بجا ہے وہ حال
مین تجکو بتاتا ہون کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا جو سامنے سرو کا درخت لگا ہے اسکی جڑ مین
ایک کمان اور تیر رکھے ہین کہ جادو کے ہین انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جاے ایک برج آتشین
وہان بنا ہے اوسپر پتلا ایک آتش کا کھڑا ہے اُس پتلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور
دریا بھی آتش سے جاری ہے پس اُن تیرون سے اُس پتلہ کو نشانہ بنائے تو یہ دریاے آتش اور برج قلعہ
طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ کی راکھ اُٹھا لائے تو شعلہ ساں کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت
بیان کی ہے جو تجھسے بیان کی اب تو مجھسے تو راضی ہوئی اخگر یہ باتین سُنکر بظاہر ہنس پڑی اور اُٹھکر اُس کے
ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر زیر نگیرہ زرتار بیٹھی وہ اوس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی
شراب کی اُٹھا لایا اور جام بھر کر اُس کے منھ سے لگایا اُسنے جام لیکر بناز و نخرہ منھ بنا کر پیا پھر آپ ساغر مے سرخ سے
لبریز کیا اور از بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان آپ قید ہوکر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے
چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہا کہ وہ پھول گلاب کا چاندنی مین دیکھو کیا لطف دے رہا ہے وہ پھول کی طرف اُسکے کہے
سے دیکھنے لگا اوراوسنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب مین ملا دی پھر وہ پیمانہ اس پیمان شکن نے اُس
بد باطن کے منھ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہ گیا اور مردہ صد سالہ ہوکر گرا اس مسیحا نے
جلاد منش نے تیغ کھینچکر سر اوسکا جدا کیا شور وغل اوسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چالاک تم

کسی نے آواز دی کہ مارا شرر بار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوے وہ برج جسمین تو برج قید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہو کر نکل آیا اس درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادے نے حسب نشاندھی اخگر وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بناکر شہزادہ کو بٹھا کر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جاکر ایک پہاڑ پر اتری یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ شرر بار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آواز مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اُسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پر جمع ہو کر اوسی مقام پر آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا بصد بشاشت روزگار بے مہر نے اپنے جسم پر سے اُتارا کہ بمقتضائے

ابیات

گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے
ہٹے پرتو انے شعلے جھلملائے
گر اُٹھا عکس زلف شب زمین سے
فلک کے ناز خاطر نے اُٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ مین آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہی اور نعش شرر بار کی جلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھ کر کلیجہ منھ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میرے اُس مراد والے ہے ہے میرے نازون کے پالے ہی ہی بیٹا اس مان سے منھ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے اے میرے بن بیاہے لے میرے کڑیل جوان یہ مان تجھکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہوگیا نوحہ

مین صدقے تجھپہ اور قربان ہی ہی
ابھی سے کھو دی تمنے جان ہی ہی
مری جان میرے پر ارمان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے
نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشہ
ہوے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار و نالے کرکے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اُٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا کہا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہے غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی یہ خبر مرگ شرر کی دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریاے ہُوا ہے اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیم جادو نام حکمران ہے چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اوسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ قلعہ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہے غدر ہو رہا ہے نسیم نے خبر سُنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھ کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہے اُسنے بشراکت اخگر شرر بار کو مارا ہے یہ حال دریافت کرکے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجراے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شرر بار کیا ماندہ تھا جو مر گیا اوس عورت نے کہا کہ اس طرح مارا گیا سب کیفیت سنکر برسم تعزیت چار سو کنیزین اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اسکی عجیب حالت ہے گرفتار رنج و غم مصیبت ہے گریبان چاک ہے سر پر خاک ہے زمین پر بیٹھی ہے نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا اے بہن یہ کیا غضب ہوگیا اُسنے رو رو کر سب حال بیان کیا اسنے سمجھانا شروع کیا کہ اے بہن جو مرضی جمشید کی اس امر مین ناچاری ہی شاہ و گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہے اوسنے کہا یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہے

کاش اس نامراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دلکو قرار آتا اب نہین معلوم وہ مردہ کدھر گیا نسیم نے اسیوقت ہزارہا ساحر
بہر تجسس روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اس خداپرست کا نام کیا ہے اُسنے کہا تورج یہ سنتے ہی نسیم تھرا گئی اور کہا اے
بہن یہ نام شکنندۂ طلسم کا ہے ہم اپنے بزرگون سے سُنتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورج ہوگا پھر تورج اگر تو رمین کیا
فرق ہے خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ
کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر
دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و دشت چھانتے پھرتے تھے اونمین سے چند ساحر طائر
بنے ہوے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور دونون دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھ کر عزم کیا کہ قید کرے جاہین پھر خائف
ہوے کہ وہ شخص بڑا زبردست ہے دست انداز نہوئے اُڑ کر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی
ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھر بار سے خبردار رہنا یہ کہکر ایسی دلکو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران
روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اوڑی ہوئی اوسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ
اے نازنین نہین معلوم کہ بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس دیو پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر نا تمام تھا کہ نعرہ
شعلہ سان ہوا اے تیرہ سران کے گذارم کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ تیغ
کھینچ کر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر اوقحبہ مین تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا از بسکہ
قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہے شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بیحس و حرکت ہو گیا اسنے پھر سحر
پڑھ کر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج فرستادہ نسیم پہونچی
اسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا مین آتی ہون تم اس مسلمان کو قتل کرنے
کو کنارہ بحر آتش کے لیجاو ساحر دونون کو لیکر پھرے ادار یہ بھی پھری مگر اور طرف سے آتی ہے حال اسکا بیان ہوگا
لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اوسنے قید سخت مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ بحر آتش کے چبوترہ ریگ کے
بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے پس حسب حکم تیاری شروع ہو گئی اور شہزادے کو مع اخگر کے تخت
سحر پر بٹھا کر کنارے بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز
سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے کے پاس تھی یہ سمجھ کر نہ چھینی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بر وقت
قتل لے لین گے غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنکی قید مین یہان آیا تھا بمنت تمام اُنسے گویا ہوا
کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے پاس ہے اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم کو دوگھڑی کے لیے
مجکو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ رہو افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادے پر سے قید سحر دفع کردی اور ساتھ
لیکر چلے شہزادہ کنارۂ دریائے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا
اسنے اوس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر توانا نشانہ مراد پر تیر پہونچا وہ پتلا گرا اوس بحر آتشین مین
تلاطم ہوا شعلہائے آتش اُڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہو گیا شور ساتون دوزخون مین جیسے اوٹھتا

ہو ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک میدان منزلوں تک کا تھا یہ جو افسران لشکر نے دیکھا گھبرا کر رو بفرار لائے اور بعض حربہ ہائے سحر پکڑ کر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ سان شہزادہ کو قید کر کے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہوں سے اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس پار دریائے آتش کے آئی اُس وقت اُس لجر کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہو کر کہا ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے جھپٹی مگر اُس پار دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہائے آقا ہائے تورج کہہ رہا تھا اُسنے بھی حجب دریا کو غائب ہوتے دیکھا بیتاب شہزادہ کے تجسس میں چلا راہ میں اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ اُڑی ہوئی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُس کی بزور تھامی از بسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئیں تن تھی گردن دھڑ سے اُکھڑ نہ سکی اور تڑپکر چاہا کہ رہا ہو جاؤں دیو نے مضبوط دبوچا اور اسی کشمکش میں دونوں زمین پر اُتر آئے دیو نے چنگھاڑ کر در و دشت میں زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چیخ کے سننے سے بھاگے اخگر بھی ساتھ شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرہ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ میں دابکر وہاں لائی کہ جہاں دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی دھڑ سے کھینچ لی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا گئے دشت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ سان جادو کو قلعہ آتش نگار میں جو مکانات اور باغ اور دار الامارۃ وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ میں بھگدر پڑی آوازیں تڑاق پڑاق مکانوں کے اُڑنے کی بلند ہوئیں نسیم شہزادہ کو ہمراہ قتل بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے آئی سارا ماجرا اُسنے سنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی لاکر وہ کہاں ہے اُسنے کہا کہ بی بی ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تورج کو طلسم کشا سمجھ چکی تھی اُس وقت یقین ہوا کہ مشبک میں بھی ماری جاؤنگی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور ہوا کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کر کے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس بٹھا کر مشورہ کرنے لگی اور بیر سحر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ کئے کہ ہردم کی خبر افعال طلسم کشا کی مجکو پہونچائیں یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعہ آتش نگار میں آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا وحشت سے فراری تھی شہزادہ نے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دی گئی ہے وہ سب آکر آباد ہوں سب مردم شہر حاضر خدمت ہو کر مطیع ہوئے شہزادہ نے اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ پربہار میں اس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زیر شامیانہ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان مسرت میں ہوائے عیش و سرور وزان ہوئی زمزمہ رقاصان و مغنیان عنادل وار آغاز ہوا ساغر بزنگ ساغر گل مل سے لبریز ہو کر چلنے لگے بادہ خوار پھول پیتے تھے یہ جملہ کیفیت سحر کے بیر دریافت کر کے خدمت نسیم میں گئے وہ اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم دریائے ہوا پر ضرور آئے گا پھر اُسوقت اگر بھاگ کر نکلے تو اُسوقت بچنا ممکن نہیں اس سے لازم ہے کہ جاکر یا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کر لوں یہی گفتگو

تھی کہ پیرون نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط وطرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو جبار جادو وغیرہ ہر ایک افسر نے صلاح دی کہ اے ملکہ یہی وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے آپ اُسکو گرفتار کر لیجیے اور نہین تو مرحلہ چھوڑ کر شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہے اسنے کہا بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لین یہ کہہ کر بہ غضب تمام تر مع چند افسر کے روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائے گا غرضکہ بزور سحر اُڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور زمین پر اوتر کر اندر باغ کے چلی اور گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اسنے اُسکو براہ مکر سلام کیا اس لیے کہ قریب آئے تو گردن دابون ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی نکال کر جھولی سے ماری کہ دیو بےحس وحرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ اے آقا اے شہزادے یہ مردار قحبہ بدکار مجکو گرفتار کر کے آپکے آزار دینے کو آتی ہے باغ مین ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اُس شور پر بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سُنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہے یہ کہکر تیغہ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آچکی تھی کہ اُسنے کچھ نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسوقت ہان ہان کر کے جبار جادو بیچ مین آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ کی جوڑی دو پرکالے کر کے زمین پر ٹھہری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے ہٹ گئی اور از بسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھکر پکاری کہ او تو بیچ تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پر اثر تھا شہزادہ نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے بےحس وحرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا اسنے دستک دی کہ ناریل اولٹا پھر گیا اور از بسکہ یہ ساحرہ صاحب مرحلہ ہے اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی ہے اسنے دوبارہ جو سحر کیا ایک ہوائے سرد ایسی وزان ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اوٹھوا منگوایا اور سب کو اکٹھا کر کے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کر کے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون مشاہدہ کر کے روئین جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل بر سر قضا بر قفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور برجوع قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے اودھر نسیم نے ہنس کر کہا کہ اے تو بیچ اس روز کی تجکو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجکو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اوسکو قتل کرایا یہی عوض نیکی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا مین واقف بھی نہین طلسم کشا سب کو ہلاک وغارت کرتے چلے آتے ہین انھون نے اسکو بھی مارا اُسنے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک میرا شیوہ یہی ہے ساحرون کا نام بھی دُنیا سے باقی نہ رکھونگا اور اب اے نسیم جو دم تمھارا کہ آتا ہے وہ غنیمت سمجھو صرصر فنا باغ بقا پر تمھارے بھی چلا چاہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجکو تم مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچو گی مین اکیلا یہان نہین آیا ہون میرے وارث میرے ساتھ آئے ہین اور علاوہ اسکے ہم لوگ خدا پرست ہین خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ سان کے لیے بھی خدا نے ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ اُسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادے نے تو یہ کلمات اُسکے ڈرانے کو فرمائے اور اوسکو اصل مین خوف پیدا ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہون اور مجھ سے دعوی خون برادر کرین یہ سوچ کر اسنے بازو پر سے تختی جمشیدی کھولی اور اوسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے

لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دہنہ طلسم پر ایرج پوتا حمزہ
کا البتہ اوترا ہوا ہے تو اُسکو جلد قتل کر ڈال ورنہ برائی ہے یہ تختی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ احتیاط کی یعنی
ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھول کر خون اسپر چھڑکا وہ پتلا اُٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اور اُسکو حکم دیا
کہ اے پتلے تو اُڑکر چار دانگ طلسم مین جا اور ہر پایۂ نظر دوڑا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کر لا پتلا حسب الحکم
اُڑکر چلا اور قندیل فلک ہو گیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا ادھر حال سنیے کہ نجم و تتار پور دونون عیار خبر لینے
تورج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے کنارے روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ
الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار رگذار ہے جو ایک مبتلاے بلا ہو جائے تو دوسرا اُسکی اعانت کو جاے چنانچہ
علٰحدہ ہو کر دونون دو طرف ہو گئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الجملہ نجم عیار ایک ساحرہ کی صورت بنا ہوا تھا لیکن
بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے
نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا اُسپر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصاے آہ تھام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھ کر
کراہتا جسم مین جھریان پڑین رنگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا بُت گلے مین پڑے مالا ہاتھ
مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مسکن ساحران اُس مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے بہت سے بُت کمر مین عیاری کرنے کیلئے
بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے تھا کہ حال اُسکا مذکور ہو گا چنانچہ تیلے نے اُسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ تیلا
سحر کا تھا اور حکم اُسکو یہی تھا کہ مسلمان کو پکڑ لانا گو اسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ
پتلا جھپک کر جو گرا اسکو پنجہ مین داب کرکے اوڑا اور سامنے نسیم کے لا کر ڈالدیا اوسنے کہا اے موئے یہ تو ساحر کو کیون
پکڑ لایا اوسنے کہا پھر اور تو کوئی اس طلسم مین مجکو نہ ملا مین تو جانتا کیون کہ یہ مسلمان ہے ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا
جاتا ہے یہ کہہ کر عیار کی طرف متوجہ ہوا سے بیہوش تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو
اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو رنج قید سے بلکتے پایا سمجھا کہ تم بھی اسیر ہو کر آئے ہو یہ
سمجھ کر در مکاری وا کیا ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہو جاتا تو عجب تھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے اے کیون کرتا ہے
اُسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے دریاے سحر جو در
طلسم پر ہے وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہے اے ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجکو دیے ہین
کہ جگر میرا زخمی ہے نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کاٹکر زاغ و زغن کو دے بڈھے نے کہا
اے ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر رخسار پر مسا جو نشان شناخت کا ہے وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ
مسا دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہے پس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا نسیم نے پوچھا کہ بڑے میان تمہارا نام
نام کیا ہے عیار نے جواب دیا کہ مجکو بندہ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمہارے باپ کا کیا نام ہے اُسنے عرض کیا بندہ جمشید
اور باپ پر کیا موقوف ہے دادا کا نام بھی بندۂ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سب کے نام بندۂ جمشید ہین ہماری قوم
وہ ہے کہ خداوند جمشید کے یہان سے اُسکو بھوگ عنایت ہوتا ہے پوریان اور دودھ روز کھانے کو آتا ہے اور ہمارا

دین و آئین تم سب ساحرون سے جدا ہے ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور اوسنے باتین کرین نسیم کو بڑا التعجب ہوا کہ دیکھا چاہیے کہ خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کرکے مصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور ڈھولکا دینے کی چیزین بنا کر اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بت اسنے اس طرح کا بنایا ہے کہ اُس کے سر مین سوراخ ہین اور جب اون سوراخون مین ہوا بھرتی ہے تو منھ سے اوس بُت کے آواز پیدا ہوتی ہے اس طرح سے کہ جیسے باجا بجتا ہے اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہے لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے غرضکہ وہی بُت اسنے کمر سے نکالکر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا سب نے دیکھا کہ زمرد کا بُت ہے آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل اسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین یہ دیکھ رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُسمین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا خداوند فرماتے ہین کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اوسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس دس دس ہزار بیس بیس ہزار روپیہ کے خریدے خداوند ہین لیکن چون بھی نہین کرتا یہ بڑا قیمتی جمشید کا سیوک معلوم ہوتا ہے جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھ کر قیافہ سے پہچانا کہ اسکو اس بُت کے بولنے کا سوچ ہے پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ اے ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ نسیم دل مین کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے خداوند بولتے ہین مگر مجھے سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کہتے ہین تو اے ملکہ تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی اسنے کہا اے ملکہ بشر کا کلام سمجھ مین نہین آتا ہے نہ کہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تم پر اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو سب ساحرہ یہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اس بُت کے ہاتھ مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اُٹھاؤ سب نے سر اوٹھایا اور اسنے اوس بُت مین کل رکھی تھی کہ جب اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اُٹھے اوسنے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا بُت نے ہاتھ اپنا بلند کیا اسنے کہا اے ملکہ خداوند یہ تھیلی تمکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سب کو دو کہ کھائین اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ مین آیگی نسیم نے وہ تھیلی بُت کے ہاتھ سے لی اور مٹھائی نکال کر سب کو ایک ایک ڈلی دی آپ بھی نجم نے کہا کہ اے ملکہ یہ خداوند بڑے بھولے ہین میرا کہنا مانتے ہین اور خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین تو خوب جوتیان لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا اوے بڈھے تیری شامت آئی ہے خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ نہ کہنا نجم نے کہا اوقت مین تمکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہے پھر اُسکو جوتیان مارون تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ سحر نہ کر سکی۔

ہچکیاں لیکر بیہوش ہوگئی اور اس کے ساتھیون کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہوگئے اُسوقت دیو پکارا کہ بھائی اس ساحرہ کو اُٹھا کر میرے منھ مین ڈال دے کہ مین چبا کر نوش کر جاؤن نجم نے نسیم کو گود مین اُٹھایا دیو نے منھ پھاڑ پھیلایا اسنے اُسکے منھ مین ڈال دیا اوسنے جو چبایا ہڈیان کڑکڑ بولین اور وہ قحبۂ واصل جہنم ہوئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا نسیم جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحرون کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے اور شہزادہ کے ہاتھ پانون کھلگئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہان تو یہ باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا بے ہوا اور قلعہ و مکانات سحر سب برباد ہوگیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا سب کو آکر قتل کریگا بیشک نسیم ماری گئی اب یہان ٹھہرنا نہ چاہیئے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے ادھر سے شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہو کر دریا بے ہوا پر آیا اُس بحر کا کہین نشان نہ پایا قلعہ بھی خالی تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے سامان عشرت مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار مین برہم ہوگیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہے پھر اوس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور ان دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اخگر نے ساتھ نہ چھوڑا حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت رہگراے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان لق و دق بیابان مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ شجار اوس سے دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور بوے عمرانات کیا چرند و پرند کسی کا نام نہ تھا اوس وادی ہول خیز مین قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نہ تھا ہر سمت سناٹا دھوپ کا تڑاقا عالم یاس قلب مضطر دل بدحواس یہ یکہ تاز عرصۂ جرأت قدم ہمت بڑھائے روان تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اوڑاتا جب دور نکلگیا نیا تماشہ نظر آیا یعنی ہزارون قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اوسکے عکس سے بنا تھا گنگا جمنی سطح غبرا تھا جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونون کے عکس سے طرفہ تماشا ہے کہ یاقوت پر مرصع طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالون لال ہے یاقوت سے چہرہ لال ہے لعل اور زمرد کی اوسی جا کان ہے جوہری قدرت کی دوکان ہے مثل قلب سرور آگین روے کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبزہ کوہ سرخ پر یون نظر آتا ہے کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے کوہ زمرد پر گلہاے سرخ کا جوبن زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین یہ کیفیت دکھاتے ہین کہ بہار باغ عالم کو رو برو اپنے شرماتے ہین

نظم

بہار کھیلتی ہے دھوم سے اس فصل	ہزار رنگ کی لاتی ہے سوانگ اُنکی سال	ہے دست شاخ پہ سوزان شگوفہ سے کا فور
ہوا اڑاتی ہے ہر لحظہ رنگ گل سے رال	نہین ہے جوش شفق سے سپہر نیلی سُرخ	یہ رنگ مہر کی پچکاری نے دیا ہے ڈال
غبار کا گل سنبل پہ ہے عبیر فشان	بہار لالے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال	یہ قمقمے ہین بھرے رنگ ہے دھر ہر سو
درختو نہین ہین یہ نارنگیان کرو نہ خیال	نہین ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما	یہ بیل ابر کی رنگی گئی ہے ستگ لال

سامنے اُن دو پہاڑون کے ایک دیوار بلور سفید کی منزلون تک کھینچی ہوئی تھی اُس سرخی اور سبزی مین سفیدی نئی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر شرماتی تھی نور علیٰ نور وہ مقام تھا نور طور لاکلام تھا اُس دیوار مین تین دروازے بنے تھے جنکی محرابون پر چاند سورج صدقے ہورہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازون پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردا پڑا تھا اُس پردے کو اُس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند تنبے چمک کر گرے اور ان سب کو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت انتما نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا کوئی گلشن سبز و خرم پر وہ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا نگذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا نہریں لبریز حوصلۂ خاطر صاحبان جود و کرم روان تھین موجین قبل دست کریمان تھین سرگرم اہتمام باد بہاری بہار پر تھی مستی اُسجگہ طاری بید طبری شاخ پر عمائے نرگسی بر پیالہ فگن گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کر بموجب ابیات

دفور نشو و نما ہے یہ جوش نامیہ سے
کرینگی فصل بہاران خزان کا استیصال
نہین ہے لالہ ستان شقائق و نعمان

اگر دانہ گرے ہی اگ شاخ ہو ہی فی الحال
نہین لچکتی ہین شگوفون کے بوجھ سے شاخین
خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہی تیغ جبال

نیام شاخ سے ہو تیغ برگ بید علم
کبادہ کھینچنے کی مشق کر رہی ہین نہال

اُس وادی فرحناک مین ایک تالاب لبالب آب و تاب نعم سیر سراپا نور حشم حور کی تصویر گرداگرد اُس تالاب کے سبزہ جا رحمت خدا کا پتا دیتا لب گردان تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پر بہار لب جوئبار پہونچکر ٹھہرے اور رنگین فرش بچھا کر بیٹھے اخگر اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا مگر دیو اس مقام پر نہ ٹھہرا سمجھا کہ سبز باغ ساحرون نے ہمین دکھایا قید کرکے اس جگہ بلایا ہے بس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا زمانہ تیرہ و تار نظر آیا بالکل اندھیرا چارسمت پایا نہ مین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور بہ بانہ پھر ایک سمت کو اُٹھکر پھر وہی ماجرا نظر آیا ناچار مراجعت کی شہزادہ نے اُسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو کس فکر مین ہو اسنے عرض کیا اے شہریار اس مقام کو سحر سے بند کرکے آپکو مقید کیا ہے مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے لے چلون مگر آگے راستہ نہین ملتا ہے جدھر جاتا ہون اندھیر النظر آتا ہے کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے کسی نے سحر بند کیا ہے یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی ہر چند سحر کیا لیکن کچھ ہوا ناچار اُسی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گرد فلک ظلمت شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب آیا کر ہیبت زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی ستی مہر فلک کی گرمجوشی سرشام کچھ عورتین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئین اور قریب ان وادی پیمایان طلسم کے آئین چند خوان پر از طعام ساتھ لائی تھین وہ ہر ایک کے آگے اور دو تین بکرے دیو کے کھانے کو رکھکر چلی گئین اُن خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ سالن کا تھا شہزادہ نے نکھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سب کو یقین کامل ہوا کہ ہم قید مین غرضکہ وہ رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمہ خور روان ہوا کہ ہیبت دکھایا

صبح نے حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو باقد دلجو آب و طعام لیکر آئین اور
دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادے نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے آج ایک بکرا تو کم کھا ہم اسکے کباب
لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہے شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین پرایا حصہ نہ کھاؤنگا تو کباب نہ لگا
یہ سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی طرح دو روز گذرے اب تو بھوک مین اس شہزادہ
کو غصہ آیا مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھیلے مانس سے ڈرنا چاہیے پس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے
انہین سے ایک کو فریب دیکر قریب بلایا اور چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ مالزادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا
ہے جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے منہ گری شہزادہ جست کر کے اُسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ
پر تو سحر نہ پڑھا پر پرواز پیدا کر کے اڑی کہ ایسا نہ ہو کہ رفیقان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے اُس ظلمت کو
طے کر کے ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل سے
آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اسنے شہزادہ کو اُس جگہ پیٹھ پر سے گرا کر زور سحر بےحس و حرکت کر کے آپ جا کر ملکہ ظلمات
سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجکو مار ڈالا ہوتا مین اُسکو اُڑا لائی ہون وہ مجھپر چڑھ بیٹھا تھا ظلمات نے کہا اری قحبہ آئین
طلسم یہی ہے کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نہ کرنا چاہیے قید رکھنا مناسب ہے چنانچہ مین نے اُسکو قید کیا تم
تو یہان کیون لے آئی یہ کہکر اُٹھی اور اُسی بارہ دری مین باغ کی ایک صحنچی تھی کہ وہان آئی اُسمین صندوق تھا
اُسکو وا کر کے کتاب آئین طلسم نکالی اور اس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا یہ بیشک طلسم کشا ہے اُس پہلوان
طلسم کو جو تیرے پاس ہے بلوا کر مقابلہ کرا اور شرط کرلے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور
تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اُسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے دنیا اور
اس باغ مین بہ آسائش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کر کے صندوق مین رکھی اور آپ وہان سے سامنے
شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین ادھیڑ ہے مگر سبزہ رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور
دانش ہویدا ناصیہ سے رعب و جلال پیدا سراپا زیور زمرد و یاقوت پہنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری
ہوئی غرضکہ اُس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شرائط مذکور درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ
پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین اگر تم لوگ ساحرہ ہو تمہاری بات کا اعتبار کیا ہے مین پہلوان سے لڑونگا
تم سحر کرو گی پھر میرا لڑنا بیکار ہی ساحرہ نے کہا اے شہریار مین اقرارنامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نہ کرونگی شہزادہ کو اُسنے
سحر کی قید سے رہا کر کے اقرارنامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اُس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان کوس لمن الملکی
بجاتا رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بتاتا جٹ لنگوٹ باندھے بھبوت ملے خم بجاتا آبنوس کا کندہ
بنا ہوا باغ مین آیا اور اُس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادۂ بلند اقبال نے
بھی رستمانہ اُس کا مقابلہ کیا اس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈوب کر گشتی
آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے لڑتے

وقت ملی بھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نہ چلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیاں شق ہوگئیں
اور اونگلیاں پھٹ گئیں آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر جو مارا چاروں شانے چت گرا یہ بہادر اُس کے سینہ پر چڑھا
اور سوال اسلام کیا اوسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اسکو چھوڑ دیجیے مین مسلمان ہوتی ہون شہزادہ اوسکے سینہ پر سے
اُٹھا ظلمات نے دوڑ کر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی اوس
پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت مین دوڑ کر ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے
اسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی زیر نگیرہ زرتار اُسکو بٹھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے
رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہین انکو بلا دو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھین پس آپ رقعہ
لکھ دیجیے شہزادہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہو کر
کھایا کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو ہمہ آرام مین ہین لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے
وہان کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند ہوا کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑیگا
یا جان دینا ہوگا یا جلاے وطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر یہان سے
بھاگ کر ایک قلعہ ہے اس جگہ سے دس کوس پر کہ مالک اوسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُس کے پاس گئے
اور بزور سحر ایک آن مین قریب قلعہ پہونچکر صداے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے انکو سامنے طلب کر کے حال کیفیت دریافت
کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے چلکر اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الجملہ اپنے مقام پر سے بزور سحر اوڑ کر
اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا یا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بےحس و حرکت شہزادہ کو کر کے پنجہ
بنکر چیڑ الیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو
روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایائے قلعہ تو مدعی شہزادہ کی تھی کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ
مین آیا اور بارہ ہزار ساحران نامدار کو حکم تیار ہونیکا دیا لشکر ساحران تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ
استادہ ہوئی اور شہزادہ کو قید سخت مین گرفتار کر کے ایک خیمہ مین رکھا اسلیے کہ دم سحر اُسکو قتل کرونگا پس خون مسلمان
اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سبزہ رحمت خداوند سامری نہ اوگے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا ادھر ظلمات دیو اور
عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوئے
جب یہ یہان آئی ملازمون نے ماجراے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ رعایاے شہر کو گرفتار کر کے
کھانا شروع کرے اور آپ کو مع اخگر کے حفاظت دیو مین مصروف ہوئی کہ سحر سے اُسکے ضرر نہ پہونچائے اور علاوہ
حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا برایا رو بفرار لائی لشکر نے امان چاہی اسنے ہر ایک سے یہی
سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام ہوے اسنے بھی لشکر چار بیس
ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کے ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشم کوچ کیا وہان ایک رات گذری تھی اور وہ وقت
تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب اُٹھا زمین سے سایہ شب

نظر آیا جمال صبح مطلب + ہنگام سحر چبوترہ نکبت کا بنوا کر بوریاے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا
گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد تیغے پھینک کر
بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائین سپاہ زہر مائل رزم ہوئی زہر بھی اژدر دمان پر سوار ہو کر بڑھا ناقوس
اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گرد گرد آیا چار سمت اندھیر اچھایا سحر کی مار بیرون کی پکار شروع ہوئی نارنج ترنج مارنے
ہار مہرے چون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار رجا دو سپہ سالار زہر کا نارنج مارتا آگے
بڑھا آتا تھا اس طرف سے اخگر اوسکے سحر کو رد کرتی جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر ظلمات تھا
لڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اوسکو خنجر سے دھکا یا وہ تو اوسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اس طرف سے تاک کر
ناریل جو مارا اسکے سر پر جو پڑا سر اڑ گیا غل اوسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ یہی ساحر نے سپہ سالار کو مارا
سب اسپر ٹوٹ پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اوسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اوسنے بھی لوٹا مار کر سیکڑوں
کی ٹانگین نکالیں اسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزار ساحر اس طرف کا
جلا نجم تو جست و خیز کر کے نکلگیا اور دیو چھپٹا کہ مین بھی دو چار کو ماروں ناگہان ایک چکر جو آکر لگا ہاتھ کا ایک لوتھڑا ہوکے
کٹ کر گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کر کے پھر آگے بڑھا پھر ایک تیر جو نشانہ پر آکر پڑا تا نشانہ ہوا تیر توڑ کر
پار گزرا اس عرصہ مین زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم مین زہر پھیلنے لگا اور سوزش
ہوئی چھالے بدن پر پڑ گئے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھائی
ظلمات بھی ٹکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤن راہ مین دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چوٹے زہر
جاتا ہے اسنے تیغہ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ مارون دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی مضبوط تھامی کہ آنکھین
اوسکی نکل آئین ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ اے دیو نہ چھوڑنا اسکو جلد لقمہ کر جا دیو نے فوراً اوسکو کھینچکر منہ مین ڈالا
اور چبا گیا پیٹ مین سے اسکے غل بچھو پکڑ لے کا بلند ہوا دیو گھبرایا اخگر مع فوج کے ساحروں سے بھڑی ہوئی تھی
اب ظلمات پر سے بھی سحر زہر کا اتر گیا یہ بھی آ گر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے اسمین
آگ لگی اور شہزادہ لوترج پر سے سحر اتر گیا ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی قید آہن توڑ کر اٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر
پہونچایا پھر تو دشت رنگین ہوا گلہاے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صداے خندہ
گل تھی اسلحہ کی چقاچاق آواز نغمہ بلبل تھی خون کی نہرین جاری زخموں کے فوارے چھوٹتے ہواے تیغ باد بہاری
تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادہ نامدار سے بقیۃ السیف
نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہو کر شہزادہ کو قلعہ مین لائے دیکھا تو اس قلعہ مین سحر کے مکانات و باغات
سب نابود ہین رعایا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی پھر دار الامارہ مین آکر قیام فرمایا حکم
آغاز جلسہ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا ہوئی بعد دو روز کے پھر وہاں سے عزم روانگی فرمایا دیو نے
عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو مجکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے

دیو نے کہا مجھے لیتے تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر کھاؤنگا دشمنون کا سر چباؤنگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور اخگر و عیار وغیرہ ایک کو ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے کا راستہ پکڑا کئی کوس پر ایک برج اون بروجہاے طلسم مین سے نظر پڑا کہ نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اوس برج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین جادو نام ہے - ہرچند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد جہان نشین کہلاتا ہی خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہر کو فتح کرکے میرے برج کی جانب آتا ہے پس یہ سنکر اسنے سحر کا پتلا بنایا اور اسکو بھیجا کہ دریافت کر آ طلسم کشا کہان ہے پتلا آکر شہزادہ کو دیکھ گیا اور اس سے بیان کیا کہ وہ جو چار کوس جنگل اس برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کرکے تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہان آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کرکے مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اوسکے شر سے نجات پا دیگا اور تیرا نام بھی ہوگا ایسا کچھ تجویز کرکے ایک برج اش کے آٹے کا بنایا اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اوسی آرد کی بنا کر ہاتھ پر رکھکر اسی برج آرد سے حکم دیا کہ دیو جو ہمراہ فاتح طلسم ہے اوسکو جاکر قید کرے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ کر دونون اشیا اڑکر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد بزرگ زیر گنبد فلک بروے ہوا اڑتا نظر آیا اور مثل سرپوش کے دیو پر ڈھک گیا رنگ اوس برج کا بالکل سیاہ تھا اندر اوسکے دیو کا حال تباہ تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجکو بچایئے اس تاریکی سے چھڑایئے شہزادہ اوسکی جانب تیغ پکڑ کر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری اڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے محاصرہ پذیر ہوئی اوسوقت اخگر و ظلمات دونون بزور سحر اوڑین لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین بھی اتنی ہی اونچی ہوگئین یہ نہ جا سکین اوتر آئین اور شہزادہ فرط غضب سے ہونٹھ چبانے لگا اور بحالت ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز رہاندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + یہان تو سب دعا کر رہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا کہ وہ اختر برج صاحبقرانی قید ہوچکا بس اپنے مصاحب ایک ساحر نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تورج و نجم کو میرے پاس اٹھا لاؤ اور باقی سب اسی طلسم کے لوگ ہین انکو وہین قید رکھو بعد قتل ان دو خدا پرستون کے وہ خود مطیع ہوجائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اوسکے پرواز کنان اس احاطہ سحر مین آئی شہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اوڑھے مشجر کا لہنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پر صندل کا لگا سر سے پانو تک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوے انداز سے منہ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت بڑھی چڑھی آئی ہے ظلمات نے بھی اوسکو پہچانا اور اسنے قریب آکر کہا کہ اے ظلمات تھوک ہے تیری جننی پر اور تف تیری اوقات پر کہ تو نے دین سامری و لقا کھو کر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور خداوند لقا جو پردۂ دنیا پر موجود ہین اور ہمارے پالنے کو وہ خداوند عرش اعلی پر نہین رہے - اون کے دین کو ترک کیا یہ کہہ کر اخگر کی طرف

مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ پھٹے منہ لعنت خداوند تیرے اوپر کہ تو غیر مذہب والیکو دھگڑا بنا کر بیٹھی اور گھر برباد کیا
شعلہ ساسان کو قتل کرایا اوسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو مثل ہے کہ بے بالک گھر گھالک وہ اصل ہے
اسی واسطے تجکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگڑا کیا تھا اخگر نے یہ باتین سنکر کچھ اسکا کہنا پذیرا نہ کیا
اور ایک نارنج مارا کہ او قحبہ کیا تو نے تب تب مچائی شامت تیری آئی ہے لے اسکو اوسنے باتون کی دھن مین
پہلے تو خیال نہ کیا اب نارنج آتے دیکھ کر چاہا کہ رد سحر پڑھون مگر ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نہ دیا اسکو
کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا جادوگرنیون نے شہزادہ سے کہا کہ بلا سے قید تو ہم ہو گئے ہین اب جو
آئیگا مارین گے ادھر نگاہ کو دیر ہوئی تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مار لیا یہ معلوم کرکے اُسے بڑا غصہ آیا
اور ایک ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا کہ تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کرکے قتل کر ڈال قہقہہ زمین مین غائب
ہو کر روانہ ہوا لیکن اس طرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان دو جادوگرنیون نے ایک ساحرہ کو مارا پس مجکو بھی
لازم ہے کہ اب جو آئے اُسے قتل کرون یہ تجویز کرکے ایک حباب بیہوشی منہ پر شہزادہ کے مارا اور جادوگرنیون و
دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کر دیا اور آپ صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنا کر خنجر کھینچکر ٹھہرا تھا کہ زمین
تھرائی یعنی ساحر جو زمین مین غائب ہو کر چلا تھا یہان آ کر پہونچا نجم نے جب زمین کو تزلزل دیکھا دوڑ کر سینۂ شہزادہ پر
باخنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا مین قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ ساحرہ و دیو بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر طلسم کشا
کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھکر وہ متحیر ہوا اور اس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ مین نگاہ جادو کا
بھائی ہون اُسکا بدلا لینے آیا ہون یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ تیری بہن کو یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین اُنھون نے
مارا ہے تو اُنکا سر کاٹ مین اس مسلمان کو مارون نجم سینۂ شہزادہ پر سے اوٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے جھکا
نجم باخنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا چمک کر ایک ہاتھ جو مارتا ہے سر اُسکا کٹ کر دور گرا صدائے گیرودار بلند ہوئی نجم
نے شہزادہ وغیرہ ہر ایک کو ہوشیار کر دیا تو ترنج نے حال سنکر اسکو گلے سے لگایا جادوگرون نے تعریف عیاری کی
کی اودھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اُسکو بہت غصہ آیا اور خود اُڑ کر اُس احاطہ پر آ کر
ٹھہرایا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کرکے پنجہ بنکر گرا شہزادہ اور نجم کو اُٹھا لے گیا اور اسقدر بلند ہوا کہ قریب
کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے ساحرون کو مارا ہے شرط کہ یہان سے تجکو نیچے گرا دون کہ ہڈیان
سرمہ ہو جائین شہزادہ نے کچھ اسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے اسکے دلمین یہ خیال پیدا کر دیا کہ سب کے سامنے
لے چلکر اوسکو مار ڈال یہ کیا کریگا چنانچہ ایسا سوچ کر اپنے باغ مین کہ نام اُسکا باغ پریزاد ہے اوترا اور انکو سحر بند کرکے
چھوڑ دیا جب انکی آنکھ کھلی باغ فرحت انتما مین اپنے تئین پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے مثل لباس عروس بسا
پھولون سے زیور دولھن کی طرح پہنے مرصع سب شاہ چمن کا گہنا تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اسنے کہا کہ اے خیرہ سر
تم خدا پرست ہو خداوند لقا کی پرستش چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو مین تمکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ سنکر نجم عیار بولا
اے تاجدار تو نے کیا کہا ارے مین لقا پرست ہون اس خدا پرست نے بہت ساحر ہزارہا بندے لقا کے مارے میرا

کچھ بس نہ چلا ناچار مین ساتھ اُسکے ساتھ ہولیا اور مین ہی تو اُسکو طلسم مین لگا کر لایا کہ یہان سے نکل نہ سکے مارڈالا
جائے اور اے بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب مین اُٹھانا یہ کہکر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا
دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہین تاجدار نے کہا سامنے رکھ مین سجدہ کرتا ہون اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا نجم نے کہا
مجھپر سے بھی سحر اُتار لیجیے کہ اس خداپرست کو مارون اور خداوند کو سجدہ کرون اُسنے اُسپر سے سحر اُتار لیا اسنے ایک
بیضہ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھیے یہی گولا اس خداپرست کو مارونگا یہ کہکر وہ بیضہ اُچھالنے لگا اور کہا دیکھیو یون
مارتے ہین پس چرخ دیکر وہ بیضہ ناک پر تاجدار کے مارا کہ وہ ناک اپنی ملنے لگا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوگیا نجم نے دوڑ کر خنجر مارا مگر اُس کے بدن پہ سحر تھا خنجر اُچٹ گیا نجم نے دماغ پر بیہوشی کی چڑھا کر کپڑے اُسکے
اُتار کر اُس کو توشکیلون مین چھپا دیا اور آب رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو آکر
زمین سے اُٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری مین لاکر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر
ہے بیرون گلزار ملازم تاجدار موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آئے اُنکو ہمراہ لیکر یہ اندر باغ کے آکر تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ سردارون کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہوکر آداب بجالائے اور بیٹھے اسنے ہر ایک سے
پوچھا کہ یارو لوح تمکو معلوم ہے کہ کہان ہے کہین ایسا تو نہ ہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان خداپرست آئے ہین کچھ
پیچ نہ پڑجائے مین سحر اُتار کے طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہون سب نے عرض کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہین معلوم
ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہونچی مالک قلعہ بیرانیہ ببران شیر سوار آپکی ملاقات کو آتے ہین اسنے حکم دیا کہ لوگ
ہر استقبال جائین سردار استقبال کرکے اُسکو باغ مین لائے اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر سوار شیر کی ایسی صورت
بنائے لباس تاجداری سے آراستہ ہے اسنے تعظیم کرکے اُسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شراب پیجیے دعوت کھائیے
باعث تشریف آوری بتلائیے اُسنے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسکو دیکھنے کو مین آیا ہون
اور شراب وغیرہ مین کچھ کھاؤن پیونگا نہین کہ تمھارے یہان عیار آئے ہوے ہین نجم نے کہا طلسم کشا وہ دیکھو پلنگ پر
پڑا ہے اسنے جاکر دیکھا اور کہا اسکو نار سحر مار کر مع پلنگ پھونک دین ثواب عظیم ہوگا نجم نے کہا مین نے منت
مانی جمشید کی نذر کی ہو کہ بعد تین دن کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہو تو مین جاکر اپنے گروہ سے
پوچھ آؤن یہ کہکر تخت پر سے اُتر کر گوشہ باغ مین گیا اور وہان صورت اپنی مثل ایک مرد ضعیف کے بنا کر
سر ہلتا ہوا ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین منھ مین دو چار دانت باقی نہ دارد ایک کرتا پہنے پلکین سفید کیے اُن کیاریون مین
کہ جہان تاجدار پڑا ہو اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا مین کیلون مین
برہنہ تن پڑا ہون اور ایک بڈھا سامنے کھڑا ہے یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے عیار
نے کہا کہ تجکو اپنی بھی خبر ہے مین کون ہون ارے بیوقوف تو بندہ خاص خداوند لقا آج سے ہوا تجکو نجم عیار نے
نفرہ دیکر بیہوش کیا تھا مجکو حکم ہوا کہ تو جاکر میرے بندے کو اُٹھا اور سب کیفیت اسکو بتا چنانچہ حسب ارشاد خداوند
تجکو آگاہ کرتا ہون کہ عیار نے فریب دیکر ببران مالک قلعہ برانیہ کو بھی مسلمان کیا ہے اور مثل اخگر و ظلمات

وہ بھی شریک فتاح طلسم ہے وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہے اور تیرے مقام پر اسوقت بیٹھا ہی چاہتا ہی کہ تیرے سردار ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہی کہ تو جا کر نہ اُس سے کچھ پوچھنا نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو فقرہ دیکر نکل جائیگا یہ حال سُن کر تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض پیرا ہوا کہ فرشتہ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہان سے جاؤن تو آپکو پھر کہان پاؤن اسنے فرمایا کہ تم جا کر بہران کو قتل کرو بعد فراغ مجھکو پکارنا مین ظاہر ہونگا تاجدار یہ اقرار لیکر بسان شعلہ جوالہ چمک کر بحالت غضبناک روانہ ہوا جب بارہ دری مین پہونچا سب سردار بہر تعظیم کھڑے ہو گئے بہران نے بھی کہا آئیے تشریف لائیے اسکو تو مرشد کامل نے بخوبی پٹی پڑھا دی تھی تیوری چڑھا کر گھورنے لگا اور بزور سحر شیر بن کر ایسا طمانچہ بہران کے مارا کہ وہ تخت سے نیچے گرا اور ازبسکہ غافل اسکے ضرب پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اُسکو گراتے ہی پیٹ پھاڑ ڈالا شور وغوغا اُس کے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور سجدہ کرکے بادب تمام پکارا کہ اے ملک مقرب آئیے مین حکم عالی بجا لایا نجم ایک گوشہ باغ مین چھپا ہوا تھا اُسکو پکارتے ہی جست کرکے اس طرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روئے ہوا سے اُترتا ہے غرضکہ تاجدار نے اُس کو لا کر تخت پر بٹھایا اور سب اہل دربار سے کہا اُن کو سجدہ کرو کہ اُنھون نے جان میری بچائی ہے سب نے سجدہ کیا اور دست وپا کو بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ اے ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کشا کو پلنگ پر کسنے اُٹھا کر لٹا دیا اسنے کہا بعد تمھارے بیہوش ہو جانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا تھا اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اُسی ملک نے طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہی کہ اسکو ہوشیار کرو اور سحر اُسپر سے رد کرکے بعزت تمام پاس اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھانا کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمھاری طاعت کریگا اور تمھارا نام اس طلسم مین ہو گا یہ سُنکر اسکو بڑی خوشی ہوئی اور اسی وقت سحر پڑھکر ترنج کو ہوشیار کیا شہزادہ اُٹھ بیٹھا نجم نے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا خداوند کو سجدہ کر کہ تجھپر رحمت خداوندی نازل ہوتی ہی شہزادہ یہ سُنکر چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت ودرشت دے نجم نے ستارہ رخسار کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرا عیار ہے جو یہ کہے وہی کرنا چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب دیا کہ مین کچھ سجدہ کرنے سے انکار رکھتا ہون عیار نے کہا اے تاجدار لو اُٹھو طلسم کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور ہم اب تمھارے سب کام کرچکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سُنکر تاجدار تخت پر سے اُٹھا ادھر پلنگ پر سے شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوے شہزادہ نے ایک ہاتھ کو گلے پر رکھکر فشردہ کیا اور کوے مین اُسکو ایسا دبایا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑاکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم رکا سحر بھی نہ پڑھ سکا آخر پھڑک کر مر گیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ چھڑانے دوڑے لیکن ایک لمحہ مین فیصلہ ہو گیا کام تمام تھا شہزادہ لاش اُسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا ازبسکہ مرنے سے اُس کے اندھیرا ہو گیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی شور وغل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے تلوارین مارنا شروع کین بہت ساحر اُس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑ کر فوج کی چھاؤنی مین گئے

لشکر تیار کرا کر لائے لیکن مرگ تاجدار سے دیو اور اخگر و ظلمات وغیرہ رہا ہوگئے تھے اور کراوسی باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغائے عظیم برپا تھا اوسی نشان پر راستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھ کر دیونے ہاتھ بڑھائے اور دشمن کو کھانا شروع کیا اور اخگر و ظلمات نے گوئے سحر کے مرچون کے ہار نارنج ترنج ناریل کچے سوئیون کے اور پیکانون کے مارنا شروع کیے کبھی اخگر نے آگ برسائی کبھی ظلمات نے تاریکی عالم مین پھیلائی اس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پر بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا پڑا تھا بڑا تہلکہ تھا آندھی کا شور بیر دن کا غل ہوا کا زور جان دینے مین نہ کسی کو دریغ نہ تامل لڑنے سے وہ لشکر عاری یہ اکیلا ہزارون پر بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی کا مل تختہ تختہ بحر مرگ کی جوشش بکوشش آب شمشیر کا پتہ دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آنا دشوار بیڑا اپھنسا بیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگاتی یہ حالت نظر آتی کہ اب ڈوبی اب ڈوبی کاغذ کی ناؤ کہلاتی اس لشکر بے سردار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا بموجب **نظم**

بفرمود توسج دران رزمگاہ	نہ بیمش بلرزید خورشید و ماہ
بتیر و کمان و بہ شمشیر تیز	درافگند در سرکشان رستخیز
پس و پیش او لشکر جنگجوے	بروے اندر آوردہ بودند روے
زخون روے صحرا چو جوے روان	زبانگ سواران جہان پر فغان
وران کین و آشوب و دار و بکش	نہ با اسپ زور و نا با مرد ہش

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور چادر امان ہلائی شہزادہ نے ہاتھ کو روکا ہر ایک نے قدم اقدس کو آنکھون سے لگایا مطیع اسلام ہوکر شہزادہ کو اندر قلعہ کے لیگئے دار الامارۃ مین لاکر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے اخگر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین تسلط ہوگیا جلسہ مسرت و جشن عشرت کی بنیا دھوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادہ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت بیڈول ہے زمین یہان کی پرہول ہے اب ٹھہرنا نہ چاہیے آگے بڑھ کر دیکھیے کہ کیا در پیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بہت اچھا جب صبح کا نظرون سے تارا + ہوئی شکل سحر پھر آشکارا یہ اختر آسمان شجاعت نماز سحر سے فارغ ہوکر مع رفقائے بامحبت کے اوس قلعہ سے نکلکر رہگرائے منزل مقصد ہوا اور دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون گاڑے تعجب کا خانۂ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نافرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اوسی جا مقام ہے ناچار بخاطر ناصبور قیام کیا او ہنگام سحر جب مہر منیر بمقام طلوع ہر روزہ سے ساطع ہوکر سطے منازل افلاک کرنے لگا اس وادیہ پیمائے صحرائے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر برائے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اوسی مقام پر آگیا کہ جہان سے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش چکر دیتی ہے مجبور پھر کھانا

کھاکر سو رہا اور صبح کو اُٹھ کر راستہ پکڑا شام کو پھر اوسی جگہ آرہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتہ کہکشان مین دانہ کواکب پرو کر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا — جہان کو نور کا عالم بنایا
ضیا سے اس طرح چمکے برابر — ستارے بن گئے ذرّے زمین پر

شہزادہ ایک تختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کر کے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ داور بیچال مین بصد تضرع و زاری بیقراری ظاہر کر کے دعا کرنے لگا کہ اے گردش دہ مہر و ماہ و اے چرخ دہ افلاک حاکم روز جزا تیرے کرم کا بڑا مجھکو آسرا ہے اس ہرزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کہ ابیات

تجھی سے ہے بناہ اوج و پستی — عطا کی ہے ہمین تو نے ہی ہستی
تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی — دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی
کٹے یارب یہ صحراے پر آفات — نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدۂ ظاہری بند ہوے اور چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئین خواب طاری ہوا اوسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی ہین در ہاے آسمان کشادہ ہین ملائکہ طرقوا گویان ہین ہر سمت ندائے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہے اور ایک تخت نورانی مرصع پر ایک مقدس سوار ہین لیس اوس تخت نے بلسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدہ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اوتر کر قریب اوسکے آئے اور دست حق پرست اپنا اوسکی پشت پر رکھکر ارشاد کیا کہ اے فرزند امیر کیا چاہتا ہے ہم گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اون بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجکو تعلیم کرتے ہین مع درود معظم پڑھ کر قدم بڑھانا اور سمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچا دیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سب کو ملا دیگا اور دشمنون پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہو گئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہے یہی رویاے صادقہ کا ہنگام ہے اور جسم میرا معنبر و معطر تمام ہے جانا خواب میرا سچا ہے جلد اوٹھ کر وضو کیا نماز سحر برجوع قلب ادا کر کے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اوسپر خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود معظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اوٹھایا اور دشت سپہر مین آیا کہ ابیات

لنظر شائق ہوئی نور سحر کی — اجازت رات نے چاہی سفر کی
ردا سے نور نے ڈھانکا زمین کو — قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو

صبحدم یہ نیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادتخانہ سے اوٹھ کر اپنے رفقا پاس آیا انجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو اب یہ طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام سنکر دیو پکارا کہ اے شہزادہ مجکو نہ چھوڑیے گا مین کو سون اوڑائے جاؤن گا

اور تیرے دشمنون کا سر کھاؤنگا شہزادہ نے اوسکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا دعا پڑھتا سمت مشرق روانہ ہوا دیو اور بحم و اخگر و ظلمات کو اوسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جا بے تحفظ و آرام پیدا کر کے ساکن ہوئے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑیے اور شہزادہ کو مشرق جانے دیجیے لیکن اب چند کلمۂ افراسیاب کے سنیئے - مؤلف ہیچمدان ناظرین والاتمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھرے گا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اس لیے ترک کیا ہے کہ فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تصریح وار مع تعریف اگر لکھے جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فاما میری ہیچمدانی پر خندہ زنی سب صاحب نہ فرمائین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کر کے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم بر سر مطلب - سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ گیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھ کر طاق طومطراق کو سمت کوکب بھیجا اور صنعت و زیرہ ہزیمت خوردہ اوسکے پاس آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اوس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی لاثانی گلہائے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت یار تھا ہر گل بہار افزا ہر رنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اوس غدیر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اوس جگہ فرش آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اوس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غلطک مار کر بصورت پری بنی بہت نازک سے درست چالاک و چست آنکھ نشیلی گات رسیلی رخسار پر نور ضیا مین رشک زہرہ مشعلہ طور شام فرقت اوسکی سواد زلف پر قربان آئینہ شمس و قمر اوس کے رخسارون کے روبرو حیران کہ - نظم

نہایت خوبصورت اور رنگین ۔۔ مرادون کے بہار افزا تھے وہ دن
مثال ماہ تھی مطلوب شاہ ۔۔ خواصین گرد مثل نجم تھین واہ
وہ پہنے تھی جواہر اس طرح کا ۔۔ نظر کا اوسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
ہوئی اس جاہ و حشمت سے نمودار ۔۔ کہ تھی ہر ایک رشک ماہ رخسار
خرامان کبک کی صورت بصد ناز ۔۔ پریزادون مین تھی وہ حور ممتاز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجالائی شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ اے ماہی بران مزاج اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اس خانم حسن کو ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اوس بیابان لالہ زار سے ستر۷۰ سو عورت قبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گسترہ کیا

گرد تخت ستره شو کرسی جواہر جڑی بچھا دی بادشاہ اُس مہ خوبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب نازنین عذار
کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آ کر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت
سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بچیون کو جو ساحر اُٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کس نے مارا
وزیر نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئی ہین اُنھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے
دریاے قہر کو پیدا کر کے میرے لشکر کو ڈبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو
دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بنا کر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اوس جنگلی کے پاس سے پھر آئے تو مزہ
چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اوسوقت
اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ اے ملکہ کسی کو بھیجدو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑ لائے اس بحر محبوبی نے
ہنس کر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ اے نکہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت
سانولے رنگ کی پوشاک نفیس سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانہ دہر آفت دہر
سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجا لائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پریزاد
کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جاکر چارہ اپنے ہاتھ سے کھودا پھر ڈور اور قردل لیکر کٹیا ڈگن شست
وغیرہ جملہ سامان سے درست ہو کر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع
کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جس کے لیے تم جاؤ گی تم یہان ٹھہرو دعوت کھاؤ عیش کرو کچھ دیر مین وہ مچھلی پکڑ کر
آتی ہے صنعت کہنے سے شاہ کے رُکی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج جو خواجہ کے ساتھ
آئی ہے اوسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہے لیکن ماہی پریزاد اسی طرح غرق دریا ہے -
باران وسیلان ابر سحر مین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون روان کے پار اُتری اور پہلے بارگاہ حیرت
مین آئی ملکہ نے اسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین
مبارک ہو یہ وہان سے پرواز کر کے کنارے اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کٹیا مین چارہ لگا کر دور سے
دریا مین پھینکی اسوقت بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اُسکو سحر نے اسکے آنے سے باخبر کیا اور اسنے کہا کہ اے مہرخ
افراسیاب نے نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے
اوس چارہ سے یقینی ماہی مذکور پکڑ جائے گی مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اسکے جانے سے برق عیار
بارگاہ مین موجود تھا وہ بھی روانہ ہوا اور وہ کوہ مین قرب دریا جاکر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر پڑھا
کہ دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک کیچوے نے کاٹ دیا کھٹکا ہوتے ہی نکہت بہت خوش تھی پر
جو ڈوبا اسنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارہ بحر کے
آئی اور زمین کھود دی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ مین بحرین آکر پہونچا اور للکارا کہ باش اے شوریدہ
بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے نکہت نے اسکا نعرہ سنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور ایسا

سحر پڑھا کہ وہ نارنج آگ کا گولا بنگیا اسنے وہی کھینچ مارا ہرچند کہ بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر ہوا اور نارنج سینہ پر آکر گر گیا کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو وہ نارنج توڑ کر پشت کے پار نکلجاتا مگر اس کے پاس تحفہ جات عطیہ شاہ کوکب بہت تھے نارنج ہلاک تو نہ کر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا نکہت نے چاہا کہ سر کاٹ لون برق جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹ کر آیا اور کاندھے پر لاد کر لے بھاگا نکہت حیران کہ یہ کون تھا تا دیر حسرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھودنے مین مصروف ہوئی اور برق جو بحرین کو لے گیا تھا درۂ پہاڑ مین لیجاکر رکھا اور لباس اوسکا لیکر اوسی کی ایسی صورت بنا اور وہان سے کنارہ بحر سحر کے آیا دیکھا تو نکہت چارہ ڈھونڈتی ہوئی اُس پار اس دریا کے اوتر گئی ہے اسنے پکار کہا کہ اے ملکہ مجکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہی کوکب کی اوسکے سامنے کچھ حقیقت نہین پس مجکو تم خدمت بادشاہ مین لے چلو اور تقصیر میری معاف کرا دو مین ماہی پریزاد کو پکڑ دادونگا اور ہمیشہ مطیع حکم تیرا رہونگا نکہت اس کلام سے بہت خوشنود ہوئی اور کہا اچھا میرے پاس آ برق حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤن پس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہون ایک چیز اپنی اس درہ مین بھول آیا ہون لے آؤن یہ کہکر چلا اور درہ مین آکر بحرین کو ہوشیار کر کے سب حال کہا اور پوچھا کہ اوس طرف دریا کے کیونکر جاؤن اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا مین جاکر پھینکیو پنجہ پیدا ہو کر اوٹھا لے جائیگا یہ وہان سے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا مین پھینکا ایک پنجہ دریا سے نکلا اور اوسکو اُٹھا کر اوس پار لے گیا نکہت نے کہا اب تجھ مین ایسا زور نہین رہا کہ پرواز کرے اسنے کہا اے ملکہ یہ تحفہ جات سحر پھر کس کام آئینگے مین انھین سے کام لیتا ہون آپ آرام سے رہتا ہون نکہت نے کہا میرا ارادہ ہے کہ ایک کانٹا سحر پڑھ کر ایسا دریا مین ڈالون کہ ماہی پریزاد کا کلیجہ چھید جائے مگر تو آکر میرا مطیع ہوا ہے اس سبب سے خاموش ہون اسنے کہا اے ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑ لو اسی مین نام آوری ہے اچھا تم شکار کھیلو مین کچھ کھاتا ہون کہ بھوکا ہون یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور کہا اگر مزاج مین آئے تو آپ بھی کھائیے اسنے کہا کہ اے بحرین یہ حرکت تو نے ایسی اسوقت کی کہ جیسے عیار کرتے ہین اوسنے وہ میوہ اُٹھا کر دریا مین پھینکدیا اور کہا اے ملکہ دمبدم کی خبر کوکب کو پہونچتی ہے اب مین نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا تمکو میری طرف سے مظنہ بد گذرا مین اب کسکا ہو کر رہونگا کوکب مجکو مار ڈالیگا گھر بار میرا غارت کر دیگا اے ملکہ مین منع نہین کرتا ہون تم چاہو ماہی پریزاد کو مارو یا گرفتار کرو یا رہا کر دو میرا ٹھکانا کہین ہو جائے نکہت کو اوسکی عاجزی پر رحم آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین یہ کہہ کر چارہ جمشیدی کٹیا مین لگا کر دریا مین پھینکا مچھلی کی عادت ہے کہ چارہ پر بہت دوڑتی ہے یہ مچھلی اگر سحر کی ہے تو چارا بھی جمشیدی ہے پس ماہی پریزاد نے آکر چارہ کھایا ساحرہ نے جھٹکا مارا کانٹا چھد گیا اور کھینچ آئی اوسے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہے چاندی کے تیر کی طرح چمکتی ہے یہ تو مچھلی کے نکالنے مین مصروف تھی برق نے کمند ماری کہ ساتون حلقے اس کے گردن و کمر مین اوتر جائے لیکن چند پنجہ پیدا ہوئے اور کمند کو انھون نے روکا برق نے جست کی کہ کلیجا دُون

ساحرہ نے گیر کھہ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ یہ اوندھے منھ گرا ساحرہ خنجر پکڑ کر دوڑی کہ سر کاٹ لون اسوقت آواز آئی کہ
باش یہ برق عیار رہے شہنشاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا نہین اسنے یہ نعرہ سُنکر ہاتھ
کو روکا اور نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ جھولا گلے مین ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی تہمری باندھے
آتا ہے اسنے ہاتھ اُٹھایا ساحر نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ اے ملکہ جب سے تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری
دیکھ رہے ہین چنانچہ جب یہ عیار آیا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجکو آنے مین عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب لیچلو اُن دونون
کو حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر ڈورہ مین مچھلی کو لٹکایا اور بغچہ مین عیار کو دابا اور لیکر چاہا کہ اُڑ جاؤن اُسوقت ساحرہ
نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو مین لے چلون اسنے کہا نہین مین لیے چلتی ہون ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہے
دیکھو اور ایک ساحر کو بھیجا ہے وہ داہنی طرف نگاہ کرو اُڑتا ہوا آتا ہے نکہت اسکے کہنے سے اسی طرف دیکھنے لگی
اور اوس ساحر نے کہ اصل مین قران ہے جھک کر نعرہ مارا سر اوسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اُس کے
مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپ کر دریا مین چلی گئی اور
برق بھی رہا ہوا قران نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے برق جس پہاڑ پر کہ مین رہتا ہون اس وقت
تم اوس جگہ میرے ساتھ چلو مین تمھین ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درہ مین جب پہونچا کہا
خلیفہ صاحب بتلایئے یہ کونسا تماشا ہے جو آپ دکھلانے لائے ہین اوسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہے اس کے
مرنے کی خبر سُنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر مین جاتے مبادا گرفتار بلا ہو جاتے پس مین اسی
لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر وہان ٹھہرا رہا پھر ایک سمت کو روانہ ہوا۔
قران نے کہا ابھی لشکر مین نجانا ادھر ہی ادھر رہنا اوسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا ادھر لاش نکہت کی پیر
سحر سے اوٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے کام اسکا تمام کیا بادشاہ
نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین ہوتی اور انھون نے سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا اے ملکہ
صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ مین ملکہ ماہی برن کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاران
سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دین مین انکا سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو
مین تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ
حال اسکا بیان ہوگا اب طومطراق ایلچی کی کیفیت سنیئے کہ نامہ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر
چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون رواں کے پار اوترا خیال مین اُسکے
آیا کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہے اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہے اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر
مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہے کہ اُسکو پکڑ جانب طلسم نور افشان لے چل راہ مین کسی جگہ مار ڈالنا
یہ تجویز کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو مین بھی آتا ہون لشکر تو کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب لشکر
مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکور دربار برخاست کر کے سو رہی تھی اسنے قریب بارگاہ

پہونچ کر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھ کر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے یہ اندرون بارگاہ گیا اور مہرخ کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈال کر زیادہ تر بیہوش کرکے پنجہ مین داب کر اوڑ گیا اور سیدھا اپنے لشکر مین آیا لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھ گیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اوترا ہوا تھا کہ اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھ کر اسکو قتل کرون غرض وہان سے بھی کوچ کرکے آگے چلا یہان تک کہ قریب ایک قلعہ کے پہونچا کہ جہانکی مالک ملکہ زیور چشم جادو ہے جب اس قلعہ کی حوالی مین اُترا اسیر صحرا و کوہ مین مصروف ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی بیرون قلعہ آئی تھی اوسنے لشکر جو اُترے ہوے دیکھا لوگون سے دریافت کرکے قلعہ مین گئی زیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سُنا کہ طاق ایلچی ہو کر کوکب پاس جاتا ہے پس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزار ہا خوان اغذیۂ لطیف و گوناگون سے مملو کرکے تنگ ہاے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر و جواہر کی کشتیان تیار کرا کر گہنا اور لباس پر تکلف سے آراستہ ہو کر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیزین اپنے ہمراہ لین بڑے تزک و احتشام سے قلعہ کے باہر نکلکر اوسکے لشکر مین پہونچی اُسنے بھی خبر سُنکر استقبال کرایا اور فرش تک لینے کو آیا مسند پر لیجا کر برابر اپنے بٹھایا ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اوسنے بھی کشتیان شراب ارغوانی کی منگا کر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا اندر قلعہ کے تشریف لے چلیئے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف لے جایئے گا اوسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین جا سکتا ہون اس لیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نہ جائے اُسکا سر کاٹ لون تو مجکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ مجرم افراسیاب کی ہے تمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ سر اوسکا کاٹو بہتر یہ ہے کہ خدمت بادشاہ مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے اسے یا بخشے اوسکو اختیار ہے اسنے کہا اے ملکہ راہ مین عیار دھوکا دیکر چھڑا لین گے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچی گری جاتا ہون لڑائی مین عرصہ ہوگا اس سے یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اُس جگہ کام اوس نمکحرامہ کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمہارے سامنے اسکو قتل کرتا ہون یہ کہہ کر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہے اوٹھا لایا چاہا کہ باہر نکال کر اوسکو آزار دون زیور کو خوف طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی برباد فنا اُڑا دینگے علاوہ اسکے عمرو ملکہ کوکب مین گیا ہے بتران یہ خبر سُنکر آفت برپا کرے گی اگر یہ کہا جاے کہ افراسیاب حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نہ کر سکا تیری اعانت بھی نہ کر سکیگا آجتک تو نہ شاہ طلسم کی طرف گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت خرابی آئیگی مناسب ہے کہ اسکو قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچ کر گویا ہوئی کہ اے طاق مین اپنی عملداری مین مجرمہ شاہ کو قتل نہونے دونگی اسمین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیاران ہی تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین قید رکھون جب نامہ داری کرکے تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اوسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ اے او نمکحرامہ معلوم ہوا کہ تو باغیون سے ملی ہوئی ہے اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہے پھر کیا مجکو کمزور سمجھا ہے جو قتل نہونے دیگی جادوگر ہو زیور سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچے گی وہ بھی جانیگا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہے پس وہ تجکو غارت کر دیگا

خیر ابتو بگڑ گئی پھر ایکطرف ہورہ اس سے مہرخ کو چھڑا لے بس اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار تو بکتا ہی گیا ہے بڑا تجکو گھمنڈ ہو گیا ہے بے خبردار ہو جا یہ کہکر مثل برق جہندہ مسند پر سے اوٹھی اور نیمچہ صاعقہ کردار جو زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُس کے ارادہ ساحر زبردست ہے ایک قلابہ آہنی سامنے ازخود آ گیا کہ نیمچہ اُسپر پڑا اور قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اوٹھکر تلوار کھینچی اور وار کیا اُسکے سامنے بھی قلابہ آہنی آ گیا کہ تیغہ شہکار رکا ابتو غلغلہ برپا ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہے افسران لشکر ساحر کے دوڑے وہ کنیزین جو زیور کے ساتھ آئی تھین اُنھون نے سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج ترنج چلنے لگا ادھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی ادھر برابر شمشیرزنی طاق و زیور مین ہونے لگی جب یہ تلوار مارتی ہے سپر پیدا ہوتی ہے اور وار روکتی ہے جب وہ تیغ لگاتا ہے ادھر بھی سپر ظاہر ہو کر آڑ ہو جاتی ہے اس لڑائی مین زیور سمجھی کہ یہ زبردست ہے تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کریں بجالا کی لڑتے لڑتے اوس صندوق کے قریب آ گئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور ایکبارگی اُسکا پڑا اوکیا پھر لڑنے لگی دوبارہ کڑکڑا کر جو گری پنجہ مین اُسکو داب کر لے اُڑی طاق اُسکے تعقب مین اُڑا لیکن وہ قندیل فلک ہوگئی اور ایکا ہی سناٹے مین اپنے قلعہ مین آ گئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نہ سمجھا پھر آیا ادھر کنیزون اور ملازمون نے جو اپنی ملکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے اپنی فوج درست کرا کر قلعہ پہ یورش کرنیکا قصد کیا اوسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اونھون نے سمجھایا اسکو کہ انکا ملک ہی لڑائی بہت دنون تک ہوگی یہ خبر لشکر مہرخ مین جائیگی وہان سے فوج آئیگی مدت تک یہ لڑائی فتح نہو گی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم میرے کیون کیا چنانچہ لڑائی مدتون نمک حرامون سے ہو ہی رہی ہے آپ حکم شاہ کیجئے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجئے اس فہمائش سے یہ لڑائی موقوف کر کے اُس سرحد سے کوچ کر کے جانب منزل مقصود راہی ہوا ادھر لشکر مہرخ مین ملکہ مذکور کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوے رعایا وغیرہ اپنا اپنا انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے ملکہ کو پکڑوا بلوایا مبادا کوئی آفت آجائے تو سب اسباب لٹ جائیگا غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہے کہ اسباب ہٹا دین آپ ٹل بیٹھین پھر جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک کھلبلی پڑ گئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہوگئی ہے کہین پتا اوسکا نہین ہے لشکر سارا تباہ ہوا چاہتا ہے حیرت نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہے عمرو بھی یہان نہین ہے اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہو گئی اور اے ملکہ یہ کام عاجزون کا ہے کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیار یہان ضرغام و جانسوز موجود ہین آپسمین مشورہ پذیر ہوے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہیئے پس خدمت بہار مین آ کر عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین

بہار نے کہا میری طبیعت آجکل علیل ہے مجھ سے جانداری اس زمانہ مین نہ ہو سکے گی مجبور آئی ہوئی ہین انکو بادشاہ کر دو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہو کر پکارے کہ ایک تدبیر ذہن مین آئی ہے دوسرے نے کہا بھائی ہم کہین گے نہین دیوار ہم گوش دارد غرضکہ ایک کاغذ پر لکھدیا دونون نے پڑھا لکھا تھا کہ کسی ساحرہ غیر کو صورت مہرخ کی بنا کر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر ڈالا اور دونون اسی فکر مین روانہ ہوے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین یہ قریہ جو آباد ہین وہان کی ایک ساحرہ ادھر کسی کام کو صحرا مین آئی تھی اُسکو انھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند سامری کے ہین تمکو خداوند نے آج سے مہرخ بنایا اس عورت نے کہا کہ میری صورت اُسکی ایسی کہان ہے اور نہ میرے ایسے نصیب ہین اُنھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو یہ کہکر ایک حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُنھون نے رنگ و روغن عیاری لگا کر بشکل مہرخ اُسکو بنا کر ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جاؤ بخوبی سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا اور جو کوئی پوچھے تو اپنے تئین مہرخ بتانا اُس عورت کو کچھ سحر بھی آتا تھا خوشی خوشی اُڑ کر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے اور اُسکو لاکر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب پڑی سبنے نذرین دین اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئی تھین اسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین غدر جو برپا تھا موقوف ہوا سب اطمینان سے ساکن ہوے ہلکارے حیرت کے سامنے گئے وہ نامہ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر عرض کی اے ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ ماجرا سنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ نے لکھا ہے وہ میرے غضب مین گرفتار ہوئی ہے یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہے آخر اُسنے پھر نامہ لکھا اور یہان کا حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتاب سامری منگائی اور مطالعہ فرمائی اسمین لکھا تھا کہ ایلچی تیرا مہرخ کو پکڑ لے گیا اُس سے زیور نے چھین لیا اب وہ اُسی کے پاس ہے یہ مہرخ عیارون نے بنا کر تخت نشین کی ہے اصلی مہرخ کی قلعہ آراستہ مین دعوت ہو رہی ہے یہ حال حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ سانحہ اصلی مہرخ پر گذرا ہے یہ جو اب تخت پر بیٹھی ہے نقلی ہے نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے مرگ جادو جلد حاضر ہو کچھ دیر مین سبنے دیکھا کہ برستے ہوا چمک ہوئی اور ستارہ سا ٹوٹا زمین پر وہ ستارہ آکر لوٹا اور ایک ساحر کی صورت بنا دھوتی سرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور ملے تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت و پرجلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعہ آراستہ پر جاؤ زیور و مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنکر مجرا کرکے وہ روانہ ہوا بعد اسکے جانیکے بادشاہ نے ملکہ ماہی برن سے فرمایا کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعہ آراستہ روانہ کرو کہ سردار اُس قلعہ خاک سیاہ کر دے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف سے آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر پر سوار پیچھے اُس کے

اسّی ہزار ساحران نابکار باز ولط وغیرہ طایران سحر پر سوار ظاہر ہوے اس ساحر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم
کی ملکہ نے فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اس مقام کو برباد کر دو یہ ساحر حسب
ارشاد اسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زیور جو مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اپنے
مشکوے خسروی مین لاکر پلنگ پر اُسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش
ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اسکی عملداری مین ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا
خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر یہ آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش آیا
جب آنکھ کھلی زیور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سو رہی تھی یہان کیونکر آئی اور زیور
مجھ تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زیور نے کہا کہ اے ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اس طرح گذرا کہ
طاق ایلچی ہوکر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نور افشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے جاکر اس سے
ملاقات کی کہ وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ اس سمجھانے سے مجکو
مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل
بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر ہمراہ لائی اور دارالامارہ مین تخت پر برابر اپنے بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم
دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام تمام اس جگہ ہے مگر مریخ کا حال بیان کیا جاتا
ہے کہ اس کے ستارے نے کیا بُرائی کی اور فلک خونخوار نے کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اُسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق عیار
قران کے پاس جو چلا از بسکہ لشکر مین تو جانا منظور نہ تھا ہر سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُس وقت
قران اس درۂ کوہ سے اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ
کوہ سے پائین کوہ تک ہزارہا اشجار گلہائے رنگارنگ کے لگے تھے طایران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے
پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھڑ رہا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاؤ وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر دھنک
نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اس کوہ کے درے مین شیر کی کھال منڈھی کی طرح تنی تھی اندر منڈھی کے بھی
پوست شیر کی بچھی تھی سامنے منڈھی کے کھیر سالگتا دھونی رمی تھی دسپنا کھپڑ مین گھڑسا بنوا گنڈ اوبا ایک طرف
منڈھی مین پنجرے بلبل بدے کے ڈھیر کے ٹنگے تھے دامن کوہ مین گھوڑیا پانون بندھے ہوے چرتی پھرتی تھی قران وہان
پہونچکر فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال فتیلہ فتیلہ بٹ کر لٹکائے منھ پر بھبھوت ملکر قشقہ کھینچکر کھنور بدن مین لگاکر
کنڈل کان مین ڈالکر بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اس درۂ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور
آرام اس درۂ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ گلگونیہ ہے اُسکو کہتے ہین مالک اُس قلعہ کی
ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہے وہ میری بہت معتقد ہے اور میرے لیے
کھانا مع نشہ پانی کے بھیجتی ہے اور مین نے کہدیا ہے کہ سیدھا شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک میرے لیے آیا کرے
کس لیے کہ مین فقیر ہون میرا پنتھ یعنے مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہے چنانچہ جو مین نے کہا ہے ویسا ہی ہوتا ہے

تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشہ دیکھو برق نے فوراً صورت اپنی بالکمون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس جاکر چلم گانجے کی باباجی کے لیے جمائی باتین اسی طرح کی کرنے لگا یا داتا یا معبود زبان پر جاری تھا اور ادھر مریخ گرد وش کا مارلجو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار کو بیار کرتا ہے اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جنگ دو سردار سامری جانے زندہ پھرون یا کہ ہلاک ہوجاؤن لیس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سینچر جو سوار ہوا تو راہ کاٹکر قلعہ گلگونیہ مین آیا ملکہ کو جو خبر ہوئی بہ تعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے آنے مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی قران کو جاتا تھا اوسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دو پہر گذر کر پچھلا پہر دن باقی رہا اُسوقت گلعذار کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا لپس بہت جلد میوہ و شیرینی وغیرہ خوانون مین لگا کر دو کنیزین نسترن و سمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی پاس آئین باباجی سونٹا لیکر اُٹھے کہ اری او لنڈی خود مند کی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہرکی دیا ہے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہے اُٹھا جلد اپنا جھول جھال کہہ دینا اُس لنڈوری دم کٹی سے کہ اب بہت کچھ تجکو غرور ہوگیا یہ کہہ کر دو دو سونٹے اون کے چوتڑون پر جمائے مگر اس زور سے نہین کہ وہ دردمند ہوجائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن تھین سونٹے کھانے سے تڑپ گئین مگر فرط عقائد سے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر باادب تمام دست بستہ عرض پرداز ہوئین کہ سائین داتا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مریخ جادو نام آیا ہے اور وہ سطرح قلعہ آراستہ کی بربادی کو جاتا ہے یہ کہہ کر حملہ جمال ایلچی اور مہرخ اور زلور کا جو پہلے مسطور ہوچکا اُنھون نے بیان کیا یہ ماجرا سُنکر فقیر صاحب کا غصہ کم ہوا وہ کھانا کھالیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکال کر اون کنیزون کو دیا کہ تو تجنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے یہ میوہ کھا تو تمھاری عمر بڑھ جائیگی انھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگئین ۔ قران نے برق سے کہا کہ مین تو کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انمین سے ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہوسکے وہ وہ کرو برق نے اونمین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اوتار لیا اور اُسکی ایسی صورت آپ بنا کس لیے کہ سمن بہت خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اُسکی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ روے تابان اور اُسکا شمع بزم خوبی ہے یا گل باغ محبوبی ہے بلکہ جان گلہا ے گلزار وجاہت اور سپہر عشق ہے سراپا وہ گلعذار پری تمثال ہے حور وش ہے ملاحت اسکو بہت عزیز رکھتی ہے صباحت اوسکی کنیز تھی اگر اُسکا روے انور دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی یا ظلمت مین خضر کو راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین و عنبرین پر خط کافور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب نظم

پُرنور جبین ہے غیرت بدر
جب تک نہو کلک شاخ آہو
رخسارہ وہ آفتاب پُرنور
طوبے پہ بہشت ہے نمایان

گیسوے سیاہ لیلۃ القدر
ابرو کہ ہلال عید ہے یہ
کشنبم ہے جہان تجلی طور

ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
بہر ورد دل کلید ہے یہ
دیکھو تو قد و عذار خندان

اُس صورت پر بنکر اوس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن کو ہوشیار کیا

جب اوسکی آنکھ کھلی کہا بہن تو بیٹھی ہے مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت ہے کہ جہان پاتی ہے پڑجاتی ہے اب چل ملکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑ مارا دنیا کا دھندھا ہمارے ہی سر آپڑا ہے یہ کہکر کمتی ہوئی کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر در قلعہ نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے گلزار پایا نہایت قطعدار پایا حسینون کی بستی خرمی ہر سمت بہتی رعایائے شہر وجیہ و شکیل دکاندارون مین امانتداد اعتبار کی دلیل گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سپرد داروغہ باورچیخانہ کیے آپ کار و بار مین ہمراہ نسترن کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارادری کے مریخ و گلعذار بیٹھے تھے یہ دونون کام کے حیلہ سے اندر گئین اور برق نے اپنی گات کو تنکر دکھایا حسن نے اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ کے پار ہوے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اُٹھا گلعذار نے کہا کدھر چلے اس نے کہا اے ملکہ مین کبھی اکیلا سویا نہین یہ کہہ کر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دل کو تم نے مرے چرایا ہے؟ لاؤ اچھی نہین ہنسی دل کی + گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پر یہ فریفتہ ہوا ہے پس اُسی وقت کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ آدو سامان آرام و راحت مہیا کردو کنیزون نے جاکر پلنگ پر گدی پر بچھونا نرم و نازکتر کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھ دیا ہار پھول موجود کر دیے عود سوز عنبر سوز نخلخلخہ سے کمرہ بسا دیا عطر حنا و سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہوچکی کمرہ بند کر کے چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جائیے مین مطلوبہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اوٹھ کر کمرے مین آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی بناز و ادا تیوری چڑھائے منہ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی مریخ نے اوٹھ کر اوسکو گود مین اوٹھا لیا یہ بھی غمزہ جتانے لگی ہاتھ جھٹک کر پیچھا چھڑانے لگی اوسوقت حسب اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اُٹھایا اور آنکھون سے لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہہ دیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہ ہو فوراً سحر سے حال دریافت کرنا فی الجملہ رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا ازبسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ برق عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کر کے اسنے کہا کہ باش او نا عیار پہچانا مین نے تجکو عیار بچارہ وہان سے کہان جاتا جلد اسنے ایک بیضہ بیہوشی نکال کر اُسکے منہ پر مارا اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور بیضہ اُسنے روک لیا اور مریخ نے سحر سے اسکو بے حس و حرکت کر کے سحر پڑھا کہ چھت اُس کمرے کی شگافتہ ہوئی یہ برق کو لیکر اوڑا اور چھت سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار بھی عیارون سے ملی ہوئی ہے جب تو اسنے اپنے گھر مین عیار بٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کمرے کے اس عیار کو لے جاؤنگا تو وہ مجھ سے لڑ کر اس کو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لے جاکر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر اس ملکہ سے آکر سمجھون غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور مہتر قران درۂ کوہ سے نکلکر اسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کس لیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی طائر

بسیرا لیے رہے تھے مور جھنگھاڑتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بلبل و گل مین کچھ گفت و شنید تھی حاصل مرام اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ مین کسی کو دابے اڑتا جاتا ہے یہ دیکھکر اسنے پکارا کہ ابے میان کہان جاتے ہو آگے راستہ نہ ملیگا یہ جنگل مین نے سحر سے باندھا ہے یہ سنکر مریخ نے چارسمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہے کہ سر شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم ہوتا ہے اور کہر اڑتا ہے وہی غبار جب اسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک یہ صحرا مسحور ہے پھر کیا ضرور ہے کہ آگے جاؤ اور رد سحر کرنے مین دقت اٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالو پس یہ سوچکر اس پہاڑ پر اتر آیا قران نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ یہی ساحر ہے بس اس سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم لائے ہو اسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسنے یہ کیفیت سنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو تمنے دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اسنے کہا کہ تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا بھلا میرا حال تو رقعہ مین دیکھو تو شاید مین کوئی عیار ہون اسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اس کے برابر جا کھڑا ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے بغدہ اس زور سے اسکے جھکے ہوے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے سا ٹوٹ گیا وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز ہائے مہیب آئین زمانہ تاریک ہوا ساحرون نے غل مچایا کہ مارا اور کام تمام کیا مریخ جادو کی لاش اسکے بگولے اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے برق نے ہائی ہائی قران بولا کیا ارادہ ہے اسنے کہا لشکر مین جانے کا قصد ہے قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زلیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات کو پہاڑ کے درے مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ آراستہ راہ لین برق یہ سنکر خاموش ہو رہا قران اسکو اپنے ساتھ لیکر درہ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے **ابیات** تا دور وہ چاندنی کا عالم ✦ مہتاب کا خود بھڑک گیا دم ✦ کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور ✦ آتی تھی نظر تجلی طور ✦ رات کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ جا کر مریخ سے کہے آئیے کھانا لیجیے کنیز جو کمرے مین گئی چھت اسکی شگافتہ پائی اور کسی کو وہان نہ دیکھا اسنے آکر ملکہ موصوف سے خبر دی یہ جو اسنے سنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ لے گیا پھر سمجھی کہ کنیز کو تو مین نے اسکو دے ہی دیا تھا پھر اسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا حاصل مرام اسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی اسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب اگر سنیگا تو یہی سمجھیگا کہ سازش کرکے گلعذار نے مروا ڈالا اب اپنا بچاؤ کرنا چاہیے اور یہان سے نکلنا اچھا ہے تو صحرا میں جا کر عیارون کو ڈھونڈھکر گرفتار کرکے شاہ طلسم کے پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ مین زلیور پاس چلنا بہتر ہے کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے ہین جو اسکی لائے ہوگی وہ کرینگے بس یہی مشورہ دل کا اسکو پسند آیا کیونکہ غور کیا کہ عیارون کو بڑے بڑے انہین پکڑ سکتے تو بھلا انکو کب پائیگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اسی وقت سوا سو ڈیڑھ سو انیسین اور کنیزین اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ ساتھ لے لیا یہ تو ادھر سے چلی اور اس طرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھی بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو

قلعہ گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعہ آراستہ پر گیا اور قلعہ مذکور کو جاکر گھیر لیا یہ خبر **زیور** نے جب سُنی چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استادکرائی لشکر بمقابلہ فوج عدو اُترا **مہرخ** بھی ساتھ آئی ہے چنانچہ جس رات کو کہ **گلعذار** اپنے قلعہ سے بھاگی ہے اودھر **مریخ** سرشام مارا گیا اسی رات کو یہان **سرکش** نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر **زیور** مین بھی بجواب اُسکے نقارہ حرب گڑگڑایا ہے نفیر سحر کو دم ملا ہے تیاری جانبین مین ہو رہی ہے ڈمرو بجتا ہے ہوم ہو رہا ہے جھنکے ہوتے ہین اگیار کیئی ہے جوت کھڑی کی ہے بنگالی سحر کر رہا ہے وہین کالو روپس کے جوگی جاپ مین مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہے بیرون کے شور سے دُنیا دہل رہی ہے یہ عالم ہر سمت ہے کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادھر اودھر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ
اِک سمت بہادران ذیجاہ
گردون پہ علم فراختہ تھے
القصہ کٹی وہ رات ساری
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا
آراستہ وہ بھی اسقدر فوج
بولی یہ ظفر کہ رب انصر

دیتا تھا نہ کچھ وہان دکھائی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی
سُنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سُنے نہو فرق
ہتیارون کو صاف کرتے تھے واہ
دشمن ہو مقابل اولنے کس طور
پیدا ہوئی مہر کی سواری
میدان کی طرف بڑھے دلاور
وہ بحر کی جسکی تھی ظفر موج

ہوش اُڑتے تھے دیکھ کر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازین تھین وہ مہیب اقد
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
مریخ پہ تیغ آختہ تھے
آفاق مین پلٹنون کا تھا زور
تارے چھپے آفتاب نکلا
مہرخ کے بھی ساتھ ساتھ زیور
میدان مین جو پہنچے یہ بہادر

جب نہنگ فلک نے مہرہ پشت نیزہ خط شعاع مہر کی نذر کیا **سرکش** بھی اسی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفین آراستہ ہوئین میدان پاک و صاف ہوا نقیب آوازین لگا کر ہٹ گئے اسوقت **سرکش** اژدر اُڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ اے زیور آجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھایا کی اُسپر نمک حرامی کی ایلچی شاہ سے **مہرخ** نمک حرام کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سُنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کیا خوب کیا دیکھ تیرا سرکوب بھیجتی ہون یہ کہہ کر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشین اوڑا کر سامنے اُس خیرہ سر کے گیا اسنے ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اولٹا پلٹ گیا اوسوقت اُسنے غصہ مین آکر بروے ہوا کچھ پڑھ کر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا اور سر پر بیٹھ کر مع ہنس توڑ گیا اُسوقت اور ایک بہادر سامنے آیا اُسنے تاک کر ناریل اُس کے سینے پر لگایا کہ وہ بھی سیارہ گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرائت نے نکلکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان سحر سے اسکو بھی نشانہ خدنگ اجل بنایا اسوقت تو زیور کو تاب نہ آئی طاؤس اوڑا کر سامنے اسکے آئی لشکر مین نفیر بجی علم جلوہ پذیر ہوئے کڑکا ہوا اور ملکہ موصوفہ نے بڑھ کر

اوس نابکار کو للکارا اوسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اوسنے اونگلی سے ایک خط کھینچنے کا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے
ہوکر گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے تھپکی دینے کا اشارہ کیا گولا زمین پر گر کر سرد ہوگیا اُس روسیاہ
نے بروے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر
وہ ستارہ نہ رُکا سپر کو توڑ کر سر کی طرف چلا اسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھائے گیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا
کہ اُسکی پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اُتری اور پکاری کہ تین وار تو کر چکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہہ کر چاہتی تھی
کہ سحر کرے یہ تو اسکو جانتا ہے کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گہنا کھینچ مارے گی اور ایک عورت گہنا پہنے پیدا ہوگی اُسکو
دیکھکر نقد ہوش تو کھو دیگا پس اُسنے بعجلت تمامتر ایک پڑیا خاک قبر جمشید کھینچ ماری کہ ملکہ اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی
یہ خبر بنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچنا لیچلا اسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور للکاری کہ باش او غلام خیرہ سر کہان
جاتا ہے یہ کہہ کر تر سول پکڑ کر آگری اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج بجانب فلک مارا کہ اوسمین سے دھوان پیدا ہوا
اور تمام لشکر زیور پر چھا گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ مقام وہان اژدر رنگ تھا چشم روزگار مثل
دیدہ اعمی تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آتی کہ بیت جس سمت نگاہ کی اندھیرا + کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا + اُس
تاریکی مین ملکہ مہرخ یقین تھا کہ ہلاک ہو جاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اس ساحر سے کیا زیر ہوتی جبکہ
شاہ طلسم سے دعوٰی مقابلہ کا رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے منھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اوسکا مثل آفتاب تابان
روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن اوس مقام کو اُسنے منور کردیا بسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن
ہوئی شمع بزم دولت + ظلمت کو ملی وہان ہزیمت + روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلہ جوالہ چمکا کر قریب آیا
اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑ کر اچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج مارا اوسنے
اونگلی سے اشارہ کیا نارنج کٹ گیا اب تو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھ کر مارے کہ ایک زنجیر آہنین
از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑ گئی اور ایک طوق آتشین گلے مین پڑ گیا ملکہ نے اوس زنجیر
کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار بندھا کر گرا ملکہ جست کر اُسکے سینے پر سوار ہوئی اور زیور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور
فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے دفع کر ورنہ تاریکی سواد ملک عدم دیکھے گا اوسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال
نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا اور کہا جہان وہ خاک ہے وہان تو بھی خاک ہے اسوقت اُسکو گرمی
معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری
نے دیکھا کہ ملکہ سینہ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کر سکتا تھا سوا اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا
اے ملکہ مین آپکا غلام ہوں اطاعت سے گردن تابی نہ کرونگا ملکہ اوسکے سینے پر اُتری اور سحر رد کیا کہ زنجیر و طوق
غائب ہوگیا اوسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اوسکا اٹھا کر سرفراز فرمایا وہ براہ عناد مکاری
مطیع ہوا لشکر مین طبل آسائش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو بمنت اپنے ساتھ لیا زیور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی
بارگاہ مین دونوں کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت کیا اودھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہ بھی ملکہ کی

بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی دور شراب ناب رہا جلسہ چنگ و رباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آتا ایک پنجہ ماش کے آٹے کا بناتا یہانتک کہ چوبیس ۲۴ پنجہ اسنے بنائے یہ اسکا سحر کالُنات کا ہے کہ رد اسکا ہونا ممکن نہین غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہو چکے اونکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب المطلب پیدا ہوکر کام دین غرضکہ پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زیور مین آیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجکو کچھ کان مین آپکے عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اسنے قریب گوش منھ لاکر اوف جو کیا ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑی یہ کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ اے دغاباز یہ تو نے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر سرد ہوکر گرا اور دوھتڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زیور کو زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مارکر اُسکو بیہوش کردیا سردار حاضرین دربار تر سول نبسول پکڑکر آگرے اسنے پھر دوہتڑ مارا کہ چوبیس ۲۴ پنجے زمین سے حربہ ہاے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور سرداروں پر گرے اور جس کے وہ حربہ پنجے نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہوا اور جس کے پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہوگیا سردار بعض بیہوش ہوکے اور بعض بھاگ کر بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی اس عرصہ مین اودھر کا لشکر بھی کہ حکم ساحر مسطور تیاری کا دے آیا تھا اس فوج پر آگرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس پنجہ حربہ آتشین سے اوس فوج پر مثل برق گرنے لگے اور ہر ساحر مار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم بھر مین ہزارہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزارہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جو ہر شمشیر پھندے دام مرگ کے بنے ہزارون طائر جان پھنسے صیاد اجل نے اُڑتی چڑیا پھانسی روح روان بھی بھاگنے نہ دی قفس تن مین پھڑپھڑا کر رہی شمشیر مثل سیماب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھوکنی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے دو نیم سمند تیغ کی میدان مین روانی روح رستم و سہراب کو زیر زمین سرگردانی و پریشانی کہ

نظم

لکھوں جو بیان ریزش خون | شبرنگ قلم ابھی ہو گلگون | تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار | تلوار کو وان جو عزم کین تھا | دم خنجر برق مین نہین تھا
ق
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ | خاکستر ابر مین فسردہ | وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پُل
روحون کا گذر تھا او سیہ بالکل

آخر کار بہت جرار اُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف مین جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہوگیا سرکش نے قلعہ کی جانب رُخ کیا اہل قلعہ ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اسنے گھڑے تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کرا کر زیور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے عرادہ پر بٹھا کر یہان سے کوچ کیا

یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی درۂ کوہ سے نکلکر قلعہ آراستہ کی طرف
چلے تھے مگر علحٰدہ علحٰدہ روانہ ہوے تھے اور برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین
اسکو ڈیڑھ سو جادوگرنیان ملین اونمین ایک شہزادی تھی برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہے پس اوس کے
قریب آیا اور کہا اے ملکہ سُنا ہے کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی ہوئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف سے
چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زیور و مہرخ کو پکڑ لیا ہے مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال
اچھی طرح معلوم کرلون تو آگے بڑھون برق یہ حال سُنکر اوس سے رخصت ہوکر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا
ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ مین فوج اُتری ہوئی پائی اُسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی
ایسی بنائی اور ایک رقعہ لکھکر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہے بازارین کھلی ہین جھنڈے
کھڑے ہین کٹورا کھنکتا ہے سوار پیادے بستر جماتے ہین لین پڑی ہے گھوڑے شیہے بھرتے ہین کوتوالی
چبوترہ بیچ مین ہے انتظام و بندوبست ہرطرح کا ہو رہا ہے سپاہیون کے بستر پر دائرہ بجتا ہے چکارہ چلتا
ہے ہر سمت چہل پہل ہے خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہے سراپچے اُس کے
اُٹھے ہین وہ سامنے تخت کے بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہے اُسنے اسکو دیکھکر قریب جاکر سلام کیا اور رقعہ کمر سے
نکال کر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہے کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین سیر دوست ہون اب
وہان نہ جاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سُنکر کہا کہ اچھا رہو گھر ہے تمھارا جاؤ سامنے
خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمھاری تنخواہ تجویز کرکے مقرر ہوجائے گی برق سلام کرکے اوس
خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سنکر اسکو بٹھایا اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نورد سپہر
نے بستر اپنا خیمہ مغرب مین جمایا بیت اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی + ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی
اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہوکر آرام پذیر ہوے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اوٹھکر خیمہ
سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش کرون چنانچہ اس عزم پر اوٹھنے جو لگا نیچے کا دھڑ رہ گیا اُٹھا نہ گیا کس لیے
کہ سرکش سحر کرکے سویا ہے کہ بارادۂ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ
کیا مگر اوٹھا نہ گیا ناچار سو رہا جب سمند رکھنہ لنگ فلک نے گردش کرکے منزل شب تمام کی اور طفل خورشید نے
رات کے پیٹ سے پانون نکالے کہ بیت نکلکر خیمۂ مشرق سے یکبار + ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار + صبح کو
سرکش اوٹھا اور سحر اوسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اٹھنے کی آئی سب ملازم اُٹھے یہ بھی اُٹھکر احتیاج سے
فارغ ہوکر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہر کر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہے طرفہ بہار آشکار ہے
جنگل قابل سیر و شکار ہے سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہُوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب
پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق
اوسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے پیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اس نے

دره مین جاکر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو ٹھم گیا اور قریب اس کے
آیا اسنے ہاتھ اپنا اُس کھال سے نکال کر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اوتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ آ
شہریارا آیئے مین نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اوتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ
اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اُٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن کو
صاف کر کے کباب اُسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو ے بیہوشی کر دیا اس اثنا مین ملازم اور رفیق بھی
سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کر کے کھائے سرکش نے بھی دو کباب
اُٹھا کر کھانے کا قصد کیا اوسی وقت دو پنجے پیدا ہوے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھ کر چاہا کہ
بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ یہ بیحس ہو گیا اوسنے پھر سحر پڑھ کر پوچھا کہ تو کون ہے برق پر جادو اثر کر چکا تھا
قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب
کھا کر بیہوش ہوے تھے ان کو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو شکار کہ سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا
لگاتا یہ تو اس شغل مین ہے لیکن گلعذار جو چلی آتی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کر کے قلعہ آراستہ کی طرف سے
پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اوسی کی منت خوشامد کر کے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن
عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیارون نے مریخ کو قتل کیا اے بادشاہ آپ کتاب سامری مین میرا احوال دیکھیے
اگر میرا گناہ کتاب مذکور مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرما کر قلم عفو جرائد گناہ پر
تیرے پھیرینگا زندگی پر تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کر کے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف
کر کے باغ سیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اوس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس
درہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کر دیا ہے کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ ہے ہر کس و ناکس کا آنا ادھر اچھا نہین
ملکہ مذکور نے جو اس درہ کو بند پایا سحر پڑھ کر راستہ پیدا کرنا چاہا ازبسکہ وہ مسحور بہ سحر شاہ جادوان تھا ایک
کھل نہ سکا اوس وقت اُسنے پوجے کا سامان منگایا دو ایک سور ذبح کر کے بھر لہو اُسپر چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر
ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی
کہ ہمراہی تو اوس سے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اوس درہ سے نکل گئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچے
تو بادشاہ سے عرض کر کے ساتھیون کو بلوا لینا فی الجملہ یہ تو اُدھر سے چلی اور سرکش اُس طرف سے آتا تھا اس نے
چاہا کہ مین بہیئت گدائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جا کر تبدیل لباس کر کے شاہ پاس جاؤن
یہ اگر اس پریشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہے مگر دربار شاہی مین ہزارہا ساحر ہونگا وہان
بڑی ندامت ہوگی یہ سوچ کر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور در بارگاہ پہ فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو
اس حیثیت سے دیکھ کر حیران ہوا مگر شناخت کر کے اوٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا
اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جملہ کیفیت بیان کی اسنے کہا اے ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہے

اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہے اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو
سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے
بیٹھی ہے برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اسوقت اس قابل ہے کہ اُسکو متہم بشکل
عیار کیا جائے تو زیبا ہے پس جب گلعذار نے اسکو ڈانٹا کہ کیون او ستیاناس گئے مرتیخ کو تو نے ہی قتل
کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اونکے بعد سے داخل جہنم ہوا اور یہی جب کام
کو تم آئے ہو جلدی اسکا انتظام کرو سنو دوست ہین تو ہزار دشمن ہین لیت ولعل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر
سرکش کو کچھ مظنہ ہوا اور کہا او عیار یہ تو نے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر آوین پر آوین اے سرکش
اب بچنا تمھارا مشکل ہے بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہے ملکہ گلعذار پر کیسا ہی وقت کیون نہ پڑتا مگر
اس طرح لہنگا پہنکر نہ آتی مثل مشہور ہے کہ ہاتھی لاکھ لٹے گا جب بھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش ٹھہرایا اور
اوسکے ملازم ساحر جو بیٹھے اوسمین سے بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہے حضور ہم بھی
آپکے پرانے نوکر ہین نمک حلال ہین ضرور یہ کوئی عیار ہے جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہے اب سرکش
کو بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک عیار ہے اور ایک گولا جھولے سے نکال کر گلعذار پر اس نے مارا
گلعذار ساحر زبردست ہے اوسنے اُف جو کیا گولا سرد ہو کر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے
جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور پیٹ مین سرکش کے سماگئی وہ ہرچند سنبھلا نہ بچ سکا تڑپ کر ہلاک ہو گیا
صداہاے مہیب گیرودار کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے تاریخ و ترنج مارنا شروع کیے اور
مرنے سے ساحر مذکور کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے
آخر وہ لشکر بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ طالب امان ہوے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار
سے زیور و مہرخ ملین اور کہا اب یقین افراسیاب زندہ نہ رکھے گا کہ تم نے سرکش کو مارا ہے اب تم
ہماری شریک ہو جاؤ اونسے منظور کیا اور زیور نے قسم اوس سے لی کہ اب کوئی دغا نہ کرنا پھر بارگاہ مین
سرکش کی یہ تینون داخل ہوئین اور جلسۂ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کر کے لشکر مہرخ کی طرف روانہ
ہوئین یہ تو بحشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مرتیخ ہیرون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد اس خبر کے
لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم جلد جاؤ اور ماہی پریزاد
کو گرفتار کرو مین ان نمک حرامون یعنی زیور وغیرہ کو قید کرا کر بلواتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت
احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اوسمین کچھ ماش رکھے تھے پس ایک دانہ اوسمین سے لیکر زمین پر اسنے مارا کہ وہ دانہ غرق
زمین ہوگیا اور اوسی جگہ سے ایک شعلہ آتش کا پیدا ہوا کہ رنگ اوس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت
کی طرح وہ شعلہ پھیل لایا اور پھلیان پختہ ہو کر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑ کر دانہ نکال لو
اور دریاے سحر ماہی کے کنارے جاؤ پہلے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش خروش پیدا ہوگا اسوقت چھ دانہ

اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اوس پنجہ سے حکم دیا کہ جب صنعت دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحرین آئے تو تُمکو تم اُٹھالانا یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت والے ماش کے لیکر چلی بعد اوسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُسنے حکم دیا کہ جاؤ ساحران طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور و مہرخ اپنے لشکر مین آتی ہین اونکو روکین اور قید کرلین اور مجھکو خبر دین یہ حکم پاکروہ ساحر بھی غائب ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہے کہ یہ بدسرشت کنارے اوس بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو دریا مین تھا دانہ کے گرتے ہی تڑپ کر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور پنجہ سبز چاک ہو کر گرا اور اوسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اوس بحر کا روغن کی طرح جلنے لگا اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ کے چمکتا ہوا جما تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین جمے تھے مچھلی بالکل بیدست و پا اور بے قابو تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے لشکر جو کنارے بحر کے اُترا ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سُنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لے جانے دو عیار مذکور نے کہا یقین ہے کہ شاہ کوکب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش ہو رہو بہار کو اسکے اس منع کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد صنعت پکڑے لیے جاتی ہے جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ از بسکہ بنائی ہوئی عیارون کی ہے اصلی نہین ہے اسکو اتنی جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات کاٹ کر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھ لون گی بہار اس بے پروائی کو اسکی دیکھ کر ناراض ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ مجھکو کیا مطلب ہے جو اکیلی لڑنے کو جائے اور اپنی جان گنوائے پس رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی ادھر ملکہ حیرت نے خبر سُنی کہ اس طرح ماہی گرفتار ہوئی اسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل رکھو اسلیے کہ شاید بہار وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہے یہ خبر سُنکر اسنے بھی تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اوسوقت باغبان و گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سبنے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہے اس اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ اے پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکلگیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا پانون اُسکے زمین مین گڑ گئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام جسم چھپ گیا سبز بختی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی ہوئی آئی ہاتھ مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام

مین ماہی کو ڈال دے اوسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے چھوٹکر مثل گل لالہ کے ہوے اور او پر کاسہ کے تیرنے لگے **ماہی پریزاد** غوطہ مار کر جو ابھری چاہا کہ جام سے نکلجاؤن لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آئے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہر چند ماہی نے زور کیا مگر نہ نکل سکی اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجھکو کچھ میرا خوف نہ تھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ کرنے آئی۔ ماہی نے کاسہ سے سر اونچا کر کے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ **کوکب** ہین اور نمک حلال ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے کباب کھاؤنگا اب وہ نمکحرامہ **مہرخ** بھی پکڑے آئے تو اسکو مارون یہ کہہ کر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر اب حال ماہی پریزاد کی رہائی کا سُنیے کہ ایلچی یعنے **طاق طومطراق** جو قلعہ آراستہ پر سے نادم و خجل ہو کر روانہ ہوا تو اوسی راہ سے جو بہت نزدیک کی ہے اور **افراسیاب** نے اوسکو بتلائی ہے یہ قریب ملک **کوکب** پہونچا شاہ **کوکب** نے نامہ ملکہ **بران** کو لکھا کہ ایلچی **افراسیاب** کا پھر آتا ہے تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ **عمرو** کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوش ربا خبر سُنکر رشک کرے اور ایلچی اگر نامہ تمھین دے تو بڑھ کر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجکو نامہ دینے کو کہے تو میرے پاس اُسکو لے آنا اور اب **مرزان** وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کر کے ایلچی کو لائے یہ نامہ بڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجا لاکر چلا اور باہر آکر پانچہزار ساحر سواران جوہر پوش کو اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا نقیب اور یساول ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی چمک دمک سے سپاہ کو بقتضا سے

نظم

خدام و مصاحب و اراکین | پہنے ہوئے جامہاے زرّین
شلک کی صدا وہ چرخ فرسا | گردون پہ اُچھل پڑے مسیحا
آئینۂ دل ہوا مصقل | آئے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار | پیدل تھے روان نسیم کردار

باین تجمل و شوکت وزیر باحشمت دروازہ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپکے ہمراہ ہے اسکو اسی مقام پر چھوڑیئے اور آپ تشریف لے چلیے ایلچی نے غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہے اس لیے کہ اگر اسنے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنیکا مجکو حکم نہین ہے بس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون اور قاصد کو کسی نے ضرر نہین پہونچایا ہے ایسا کچھ تجویز کر کے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ جدھر **بران** نے حکم دیا یعنے کہہ دیا تھا کہ قلعہ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ بعد کچھ عرصہ کے وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور اوسکے درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے

نظر آیا وزیر نے آگے بڑھ کر کچھ افسون پڑھا کہ وہ پھاٹک کھلگیا یہ مع ایلچی جب داخل دروازہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت پر قلعہ کی چرخ برین رشک کھاتا ہے وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے فوج اترتی ہے حصار قلعہ مستحکم بنا ہے ٭ وزیر ایلچی کو لیے ہوے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر پردہ دنیا پر کبھی چشم خیال نے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو بیست آسمان گنبد فلک ہر مکان کے قبہ پر بلا گردان جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر در سے خوبان عالم کا برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفا سے غیرت بخش آغوش حور تھا شائقون کی آنکھین جسکے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفائے نفاست ہر سڑک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک مین مثل انجم کے چمک نظم

ہر چشم کو شوق سیر بازار
صرافون کی بار بار چاندی
آراستہ ہر طرف دکانین
دلال سے لڑ پڑا خریدار
القصہ وزیر کی سواری
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست
گوشے مین ہر اک غریب ٹھہرا

ہر ایک دوکان مین سو خریدار
ہر ایک دکان مین بھاری بھاری
دلالون کی اور ہی زبانین
ہر ایک دکان نئی نیا فرش
گلشن مین چلی ہوا بہاری
پیدا جو ہوا بچو کا تھا غل
رہرو ہوے بیچ سے چپ و راست

زر بیحد و بے شمار چاندی
پٹھا لچکا بنت کناری
سودے مین ذرا ہوئی جو تکرار
کمخواب کے تھان جابجا فرش
آواز نقیب کی یہ صورت
جھکار رہی تھی مثال بلبل
پانی ہوا رعب سے جو زہرا

یہ تو اس طرح سے روانہ ہین لیکن ملکہ براان بعد روانہ کرنے وزیر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہان تک کہ قریب قصر دار الامارہ پہونچ کر ایک اور مکان مین آئی اس مکان مین ایک حجرہ مقفل تھا اسکو وا کیا اندر جاکر جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پہ بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمرو نے پایا ملکہ اوس کنوین مین خواجہ کا ہاتھ تھام کر کود پڑی تا دیر دونون غلطان و پیچان چلے گئے جب تہ سے پانون آشنا ہوے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چار دیواری اوس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہے اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین پتے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہے بوٹا بیل ہے وہ فولاد کا ہے مگر قطعدار اور مزیدار ہے جو پھول ہے وہ خوشبودار اور پر بہار ہے روح سکندر کو فاتحہ۔ ان پھولون پر دیجاے تو بجا ہے گو دیر آسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کیلیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہاے فولادی شاخسار کی لیکر ہمہ تن تیغ جوانان چمن خزان کا استیصال چاہتے سبزہ فولاد

فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

مثل دل عارفان کشادہ	وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز	جادو ثمر اور برگ اعجاز
بحشا ارنی و لن ترانی	گلزار بہشت سے زیادہ	وہ بلبل وگل مین خوش بیانی
خورشید ہر ایک گل کا رخسار	خمیازۂ حور نہر کی موج	طوبے کا ہر ایک نخل مین اوج
جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف	سنبل کو دماغ گیسوے یار	ہی آئینہ رو روش وہ شفاف
آراستہ اوسمین فرش دیبا	وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین	جیسے دل صاف قصر تن مین
جس طرح کہ گرد چشم مژگان	بنگلا تھا کہ نو عروس زیبا	یون گرد تھین چلمنین نمایان

اوس قصر مین چار سو دنگل فولادی بچھا تھا اور ہر دنگل پہ ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اوبچی بنا تھا مگر گروگناگ بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور وسط باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اوسپر ایک سفینہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر رواں تھی صفا مین بہ از گوہر غلطان ملکہ خواجہ کو لیکر اوس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہے اور ملکہ بھی فولاد کی ہو گئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اوسکو لیکر نکلی اور اندر اوس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گسترہ تھا اور طاقون پر ہزار ہا شیشہ سبز و سرخ ہر رنگ متلون چنا تھا اونمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اوتارا اسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اوس پانی کا چھینٹا سب پتلہاے فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسان اٹھ کھڑے ہو کر آداب بجالائے اور سامنے بادب استادہ ہوے اور ملکہ اوس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اوس قصر کے ایک گوشہ مین سے دو سو زنان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشہ دل کو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی ادا ہر ایک کا فر کیش کی نرالی چال متوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دل کا شکار کرنا صیاد کا دام بردوش ہو کر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق حیا کی تصویر از قدم تا فرق کہ نظم

خندان لب شکرین وخاموش	مغرور جمال و مست بادہ	ہر شاہد گلعذار وگلپوش
پیراہن سرخ پر جواہر	تارے ہوے تھے شفق مین ظاہر	ابرو کہ ورخان کشادہ
ذرے تھے کہ سو چراغ روشن		افشان کی چمک سے باغ روشن

یہ سب نازنینان حور پیکر بھی فولاد بدن ہین لیس ملکہ کو تسلیم کر کے اپنے اپنے مقام پر حسب رتبہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ خوشگوار سے لبریز کر کے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس اثنا مین ہرزان ایلچی کو سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ کنوئین کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سوا ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہے غرضکہ وزیر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کر کے حال آمد ایلچی گذارش کیا حاضر ہونے کا شرف نفاذ پایا وزیر جا کر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھ کر طائر ہوش ایلچی اوڑ گیا رنگ رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا اسپ گرد آہ سرد ہوا سواری سحر اوتر بارہ دری مین آ کر

ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو داہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب و داب سے تامل نہ کرسکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا اور حواس درست ہوئے اسوقت لب پر دعا و ثناے بادشاہی اس طرح لایا کہ بمقتضاے قطعہ

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ ز خوان نعمت تست
ہر تیر کمان آفرینش

درگاہ سپہر احتشامت
ہر نعمت خوان آفرینش

اے جسم تو جان آفرینش
ملجاؤ مکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ باادب ایک ڈنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام آپ کو دو ایک ساقی عشوہ گر پیمان شکن یعنے زن جادو فن نے پیمانہ ہوشربا اُسکو دیا اور گوشہ قصر سے کافر کیشان مست ادا رقصان مہر سیما وسیمین تنا ظاہر ہو کر ناچنے گانے لگین کہ ابیات

دل لے گئین ایک تھاپ کے ساتھ
گائین تو ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نہ ڈاکہ کا مود

کیا مین بجاتی تھین خوش آئین
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

طبلے پہ اُنھون نے جب رکھا ہاتھ
یارب رہے دور چشم بد مین
ہر راگ رواں تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یون دُر فشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنانا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مجکو نامہ دینے مین کچھ عذر نہین مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپکے قبلہ گاہ کو نامہ دینے کا ہے ہر چند کہ آپ اونکی دختر نیک اختر ہین لیکن مجکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیئے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت کوکب مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ حاضر خدمت ہو کر دینا چاہتا ہے پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیجدین اور آپ عمرو کو لیکر باغ عیش مین آئین پتلے نے یہی جواب آکر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک شیشہ طلب کر کے پانی سُرخ رنگ اُسمین سے لیکر اُن پہلوانون پر چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش اور بیحس ہو گئے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اوس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور سحر پڑھ کر اُس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہو گیا ملکہ مع خواجہ اُسمین سمائی اور وہ بیضہ پھر برابر ہو گیا اور جانب فلک اوڑا خواجہ کو اُسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ مین کہان ہون عالم بیخودی تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے وہ بیضہ زمین پر اوترا ملکہ خواجہ کو لیکر اوسمین سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہے صدہا فرسنگ تک پھولون کی بہار ہے ہر طرف جوش بہار شادمانی و بہار نظر آتی ہے یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہے سرمستان چمن محفل جمائے ہین چشم نرگس کے جام اوس بزم مین لگائے ہین سبزے کی بہار ہے نہرون کی سیر ہے فصل گل کا داخلہ مع الخیر ہے جام گل مین شبنم بھری ہے سرو کی صورت مینائی ہے بلبلون کی بن آئی ہے بے پردہ فروغ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہے ابر اٹھکھیلیان دکھلاتا ہے طاؤس مست رقص کر کے دل کو لبھاتا ہے نہرون کی موجین تارہاے ساز رباب ہین حلقہ نگ کے پیالے حباب ہین طرفہ بہار ہے شاہد گل سرشار ہے نظم

پتے ہین ہرے بھرے نمودار	پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار	ہے صحن چمن مین سنبل تر
رخسار یہ گیسوئے معنبر	بمثل ہین لاجواب ہین پھول	مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
ہے تختہ لالہ زیب مین طاق	یا سینۂ واخدار عشاق	سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہے دہن مسی زیب	نسرین دمن بہار یہ ہین	سرو قد نوخطان شجر ہین

جسقدر سبزہ ہے زمرد کا ہے اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی تحریر دی ہوئی ہے اور نوک گھانس کے موتی پرُوئے ہین اور بیچ مین اس دشت فرحت آگین کے سات بنگلے اسطرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون کے یاقوت گھونگھیان اور زمرد کے کٹھیرے اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کٹھیرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ کلابتون جواہر دوز زربفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسرےٰ کے محل سے کہین عمدہ فریدون اوسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین منھ چھپائے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرمائے چمک دمک مین ہر ایک رشک بیج قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تر اونکی علوئے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق دبے بند و بست خوبی اون بنگلون کی کیا تحریر ہو الحق

ابیات

وسعت کا حساب ہے نہ حد ہے	آنے کا یہان نہین جو سامان	ہین قاف مین بقرار یہ بان
گردون مین ہو خم اسی سبب سے	حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے	جھک جھک کے ہو دیکھتا عجب سے
درہین کر کھلے ہین باب رحمت	عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر	پھر جاتے نہ چرخ چار مین پر
	دو پٹ ورق کتاب رحمت	ان بنگلون مین فرش رنگ

برنگ کا نہایت صاف و ستھرا اچھا تھا تکیئے رنگین عمدہ تر مین مسند مکلف و زیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے پہونچکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ان پردون کو باندھکر غائب ہوگیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کا یاقوت سیردا ہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پائے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان سیلم کی اور پکھراج کا سیروا ہے اور ہیرے کے پائے ہین اور ان پلنگون پر ایک ایک پری زاد حسن اُنکا خدا داد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ پر جو لیٹی ہین وہ ملکہ ہین اُن کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین اللہ رے جاہ و جلال ملکہ ہین ان کا کہ جس کی کنیزون کی خدمت مین چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے جب بندھے ہوا لگتے ہی وہ ناز سے بیدار ہوئین اور بصد انداز پلنگون پر سے اُٹھین انکی کنیزون نے انکا ہاتھ منھ دُھلایا چہرہ اُن کا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُن مین قمر کو داغ غلامی دیتین شاہ حسن سے خراج لیتین دیار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی پناہ عشاق اُنکے عشوے کی شاگرد بلا اُنکے زلفون کی بلاگرد

نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور	رنگ رخ صبح جس سے کافور	شیرازہ بیاض کتاب ہر ناد

فہرست جریدہ ہائے اعجاز	دونون رخ صاف باغ اُمید	گویا ہے قران ماہ و خورشید
کیا خال نے بھی نمک دکھایا	زنگی پے سیر باغ آیا	زلف آئی جو رخ تلک کسی کی

یا ان رہ گئی مردمک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہ جمال کنگھی چوٹی سے درست ہو چکین اُسوقت خدمت ملکہ بران مین حاضر ہوکر تسلیم بجا لائین اور عہدے ہاتھ مین لے کر ساتھ چلین کوئی پنکھا ہاتھ مین لیے تھی کوئی موچھل جھلتی کوئی اوگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور ملکہ وہان سے آگے بڑھکر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر آگین گستردہ تھا ملکہ اوس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جمایہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لے کر جو روانہ ہوا باغ فولاد سے نکلکر ایک سحر اُسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اوسی کی تاریکی مین نہ معلوم دیا کہ کہان جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اوسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہے ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کرا کر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھ کر دنگ تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھیجو اور تم بھی مع خواجہ اسی جگہ پر آؤ یہ حکم سُنکر ملکہ نے رومال اپنا ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور دریچہ پیدا ہوے پردے بدستور گرا دیئے گئے ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لے کر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا ملکہ خواجہ کو ساتھ لیکر اون بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر وسکا تا بچرخ برین بلند پایا اوسمین ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اوسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اوس جگہ بالکل تاریکی ہے ملکہ نے اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اُسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اُس لوح مین روشنی ظاہر ہوئی ملکہ اور خواجہ اوسکی روشنی مین روانہ ہوے اوس طرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اُسکو بھی ایک کوہ پرشکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقہ زمین کا اولٹ گیا دنیا دہل گئی یہ صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درہ مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے ذخار و قہار نظر آیا کہ ہر موج اوسکی دریاے اخضر فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اوسکے مینڈھے ٹراپنے پر آمادہ نہنگ اوسکے نہنگ لاڈے شوخی و شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اوسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر کو شرماتا اوس بحر مین ہزارہا بجرے پیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھ کر دم نکل گیا دل مین کہتا ہے کہ کوکب اگر چاہے تو اس دریا مین تجکو غرق کردے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار

بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اوسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اوسپر گلکاری زمرد کی بنی جھاڑ اور بوٹے اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُر بہار اور خوش اوا تھا نظم

یا نہر تھی سلسبیل و کوثر
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
پیاسون پہ سبیل آب حیوان
اوس تازہ چمن مین اک چمن ہے
کیا حسن فروش کاروان ہے

اُس بحر کی دیکھے جو تزئین
جس پر تھا نثار حوت گردون
تصویرین تھین جابجا وہ گلفام
خوبان جہان کی انجمن ہے
ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے

دریا تھا وہ مثل مہر انور
صدقے کیے جوے شیر شیرین
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان ہے
باد سحری مسیح دم ہے

اوس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزارون فوارے چھوٹ رہے ہین اور کاسہ بلور کے دھرے ہین اونمین لالہ پھولا ہے کہان تک وصف اُسکا تحریر ہو ملکہ بجرے سے اوتر کر اوس چبوترے پر آئی اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا بس بعد لمحہ کے ہواے سرد وزان ہوئی اور رنگ ابر کا دریا کے کنارے سے اٹھا اور محیط عالم ہو کر موتی برسانے لگا اون موتیون کے گرنے سے مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہو کر اوچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر حُسن معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہے یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ بنکر ظاہر ہوا ہے خاطر خود پسندان کے دل مین موج اُٹھی ہے تلون طبعی ظاہر کی ہے کہ بموجب ابیات

اوس بحر کی دیکھے جو تزئین
تھی اوسپہ نثار نہر کوثر
پُرنور یہ شب کو بحر نایاب

صدقے کرے جوے شیر شیرین
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
ہے چادر آبشار مہتاب

وہ بحر تھا یا کہ مہر انور
جس پر صدقے ہو حوت گردون

بران و عمرو مع ایلچی کے اُس چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اُس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزارہا کشتی اور مورپنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین جسکو شمس و قمر جنپر شیدا ہوئین زورق نہ افلاک اُنپر ہزار جان سے قربان حوت چرخ کو نثار ہونے کا ارمان اون کشتیون کے بیچ مین ایک مورپنکھی نہایت نایاب برنگ ہلال فلک باعث آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اُسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد عز و شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جسکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان نے مشتاق دید ہو کر آنکھین لگائی تھین یہ اُنکے تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے اُنکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

محراب کی طرفہ عز و شان ہے
دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد

شرمندہ فلک پہ کہکشان ہے
گلدام نظر ہر ایک چلمن

وہ نقش و نگار مین ہے ایجاد
ہے چشم پری ہر ایک روزن

ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش — کھولے ہوئے حور خلد آغوش
جسطرح کہ گرد چشم مژگان — یون گرد تھین چلمنین نمایان

گرد اس بنگلہ کے چار آفتاب نکلے ہوئے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایکطرف اوس بنگلہ کے پتلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اوس آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور بہنگام خندہ منھ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سواسو پتلا اطلاے احمر کا جنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مروحہ جنبانی کرتا بس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو پنجہ پیدا ہوے اوس بنگلہ کا پردہ اٹھایا سب نے دیکھا کہ ایک بقعہ نور تخت پر جلوہ گر ہے اور اسمین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہے خواجہ و ملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون یہ شوکت و شہامت کو کب کی دیکھ کر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اوس حجرے سے پھر صدا آئی کہ اے ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آو مجھکو ایک کام اس سے لینا ہے اس آواز کے آتے ہی وہ بنگلہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اوس بحر کے پہونچے اور اتر کر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگئین ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پرشکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور راسکے درے کو طے کیا جب اوس طرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اسکو بہتر پایا رضوان بھی اوس دشت مین آکر آثار سیر فردوس بھول جاتا اس جگہ کی بہار دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ یہان کا چٹک کر باتین سُناتا پھر اُسکو خود فراموش کرتا خاموش اُسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزہ خضرا غنچون کے شاخون سے ہردم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان پر سے تارے صدقے اوتارے۔

نظم

ہر نخل کو نشۂ جوانی — ہے اوسکی بہار عاشق زار — ہے باغ بہشت صدقے ہر بار
مستی سے درخت جھومتے ہین — شبنم ہے شراب ارغوانی — ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہے — گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس — ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
طوطی کا بھی بولتا ہے طوطی — بلبل کا خروش ہر طرف ہے — سرسبز ہے خوشنما ہے طوطی

اوس دشت پرفضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اوس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین بہزار زیب و زینت استادہ تھی بارہ سو ستون مکلل بہ جواہر اُسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اُس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان اگر پھر چرخ چارم پر جانے کو جی نہ چاہتا اوس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ رواق کسریٰ کہان ایسا ہے سراپردے اُسکے جواہر دوزی چمک دمک مین ہفتمان تو فردوز کہ ابیات

کریتے نہ کبھی بہشت کا غم — آئے اگر اس مکان مین آدم — وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش

وسعت مین جواب ساحت عرش
پُر نور صفا سے اسقدر ہے
ممکن نہین سائبان ایسے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے
ہین پردۂ چشم حور پردے
ہانڈی جو بلور کی عیان ہے

ہموار و مسطح و برابر
جب کھلگئی چشم دل سحر ہے
اوس خیمہ مین گر سکندر آئے
پائے نگہ تیان پھسل جائے
ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین
قندیل حرم سے ہم زبان ہے

ایسا تو نہوگا صحن محشر
دیکھے نہ سنے مکان ایسے
آئینہ دل تلک لگائے
زر ریز تمام نور پردے
سو جان سے نثار عقد پروین

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب پہونچکر ملکہ ٹھہری تھی کہ برے ہوا صدائے نوبت نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک و احتشام زمین پر ساحر لیکر اوترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہوگیا اب جو دیکھا تو ہزارہا مرد ہا عصاہائے طلائی جواہر کار لیے طرح طرح قواعد گویان پیدا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع نخلخے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس اسلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حور صورت پوشاک رنگین دگرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلگئے زان بعد ساحرون کے اور جادوگرنیون کے تخت پیدا ہوے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور و غلمان زینت طرازی مین آرائش دزیبائش کی جان زلف چلیپا اُنکی سوادبخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان و پرہیزگاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر لکہ ابر چھایا ہوا ابر نورِ سحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت خوبی مین خوش قسمتون کا بخت ظاہر ہوا گرد اوس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پہ کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب بادرفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اوس بادشاہ کا نظر نہ آتا تھا ایسا منور و روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران اسلحہ کا جواہر مثل مہر فروزان لباس کی عمدگی اطلس چرخ قربان کہ نظم

آئینہ دل ہوا مصفّا
پیدل تھے روان نسیم کردار
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
تارون مین فلک پہ ماہ دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک تاز
چلنے مین صبا کو گرد کردے
تھی تاج مین شان شہریاری
ہمسایۂ رحمت الٰہی
وہ چتر محیط دو جہان تھا
وہ چتر تھا نور بخش اجرام

کچھ آئے نظر سوار پیدل
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکا رہی تھی صاف بلبل
سچ ہے کہ عیان وہ نور دیکھا
طائر سے زیادہ گرم پرواز
سیار برنگ نجم سیار
زیبا تھی اوسی کو تاجداری
مجرے کو نگون ہے تاج قیصر
سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
تھی اس کے سبب بہار جاوید

راکب تھے تمام برق رفتار
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
اوس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
دل جس سے کہ چور چور دیکھا
سر آگے قدم پہ برق دھر دے
مانند نگاہ تیز رفتار
کیا تاج تھا تاج بادشاہی
کرتا ہے سلام شاہ خاور
وہ چتر تھا سائبان ایام
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اوتر کر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان ہمراہی ٹھہرے سردار اندر بارگاہ کے کرسی و ڈنگل پر جلوہ گستر ہوے ملکہ برّان خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار ڈنگل جواہر نگار رکھا ہے ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت گسترده ہے اسپر شاہ کوکب جلوہ فرما ہے اسوقت چہرہ روشن اسکا صاف دکھائی دیتا ہے کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہے جبیں بھوین ہین شکل مین ماہ طلعت ہے پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہے رعب و داب ایسا ہے کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت برستی ہے ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا و ثنا مین اس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ بموجب ابیات

اورنگ نشین بخت و اقبال
منشور شہامت و جلالت
فرمان مین جزو کل زمین ہے
خورشید تو چتر ہو فلک تخت

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال
جم مرتبہ ہمسر سلیمان
فیروزۂ آسمان نگین ہے
جھک جاے زمانہ بہر تسلیم

طغراے مثال بخت و دولت
قیصر ہے غلام بندہ خاقان
ظاہر ہو فروغ اختر بخت
ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اس ثنا خوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت نور بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر ملکہ برّان جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا ذریعہ نے ادا کرایا اسکو بھی ڈنگل زرین عنایت ہوا جب قاصد بھی بیٹھ چکا ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد حسین مہ جبین سامنے آکر ناچی فلک پیران کے عشق مین آج تک گردش کھاتا ہے بدر کامل انھین کے غم محبت مین گھٹ کر ہلال ہوا ہے کہ بمقتضاے ابیات

دیکھے جو وہان کا رنگ بلبل
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
آئینہ مین منہ تو ماہ دیکھے
دل لے گیئن ایک تھا کے ساتھ

اشکون سے بجھائے آتش گل
ہر عضو سے رنگ جان نمایان
تب سینہ کو اب نگاہ دیکھے
غش لوگ ہوے عجب بندھا رنگ

وہ آئینۂ صفا ہویدا
سب جسم لطیف صورت جان
طبلہ پر اُٹھا کے جب رکھا ہاتھ
گائیں جو ذرا وہ گورسا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے بادب استادہ ہو کر عرض کیا کہ نامہ دار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے دیا ہے کہ اے شاہ ذیجاہ آپکی ہی پریزاد کو میری وزیرہ ملکہ صنعت نے ایک ادنی اسحر کرکے پکڑ لیا مناسب ہے کہ آپس مین فساد نہ کیجیے یہ نامۂ محبت شمامہ لیجیے اور داد اتحاد و دوا دیجیے یہ کہہ کر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ فرمایا کہ اسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ مثل مضامین نامہاے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو باہم رنج نہ کرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہے اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہے علاوہ اسکے میرے قبضہ مین حجرۂ ہفت بلا ہے جسوقت مجکو غصہ آ جائے گا بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپنے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہے تمھارا سر مانگا ہے خواجہ نے کہا اے بادشاہ مین حاضر ہون مناسب سمجھیے تو مجکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے

افراسیاب نے مجکو قید کرلیا ہے سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہے اب بھلا مجھ سے کیا ہوسکتا ہے جو کچھ تھی وہی مچھلی میرے پاس تھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے ایلچی سے پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ لیکر آیا تھا جواب مجھکو عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اسکی سنکر ملکہ قہقہہ مار کر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے کے ایک لکہ ابر پیدا ہوکر برستا ہوا نکل گیا ہوا سے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ اے ایلچی تو کسکا غلام ہے اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ حضور کا کیا کہنا قالب کو پلٹ دیتے اتنا جلد ہم نے کسی ساحر کو نہین دیکھا واہ وا بادشاہ نے ہنسکر پھر ایلچی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبرا کر ایک طرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون اور سامنے ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہے پس اُس پتلہ نے نعرہ کیا کہ منھ کوکب ایلچی نے بہت جلد تسلیم کی اسوقت ایک اور پتلا زمین سے نکلا اس بلورین پتلے نے اُس پتلے سے کہا کہ دے ٹیکا اسکے ماتھے پر اور پتلے نے ایک ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اسمین اگیاری کی خاک تھی اسی کا ٹیکہ جبین ایلچی پر دیا اور پتلا بلور نے حکم دیا کہ اے ایلچی جلد جا اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آنے دے تو مارنا اس نابکار کو ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور اُس پتلے نے جس نے ٹیکا دیا تھا اسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا ایک آن واحد مین اس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ کوکب نے بھیجا تھا اسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب چلا اور پار دریاے خون رواں کے اوترکر جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے اور ماہی پریزاد اسی طرح جال مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جاکر پہونچا باغبان قدرت سنگین جادو وغیرہ ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہے نہ اسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب نامہ کا لایا ہے پس ایک ساحر پکارا کہ اے طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادبانہ قدم یہان نہ دھر اسنے جواب دیا کہ مین اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کس پالان کا گدھا ہے مین تو غلام شہنشاہ اعظم جناب کوکب روشنضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون بادشاہ جادوان افراسیاب کو یہ کلمات سنکر غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجکو کیا سودا ہوا ہے کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہے اُسنے کہا سودائی تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری مان کہ جس نے تجکو جنا اگر مجکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے قتل کرنیکا ہوتا تو مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجکو اتنا ہی حکم ہے کہ ماہی پریزاد کو لے آ اس سبب سے مجبور ہون شاہ جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہے آپ مین نہین ہے پہلے تو اسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا کہ مار ڈالون مگر پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا کہ میرا سحر برطرف ہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا پس ایسا کچھ سوچ کر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہے جاکر لے لو وہ

اسوقت جام کے پاس آیا اور شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین دلمین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
غرضکہ **طاق** نے اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اس جام مین جاتا رہا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا
لیکن غوطہ کھا گیا اور تڑپ کر باہر جام کے آیا سحر **کوکب** کا غوطہ کھانے سے اتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب کو سامنے بیٹھے
پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہے اسنے کہا کہ مین آپکا غلام ہون مجکو کوکب نے مسحور کیا تھا
یہ کہہ کر قدم پر دوڑ کر گرا اور گویا ہوا کہ اے بادشاہ میری خطا معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے
نکال کر اُسکو دیا اور کہا کہ اس مچھلی کو **بحرین** جو سامنے درخت بنا ہوا ہے لیجا اور سامنے اس مرد صحرائی کے
ہو بیٹھکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ **بحرین** درخت سے انسان بنا اور اسنے سحر سے اسکو بیحس و حرکت
کرکے کمر مین پنجہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھانبا اور پر پرواز پیدا کرکے چلا اور دریاے سحر کے پار اُتر کر پہلے بارگاہ
حیرت مین آیا اور ملکہ کو مجرا کیا اسنے بخاطر تمام بٹھایا جام شراب دیا اسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین
سامنے کوکب کے لیجا کر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہہ کر روانہ ہوا اثناے راہ مین سوچا کہ انکو پنجہ مین دابے تو کہا تک
جائیگا لازم ہے کہ کچھ لشکر ساتھ لے اس فکر مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لے گیا تھا بھرا ہوا
ملک **کوکب** سے آتا تھا اسکو ملا کس لیے کہ یہ ہمراہ ہرزبان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین گیا
تھا ہمراہی اسکے در طلسم پر اُترے ہوے تھے بعد اس کے مسحور ہو کر پھر آئیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اس کے
صحراے طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا غرض اس لشکر مین یہ داخل ہوا **بحرین** و ماہی کو قید کر دیا اور کوچ کرکے
بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے ملکہ **مہرخ** و زلور جادو و **گلگون جادو** مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف
جو چلی آتی تھین اُسکو ملین ان کے لشکر سے کچھ ہٹ کر اسکا لشکر اوترا اسنے حال انکا دریافت کرکے دل سے غدر
کیا کہ تجکو بادشاہ **کوکب** نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اسوقت تو اسکا معاوضہ
کریعنے **عمرو** خدمت **کوکب** مین موجود ہے اسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہے تو اُسکو دیوانی بنا کر مع
اسکے ساتھیون کے خدمت **کوکب** مین بھیجدے کہ یہ جا کر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو مارین یقین ہی
کہ **کوکب** ابھی اسکو قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھ سے لڑنے آئے ہین تو
بھی جاوے اور اگر نہ نکالیگا تو سمجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے لینے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان افراسیاب ایسے ہین بس یہ سوچ کر
آپ خیمہ سے اُٹھ کر جانب بارگاہ **مہرخ** روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے
اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہوگئی غلغلہ اسکی آمد کا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکورہ مین بھی اسکی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہو رہی اور
یہان **برق** عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھ کر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہے جو آتا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ
بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پر بیٹھے
ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور باب تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تم نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور نمکحرامی
پر کمر باندھی مین **طاق طمطراق** غلام شہنشاہ ہون ماہی اور **بحرین** کو پکڑ کر لیجاتا ہون سامنے **کوکب** کے

ذبح کرونگا تمکو لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا دشمن ہے ہم اسکے مدعی ہین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھ کر تین دستکین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تم کس کی تابعدار ہوان سب نے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیز ہین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرمایئے ہم بجالائین ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرادیجیے اسنے کہا تمھارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہوکر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور افراسیاب کی طرف سے اس سے مقابلہ کرو کہ اسنے خداوند شاہ افراسیاب عالیجناب سے مقابلہ کیا ہے تم ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کو لوٹ لو مین تقصیر تمھاری شاہنشاہ جادوان سے معاف کرادونگا ان سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئین طاق طمطراق وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سب نے اسی وقت قرنا ے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار کرایا تو یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

آراستہ سب ہوے رسالے	ہتھیار سوارون نے سنبھالے	اراستہ اسقدر ہوئی فوج
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج	آشوب سما گیا زمین مین	فتنہ کا تھا ہاتھ آستین مین
تمکین ہو نہ کیون نثار لشکر	ہے حد شمار سے یہ باہر	

غرض بہ حشم و خدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئین اور اس طرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر کوکب نے کی ہے چلین اس لیے کہ جلد پہونچین اور بعد طی مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثناء راہ مین نہ رُکین دوسرے یہ کہ درۂ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور بمشکل سحر کرکے اس درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اسی درّے سے روانہ ہوئین اور محافظ درہ نے کہ نام اسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جاکر آفت مین مبتلا ہون حاصل کلام یہ کہ اس درّہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے یہ سب اسکو طی کرکے مقام مذکور کے جب قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھچی تھی اور دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اُترے ہوے تھے یہ شہزادیان یعنی مہرخ و گلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل وہ بیچارہ محافظ سحر و جادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا اُنسے لڑ سکتے یہ تیغہاے سحر کھینچکر جا پڑین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ سب کو مار کر گرادیا ہنگامۂ شور و شر مچا اور یا سحر کی بجلی چمکی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان کام آئے یہ سب آگے بڑھنے لگے اسوقت زمین تھرائی اور ایک پتلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے اسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ باشندہاے خیرہ سران یہ کیا غضب تم نے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم نور افشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اسکا اس آواز مہیب سے تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ پہ شور کی صدا چھاگئی گاؤ زمین تھرا گئی اور اس پتلے نے دو ہتھڑ زمین پہ مارکر نعرہ کیا کہ اے زمین روک ان سحرون کو یہ اسکا کہنا تھا کہ مرکبہاے فوج ملکہ کے پانوٴن زمین مین دھنس گئے یہ سب سوارون کو چھوڑ کر پیادہ ہوے اور آگے بڑھے پتلے نے پھر ایک دو ہتڑ مارا کہ اے زمین روک انکو انکے پانوٴن بھی زمین نے پکڑ لیے اور پتلا زمین مین غائب ہوگیا اور سامنے کوکب نے آیا شاہ موصوف اسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ بران

بھی تخت پر جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ تیلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ
مہرخ عرض کی بادشاہ یہ خبر سنکر کچھ کہنے نہ پایا تھا ایک تیلا اور اُڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے عرض رسا ہوا
کہ طاق طمطراق ماہی پریزاد اور بحرین کو گرفتار کیے آپکے پاس آتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ ان دونوں کو
سامنے بندگان دارا اور بان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رُخ جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپنے سنا کہ ملکہ
مہرخ لڑنے آئی ہے کیسی آپ کی دوست اور آپکے لشکر کی بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن
جھکائی اور بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی ایک لکہ ابر اسوقت برسے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مورنی برنگ
طاؤس آسمان نکلی اس کے پرون پر ایک کتاب جسمین نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلاک تحریر تھے رکھی ہوئی اور مورنی
بھی نہایت خوبصورت تھی پر دن پر اُسکے داغ مثل گلہائے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہائے عاشق بہار یار تھے چال
اسکی مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا رنگ دکھاتی
چھان چھان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈنڈوت کرکے اسکی پیٹھ سے اُتاری اور نہایت ادب سے
چومی چاٹی اسوقت دو تیلے نظر آئے کہ اس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سوا اشرفی انکو نذر دی
اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب میں لکھا تھا کہ ایلچی کو تو نے مسحور کیا تھا اسنے عوض اسکا لیا کہ اس ملکہ
کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی اور سحر پڑھا کہ مورنی اُڑ کر
ابر میں گئی اور ابر چھا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمایئے اور رنجیدہ نہ ہوجیئے شکایت میری آپسے دربارہ
انحراف مہرخ بیجا ہے اسلیے کہ وہ آپ مین نہین ہے ایلچی نے اسیر سحر کیا ہے اب جبتک کہ وہ ایلچی مارا نہ جائیگا ملکہ مسحور کا
ہوش مین آنا محال ہے خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفت بادشاہ میں زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونیسے قوی دل ہوکر
عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر جیدہ کہ کے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسے
ساحر کو مع اسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کر دیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم حال پر
مجھ ضعیف و پاشکستہ کے بعد افضال خدا چاہیئے کہ جملہ امور میرے تا درست انتظام پائین اور سب کام بنجائین بموجب نظم

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر
دارا سے ہزار تیرے دربان
یہ حسن یہ زور یہ حکومت

جاتا رہے بخل کیمیا گر
بخشا ہے خدا نے زور در دل
یارب رہے تا ابد سلامت

دارائے جہان خدیو کیہان
رستم بھی نہو سکے مقابل
بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا

اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر مر گئے یہ کہہ کر ایک سحر پڑھا کہ جہان سیلان وغیرہ
ہوں جلد حاضر ہوں یہ دونوں ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اسمین تھے سحر نے بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہے ہم لڑ کر مر جاتے تو اچھا تھا اب کچھ چارہ نہو سکے گی غرض حکم حاکم سے
ناچار ہوکر اسی وقت حاضر خدمت ہوے بادشاہ نے انھین بہت کچھ لعنت ملامت کرکے فرمایا کہ اب تمھین لازم ہے کہ جبتک اپنے
افسر ماہی پریزاد کو رہا نہ کرلاؤ اسوقت تک مجھکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کرو اور لشکر

جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اسکو ہمراہ اپنے لو یہ حکم سن کر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل ہو کر مثل دریائے فنا و سیلاب تلازم قضا روان ہوئی قرنا کا شور تا بہ گردون پہونچا ساحرون کے اژدرون سے روئے دہر کالا ہوگیا ستم قاتل یاران سحر نے ہوا کو دنیا کی مسموم کردیا باد مخالف بجر عالم مین چلنے لگی آتش سحر ابلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آتی تخت ہائے سحر بروے ہوا روان تھے ابر کے لکے سرون پر سائبان تھے جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اگلتے بیر غل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتھیارون کی چکاچاک سے گردون فلک پر دہکتے کانون پر ہاتھ دھرتے شورش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف و خطر مین عالم غرق وقت فرق کرون د فرق

نظم

دیکھا نہین اس طرح کا لشکر — تھا حد شمار سے وہ باہر
دستہ تھا ہر ایک برق سے تند — تلوار سے تیغ کوہ ہے کند — وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب
وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب — آئے جو چمک کے سوئے سیلاب — دو ہو کے بہے ادھر ادھر آب
موجین اگر اس روش روان ہون — قیمہ تہ آب مچھلیان ہون

چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کر و فر سے برسم یلغار الیچی پر روانہ ہے مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بر وقت آمد الیچی نکلگیا تھا صحرا مین ٹھہر رہا جب شاہد روز نے مقنعۂ سیاہ شب مین روے انور اپنا چھپایا اور صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا کہ

نظم

فانوسون مین یون تھی شمع روشن — شیشے مین پری کا جیسے مسکن
تارون کا ہجوم سے نکلنا — صحرا مین ہوائے سرو چلنا

نثر شام عیار رندگو نے ایک مقام تنہا مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک عورت کسی کے بنائی گیسوئے سیاہ سر پر قریب جبین آراستہ کیے حبش سے حلب کو فیض دیے آنکھین جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری ہالۂ قمری طرح عشاق اسکے گرد پھرے عشوۂ و ناز زیر نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلائین لے بلکہ نگاہ جادو نگاہان شاگردی کرے غبغب و زنخدان طفل کی بازی کیلیے یہ گو وہ چوگان نہین نہین سیب ذقن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریائے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اور اسکے قریب گوشہائے نرم کا ہونا صراحی و جام کا بزم حسن مین جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم انکو کہنا تھا سینۂ انمول چھاتیان اسکی گول سڈول باغ خوبی کے دو نارنگترے رس بھرے یا دو کبوتر لقا کس بھرے یا دو نقابدار گرش یا دو جام واژگون پر از بادۂ خوش الحاصل

نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور — رنگ رخ صبح جس سے کافور — شیرازہ پئے کتاب ہر ناز
فہرست جریدۂ ہائے اعجاز — صحبت مین جو باریاب ہو جائے — آئینہ حیا سے آب ہو جائے
دونون رخ صاف باغ امید — گویا ہے قران ماہ و خورشید — سینہ کے بیان کیا ہون اوصاف
ڈبیان معجون باہ کی صاف — کیا نور ابد ملا ازل مین — سینہ ہے کہ آئینہ بغل مین
پرنور شکم ہے آئینہ صاف — ہے چاہ ذقن کا عکس وہ ناف — چیتے کی کمر بہت ہے مشہور
نازک ہو یہ اس سے چشم بد دور — توصیف ہو زانوؤن کی کیونکر — دو بلیۂ حسن ہین برابر
ہر گام پہ ہے یہ قول و قامت — گل کیسی کہ آج ہی قیامت — اس صورت زیبا سے درست

ہو کر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا دیکھا کہ کمیدان رسالہ اور افسران لشکر خیمون کے دروازون پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول آرام و چین تھی بازار لشکر مین کھلا تھا کٹورا کھنکتا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے کڑھاو چڑھے تھے ہر سمت گھماگھم مردمان لشکر خوش فہم ان لشکریون نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن و گلپوش خندان لب شیرین مگر خاموش بصد آن و ادا اٹھلاتی اس طرف آتی ہے رفتار اسکی گردش محبت کو بھی چالین سکھاتی ہے زلفین دوش پر کھلی ہین شکار طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم مین رنگین و پرزر ہے شفق سرخ مین جلوہ اختر ہے اس طرح سرخ دوپٹے مین ٹنکا جواہر ہے اور بیت افشان کی چمک سے وحشت روشن + اور رخنہ بھی مہر کا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ ہوا مفلس کا تو کمر بند ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہگیا مالدارون نے سر بلند کیا نوجوان حسن جوانی اور دولت شباب سے مغرور تنکر اپنی امنگ دکھانے لگے زردار تمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ دولت بیدار قریب تر آئی عاشق تنون نے یہ بات سنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہوا بھی حاصل + کیون جی مجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے + کوئی نوجوان قریب آکر پکارا کہ سہ تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنیوالے + دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے. کوئی اُسکی زلف پرخم کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے کا بھی ہو ترک وفا کا پہلو + تم یہ سمجھو کہ جفا میری اُٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ اے جانی والے مایہ عمر زندگانی سہ ذرا دم لے کہ تا ہم کچھ نگاہ یار مین ٹھہرے + نہین اتنی مروت اپنی بینائی مین پاتے ہین یہ اشعار جو اس عیار دلدار نے سنے اور زیادہ کمر کو بل دیا کولہونکا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی ڈوپٹے کو کاندھے پر سے ڈھلکایا سینہ کھُل گیا تو کمیلی لیتا ہین برچھی کی انی بن کر جوانون کے سینہ مین پار ہوئین ایک خدمتگار سے ایک کمیدان نے اشارہ کیا کہ لا اس نازنین کو میری خدمت کے لیئے خدمتگار اُٹھکر ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پا کر اس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ طوائف ہین تو بیوی اپنا معمول بنایئے آپ کے سبب سے دو پیسے ہمین بھی ملجائین اس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کس کی طرف سے تو پوچھنے آیا ہے اسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب پانسو روپیہ کے ملازم ہین انسے تم سے رسم ہو جائیگی تو آج پر کیا ہے بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پری رو نے کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی لیتی ہون خدمتگار یہ سُن کر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان اس ستمگر پاس لایا اشرفیان دیکر اپنے حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس لیچل بہت کچھ دلا دونگی خدمتگار اُسکو ہمراہ لیکر پشت خیمہ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سراچہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ کر میان کو اشارہ کیا کہ جایئے مین لے آیا اندر خیمے کے وہ موجود ہے کمیدان برخاست کر کے اُٹھے اور اندر خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر پھولون کی دھری کشتی شراب ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اُسکو آغوش محبت مین کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا صاحب بھلے بیٹھو مجکو یہ دھا جو کڑی مین سیج کمون پھوٹے دیدون نہین بھاتی -

کیا ننگوڑا اس نوچا کھوچی ہی مین اخلاص رہگیا ہے کمیدان نے کہا اے آرام جان بیت ہی شوق گھرے ہوے ہین
یا دل + ہو دل کا ابھی یہ جوش اول + اس عیار کو تو یہ منظور ہی کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس پہونچون اور اس کو
قتل کر دون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود مین آبیٹھا کبھی مثل سیماب پہلو سے بیتاب
ہو کر نکلا جیسے عاشق کا دل پر اضطراب بیقرار ہو یون پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزہ چشم ابرو سے
بسمل کرتا کبھی ماتھا کوٹتا اور کہتا فرد آیا ہو کہان سے مرد بے ننگ + مین سخت ہون اس کے ہاتھ سے تنگ + اسی
ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین اسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ چنچل کو اپنے ڈھنگ پر لاؤن اس
عیار نے اس کے تیور پہچان کر اور اسکی آغوش سے نکلکر در خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دہائی ہے طاق جادو
کی اس موے کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہاے میرے جھڑے بڑے کپڑے بین سے
اُتار مے جو ہے دتیان بھی موس لین بالیان ٹالا بالا تا تحس نحس کین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا تھا
جو میرا توڑ ڈالا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ائے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اتنا لشکر کے لوگ دوڑے کمیدان
صاحب حیران سب مستی غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوے کہ بڑے یہ بدمعاش عیاش ہین اور چور بھی بنے
لعنت بکار شیطان جو آتا ہو وہ دیکھتا ہو کہ اس عورت کے بال کھلے ہین بوسون کے نشان رخسار پر ہین پاتیچے
چڑھے ہین رانین مینگرا اسنے لال کی ہین کمیدان چپ سکتے کے عالم ہین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین یہ حال
دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کا
یہ حال ہے کوئی کہتا اجی امیرون کی تو بن پڑی ہے وہ جانتے ہین ہمین کوئی کچھ نہ کہیگا اور اگر کہے گا بھی تو
کوئی یقین نہ کریگا کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا اور درشن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین یہ معقول
کوئی بچارا کیون ہیوی تم اس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمہارا گہنا قیمتی ہوگا رنڈی بولی کہ اے میان فقط
ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے سنکر یہ جواب دیا کہ بھائی تف ہے ایسی عیاشی پر دوسرے
نے کہا یہ کمیدان آخر کیونکر بنے یون ہین مال مار مار کر آخر موٹے ہو گئے کمیدان کے ملازمونکو یہ آوازے جو
برے معلوم دیے سکو مارنے دوڑے کہ بدمعاشو تمکو کس نے انصاف چکانے بلایا ہو وہ سب پہلے تو متفرق ہو گئے مگر
کہتے ہوے یہی تو ترکیب رکھی ہو کہ جو کوئی بولیگا تو اسکو ڈانٹ لینگے لو صاحب برا یا مال چھین لین گے کر بولا نہین
یہ کہتے ہوے آگے بڑھے اور ہجوم کیا پھر خدمتگارون نے کمیدان کے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہے اس رنڈی نے
دوڑ کر دو ایک کا دامن پکڑا اے میان تمہارے صدقے گئی میرا اسباب دلادو اب تو انکو زیادہ تر بولنے کا موقعہ
ہاتھ آیا رنڈی کے وارث بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالتے ہین اسمین اپنا سگا باپ
کیون نہو یہ تو کمیدان ہی ہین کیا دل لگی ہے رنڈی کا مال ہضم لینا لے لائیے اسی مین خیر ہے کہ چپکے سے لوا دیجیے
نہین ساری کمیدانی معلوم کر دونگا کمیدان کو غصہ ان باتون سے آیا اور کہا جاو ورنہ مار ڈالونگا ملازم تلوارین لیکر بڑھے
بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے ہوے پیچھے ہٹے کہ ارے آہم دیکھ ابھی انکا زبردستی پنا دکھائے دیتے ہین دیکھو

ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہے یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھر ان پر لوگون نے
آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ لٹی کے وارث ہین کوئی بولا بھائی خوب کمیدان پاس بھیجی کسی نے کہا اے میان
یہ پیشہ کب سے تم نے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے لنگرون مال مردم خورون سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا جواب
یہ دیتے کہ یہ ہم پیشہ نہ کرتے تو مارے فاقون کے تم مر نہ جاتے پھر تمھاری بہنین روٹی کیونکر کھاتین غرضکہ خوب پھکڑ ہوتا غول
کے غول ساتھ شور قہقہون کا بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سنا گھبرا کر
سامنے سلام کرکے حال عرض کیا جملہ ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہ صبح کو کمیدان سے گہنا
بھی دلا دونگا اور مین بھی بہت کچھ سرافراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ منھ دیکھ کر رہ گئے یارون
نے پھر کہا اے میان اپنا حق تو مانگ لو ایک بولا بھئی پہونچائی خوب دوسرے نے کہا اچھی رات خیریت سے گذرے تو صبح
خیر صلاح پوچھنے آئینگے ہی وقت انعام بھی پائینگے غرضکہ یہ مجمع ہنستا بولتا تو ایک طرف روان ہوا اور طاق پھر بارگاہ مین
آیا رنڈی ایک کونے مین گوشۂ فرش پر بیٹھی تھی اسنے ہمکو صورت دار اور صاحب وضع دیکھ کر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ
کو اشارے سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اس غارتگر جان کے پاس آیا اسنے بھی انگڑائی لیکر
اپنی گات دکھائی چھاتیون نے سرکشی جتائی یہ دوڑکر لپٹ گیا اسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا گود مین اسکو اٹھا کر مسند پر لا بٹھا
اسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے ڈھلکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منھ بنا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دبایا اور کہا
نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین جیسا میرا گہنا موے نے اتار لیا یا ساری ستیاناس کمبخت کا ہو جمشید اچھی طرح سے میرا مال نہ کھا سکے
سنا میان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہے کہ موذی کاٹے کا پنڈا ہی جانتا ہوگا ایلچی نے یہ کوسنا
اور منھ بنانا دیکھ کر نقد ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا مین ابھی گہنا تجکو دیتا ہون یہ کہکر اٹھا اور ایک ظرف کو اس
بارگاہ مین صندوق رکھے ہین ہمین سے ایک صندوق وا کیا کہ اسمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق
کھولنے مین مصروف تھا اس عیار نے کشتی شراب کی کھینچکر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اسمین بیہوشی
ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اس لیے کہ اس حسین کو پاس بلا کر گہنا دکھاؤن بس نگاہ اسکی
بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پڑیا سے نکال کر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اسکو گمان بد
ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غلطک
مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران تھا کہ یہ لوٹ کیون گئی اس عرصہ مین اسنے سراچہ اٹھا لیا بقوت
تمام اپنے تئین باہر پہونچایا اب تو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کس لیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین
اور نامی رنڈی کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی پردے مین دہیاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور
اپنا بتلاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہان تک آئی اور یہ فقرہ ہے کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا
واقعی یہ عیار تھا بس یہ سوچ کر صحن بارگاہ مین آکر بزور سحر یہ بھی اڑا اور تجسس مین برق کے چلا وہ اتنے عرصہ
مین بہت دور نکل گیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم شاہد شب سے

زیور انجم عیاش رو نے اُتار لیا اور سحر خندان بارگاہ عالم مین آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے ساحر شب کو پلائی بموجب نظم

غرض انجام شب نے منہ دکھایا — فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نگہبانونکی آنکھین ہو گئین بند — اُٹھے واعظ برائے یورش و پند

صبح کو طاق پھر بارگاہ مین آیا اور رقعۂ جمشیدی منگا کر دیکھا کہ عیار جو عورت بن کر آیا تھا کہان ہے رقعہ مین معلوم ہوا کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس کے درہ مین بیٹھا ہے یہ معلوم کر کے اسنے پرواز کی اور پھر گرفتاری برق درۂ کوہ مذکور کے قریب پہونچا اس مقام پر برق اس فکر مین تھا کہ اب کسی اور تدبیر سے جا کر کام اس ساحر کا تمام کرون اسی اندیشہ مین تھا کہ طاق جا پہونچا اور للکارا کہ باش او ناعیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سُنکر بھاگا مگر اسنے سحر ایسا پڑھا کہ پاؤن زمین نے پکڑ لیے ساحر خوش ہو کر ڈانٹتا ہوا چلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ تو اسطرح چلا ادھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ کو دیکھکر درگاہ رب العزت مین برجوع قلب استغاثہ کیا کہ اے چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل سینہ درہین تیرے + والہائے شکستہ گھر ہین تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی مہتر قران جو اول بیان کیا تھا کہ برق کے ساتھ ہے اور جوگی بنکر مریخ کو اسنے مارا تھا فی الجملہ اسوقت وہ ساحر بنا ہوا اس ارادے سے کہ لشکر ایلچی کا حال چلکر مین بھی دیکھون ادھر آتا تھا اسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا اگرچہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ اے بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہر تا مین بھی آلون تو اس ناعیار کو مارنا کہ میرے دل کی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز سُنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن مو سے شعلۂ آتش نکلتے ہین تہمد کھارُے کا باندھے جٹا مین سر پر سے زمین پر گھسٹتی ہوئین کانون مین کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اسطرف آتا ہے یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب آیا طاق نے پوچھا کہ اے برادر کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا اے ایلچی صاحب اس پہاڑ کے ادھر میرا گھر ہے مین ایک کام کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہان گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کر کے اسنے مارا اور گھر میرا لوٹ لیا تھا کہ مین آگیا مجھکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتہ نہ لگا آج تمنے اسکو قید کیا مین تلاش مین آئی تھا اب تم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ کوئی حمایتی اسکا آنہ جائے مین سر اسکا کاٹ لون طاق اسکے کہنے سے مڑ کر جنگل کیطرف دیکھنے لگا اسنے بغدہ کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے آخر وہ حمایتی اسکے ادھر سے آگئے ساحر اس کہنے سے مڑ کر دیکھنے لگا اور اسنے پہلو پر سے بغدہ بقوت تمام اسکے سر پر مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہو گیا وہ تڑپکر واصل جہنم ہوا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا آندھی آئی آگ پھر برسنے بعد ہنگامۂ عظیم آواز آئی کہ مارا طمطراق طاق جادو ایلچی شاہ جادوان کو یہ آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی مین بھی خبر مرگ ساحر نذکور پہونچی اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہو کر تعریف عیاری قران کر رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونو نکو گھیر لیا یہ بھی خنجر کھینچکر اس لشکر پر جا پڑے اس فوج مین ساحر سب ہی یقین تھا کہ یہ گرفتار ہو جائین مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے ماہی پر یزاد اور بحرین جو قید تھے انپر سے سحر اُتر گیا اور رہا ہو گئے بس بحرین زمین پر گر کر دریا بنا اور مچھلی دریا مین کود گئی اور وہ دریا موج مار کر چلا دم بھر مین قریب لشکر مخالف پہونچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ برسانے لگے کہ شعلۂ آتش دریا کو خشک کر دین لیکن وہ دریا کب خشک ہو سکتا ہے کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ ساحران نے سحر تعلیم کر کے

بھیجا تھا تو اسنے بدقت تمام ماہی کو پکڑا تھا یہ لشکری کب اسکو گرفتار کر سکتے ہین آخر دریا ایسا بڑھا کہ لوگ اسمین
غوطے کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی بمشکل جان بچانی ہوئی یہ آفت تو تھی ہی طرہ اسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران
جو لشکر لیکر راہی تھے اسوقت یہان آکو پہونچے اور یہ ہنگامہ رزم برپا دیکھکر لشکریون کو حکم دیا کہ لیا ہان ان خیرہ سرونکو
لشکری سب تلوارین کھینچکر تارنج و ترنج بکڑ کر آگرے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور
باران برف ہوا جاکر ابر بنا اور برسنے لگا اعوذ باللہ زمین سے دریا جاری اوپر سے آب سحر برستا لشکری
سحر کی مار کرتے جب بوند پانی کی پڑتی جسم غربال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریون نے باران کو مارے تلوار
کے تہلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی قدم اٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی روانی نے زندگی کا
گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا یا افسون پانی سحر کا اونچا تھا تلوار کی حباب سیلاب تھی کشتی حیات
غرقاب تھی وہ لشکر خون عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب آسا تھا برق خنجر دشمن مین دم باقی نہ تھا اسطرح سحر کی
بجلی چمکتی تھی کہ جرعہ کشان ساغر اجل کیلیے ابر تھا دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نہ تھا اور دونگے گزر جانیکو
تیغ آہنی بحر ہستی کی پل آہنی تھی شمشیر کی دھار دھار ابنکر روان سر تیغ مین دشمنی جاتی تھی گرداب بنا تلوار کا
گھاٹ اس بحر آہنی مین تو بہر کے بدلے غضب کا کاٹ تھا ڈورا حسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کیلیے جال
اسکا پھل قضا سے کسی کو چارہ نہ تھا جو ہر روانی دکھلانیکا صمصام دشمن کو یارا نہ تھا کہ بموجب ابیات

تھا گرم وہاں اجل کا بازار	تھے ایک کے دو دو کے تھے چار	لایا جو سر عدو سے کیا مال
ہے تیغ قضا کی بھی کہیں ڈھال	کس طرح چلے نہ خصم سرکش	وہ تیغ تھی موج بحر آتش
دہشت تلوار کی جو چھائی	مشکل سے بدن مین روح آئی	یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
مانی کو ذرا بوقت تصویر	اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے	تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر خوب لوہا برسا ہر ایک کافر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ تیغ کی کشتی پر چڑھکر سب کے سب زندگی کے دریا سے
پار اُتر گئے جو لشکر ہمراہ الجی تھا زندگی سے ہاتھ دھو کر جام اجل پیکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر مین سب کا دم گیا
جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ماہی پریزاد بھی دریا سے
نکلی اور سیلان وغیرہ سے شاکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور فردہ فتح لیکر خدمت
کوکب مین قصد جانے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استاد کرا کر ٹھہرو اور ان
عیارونکی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جاکر عرض حال کرتے ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا
لشکر اتارا بارگاہ استاد ہوئی ماہی اس بارگاہ مین جو حق لیک سحر سے بنا کر شناوری کرنے لگی بحرین بارگاہ مین عیار فرخ کو
لیکر آیا عیار صورت بدلکر آرام تمام بیٹھے اور ساحر خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن فرخ وغیرہ جو مسحور بسحر الجی ہو
کوکب پر چڑھ گئی تھین اسکے مرنے سے ہوشیار ہوکر آپسمین گویا ہوئین کہ یہ ہم کس سے لڑنے آئے تھے افسوس ہم اپنے طرفدار شاہ
کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہے کہ بھاگ جائین یہ کہکر عنان عزیمت منعطف کی اور جانب طلسم ہوشربا کی جانب چلین

پاؤن انکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور اُنھون نے رو بفرار رکھا ادھر وہی تبلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انکو روکا تھا
بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بصد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہو کر بھاگی ہے شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپ نے
کچھ سنا جو ہمسے لڑنے آئی یقین وہ بھاگی ہین عمرو نے بہر تعریف کی کہ اے بادشاہ آپکے اقبال سے وہ یقین ہے کہ قتل ہوا اُنکی اب ان
ناچیز کی مجال ہے جو ملازمان حضور سے مقابلہ کرین اس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہو کر دعا و ثناء بادشاہی بجا لائے
اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے اسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کی
کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردون کا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب
خرمن سے کہین کہ ہو ہوا بھاگ
حیلہ جسے کہیے ذات ان کی
لیکن ہین وہ دین پناہ و دیندار
فرمان قضا مین نام انکا

بس فتنۂ روزگار ہین سب
تلبیس ہے ریشہ ریشہ انکا
تہمت جسے کہیے بات انکی
تعظیم و شرف مین کعبہ کردار
توقیع خرد کلام ان کا

بجلی کو صلاح دین لگا آگ
عیاری و مکر پیشہ انکا
یہ باتین ہین بہر قتل کفار
ویران کن سومنات و کفار

یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب
ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور ان سب سے ملاقات کیجیے اور انکی دعوت
بھی فرمائیے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بران ہو کر فرمایا کہ اب فرزند خواجہ سلامت کو
سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ موصوفہ کی خاطر داری
مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین گھولنا
ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے وہ بجا لائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ
ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا
کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جاننا اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہوگے
یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور اسکے بموجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد ان کے
جانیکے ملکہ بران کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہے ایک بارگاہ عالیشان بھجوا دو کہ جبتک
خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکور یہ حکم سنکر اُٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم
کرنے لگی ادھر مہرخ جو بھاگی تھی اسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہے اور اس صحراے لق و دق مین
ایک دیوار دھوین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نہ پائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اسوقت ایک بارگاہ عالی اس
بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چارسو کلسیان یاقوت رمانی کی اسپر چڑھی ہین
اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقارین ان مورون کی موتیون کے دانے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر
بہت بڑا کلس چڑھا ہے اسپر سورج مکھی لگی ہے جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش شیشہ آلات وغیرہ سے وہ
جا سے دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ زنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہے کہ بموجب **نظم**

کیا پیش نظر چھتین ہین رنگین
مہتاب ہے ناصبور کیا کیا
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ
آئے ابھی اُڑ کے تخت طاؤس
ہر جا پہ کنول ہین حد سے باہر

سب رشک نگار خانۂ چین
شطرنجیون مین جو خط عیان ہین
اللہ کا اُس جگہ پہ سایہ
زینت کی ہوئی یہ طرفہ تکمیل
گردون یہ کہان ہین اتنے اختر

ہین چاندنیون مین نور کیا کیا
ہم شکل خطوط آسمان ہین
دے کوچ جو رخصت قدمبوس
جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل

مہرخ حیران ہوکر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معززان طلسم مین سے قریب اسکے آئے قبائین سب کے گلون مین عمامے سرون پر مین ہر ایک مسن مہذب سب کے سب کے دن انھون نے بادب سلام کر کے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کیلئے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی انھین کی عملداری مین ہے آپ بارگاہ مین تشریف لے چلین اور راحت و آرام کرین شاہ مذکور کے یہان آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خوردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصوروار شرمندۂ احسان بادشاہ ہین کہ ہمنے انکے ملازمون کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ مین جائین ساحرون نے کہا ان باتون کا ذکر نہ کیجئے ملازم شاہ آپکے ہاتھ سے نہین مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی مین ہوتا کیا ہے آپکی اسمین خطا کیا ہے ایلچی کو ہمارے شاہ نے مسحور کیا اُسنے آپسے بدلا لیا الغرض ملکہ مسطور سردار وافسر کی سواری سے اُتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب صدائے ادب تفاوت لگانے لگے ڈنکے بجے بڑی شان و شوکت سے ملکہ جلوخانے مین پہونچی دیکھا دو رویہ قنائین پر از نقش و نگار کھنچی ہین بیچ مین سڑک ہے سرخی اُبیر کٹی ہے جواہر پڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہے ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر و انبار ہے ہر دوکاندار ساحرہ و ساحر وضعدار ہے لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کے چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف مین زلیخا خواہش نہ کرتی بیت لعل ایسے کہ جیسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیون کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا باب خلد برین پر دے ہر ایک غیرت پردہ چشم حور العین سقے سڑک پہ گلاب و کیوڑا چھڑکتے کمر مین انکے کٹورے چاندی سونے کے کھڑکتے مہر و ماہ کی تھالی کو اپنے جوڑ کے برابر نہ سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت اسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ خیام استادہ تھے اسمین اُتر گئی ہزار معزز ساحر ہمراہ ملکہ دنگل و کرسی پر اندر بارگاہ کے متمکن ہوا ملکہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اسوقت کچھ تخت اُڑتے ہوئے بارگاہ مین آکر اترے جنپر نازنینان مہر طلعت سوار تھین سامان رقص ہمراہ رکھتی تھین چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگین پیمانۂ شراب گردش مین آیا اسی ہنگامہ مین جب ایاغ دائرہ ماہ مین شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتاب آفتاب کی ڈھلگئی دن گذرا رات آئی۔

نظم

تا دور وہ چاندنی کا عالم
بیٹھے جو وہان تمام تھا روز
مہتاب کا خود بھڑک گیا دم
تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز

سر شام کچھ ساحرون نے ایک صحنچی مین بارگاہ کے دسترخوان دیبا بتکلف تمام بچھایا اور روشن چوکی بجتی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چنا گیا پھر ملکہ کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور خاصہ نوش فرماوین ملکہ اور سردارون نے خاصہ نوش فرمایا اور سرابچہ بارگاہ کے اُٹھا دیے سیر کیفیت صحرا کی سب دیکھنے لگے اور میخواری مین پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف ہوئے ناچ ہونے لگا اب دو طرفہ تماشا ہوا کہ آندھی ایک سیاہ آئی دنیا تاریک ہوگئی ہر ایک پر بیہوشی چھائی بعد لمحہ کے جو ہوش آیا نہ وہ بارگاہ نہ وہ بازار کسی کا پتہ نہ پایا اور اپنے تئین ایک کرسی مرصع نگار پر ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار بھی کہ سبز کرسی طلائے احمر کی تھین بیٹھے تھے اور کرسیان سطح آب پر بچھی تھین نیچے ان کے

دریاے ذخار موجزن تھا اسی بحر پرجوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندین عمدہ آراستہ تھین فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہی اور نقش دار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین چاند کی روشنی لہرون مین ملکر بلورین لیتی تھی ستارہاے فلک کا عکس جو پانی مین پڑا تھا ہزارہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا کہ ابیات

دریا تھا کہ غیرت چمن تھا
آتی تھی نظر تجلی طور

ایک نور کا بحر موجزن تھا
دریا کی وہ ہر طرف روانی

گیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
تھا آب حیات اسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری سنیے کہ جو ہمراہ ساحران کے روانہ ہوے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو چاردیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی اسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے بعہدۂ دربانی حاضر تھا سبنے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر نہوے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کے اہتمام کرنے والے ظاہر ہوے یعنی اس ملک کا بادشاہ ملک لالان یاقوت پوش تخت یاقوت نگار پر سوار تاج یاقوت سر پر قباے قلمکار یاقوت احمر در بر چار قب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو مین ہزارہا امیر و وزیر مالہ ہاے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی دار خاص بردار عہدے ہاتھو مین لیے خادم خدمتگار سواری کی شوکت قابل داد خواہ خواجہ عالیجاہ کے استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرائش نظر آیا ہر مکان یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین پر از نقش و نگار تزئین مین پیرایۂ یار — نظم

ہر سمت ہجوم عام مردم
ساقی کا منا کے بول بالا
جس طرح کہ ماہ برج و اختر
پرنور مٹھائیون کے وہ تھال
بھوکون کی غذا تھی جن پہ جانین
اثمار بھی تازہ تازہ موجود
ڈلیان مصری کی جن سے بے آب

بھڑبھونجون کی کہین دوکانین
منھ سے کسی نے دھوان نکالا
بیٹھے ہوے اک طرف کبابی
خورشید کی ٹکیہ پڑے رال
بھٹیاری کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار و امرود

دیکھا عجب اژدحام ہر دم
اڑتی ہوئی وان عجیب تانین
عالم وہ دوکان جوہری پر
آئے ہوے وان کئی شرابی
پرنور مٹھائی کی دوکانین
لیلے نے بچائی تھی نہاری
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

خواجہ عمرو اس شہر کی سیر دیکھتے دارالامارۂ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پر بادشاہ نے وہان لے کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی پھر ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس باغ کی کیا تعریف کی جائے طلسمات کا باغ نا ہمگون سے بھرا ہر درخت یاقوت رمانی سے منڈھا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی یہان کے نہرہاے بہشت سے زیادہ آبرو پھل ہر ایک لطیف و خوشگوار بار ہر ایک شاخون کو فرط نزاکت سے بار درخت موزون برنگ قامت یار سرخ پوش

ہر چمن مین بلبلون کا خروش جو نہال تھا وہ معشوق گلابی پوشش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار
رخسار پہ گیسوے معنبر
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
آراستہ سب مکان وہ نایاب
گل تکیے ہین مہر و ماہ جیسے
دالانون مین فرش ہین جو خوشرنگ
پھولون کی سیج نزہت انگیز
شمعون کے زبان مین اناالبرق

پھولون کے بھرے بھرے ہین خسار
بے مثل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
تھے گرد چمن مکان بہ کثرت
پرنور بسان برج مہتاب
آراستہ ہر پلنگ زرین
پیدا ہے بہار نقش ارژنگ
دیوار مین نصب جو کنول ہے
شعلے سے بھی کم تجلی برق

ہے صحن چمن مین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
جس طرح کہ قصر ہاے جنت
دیکھے نہین فرش روشن ایسے
پھولون کی چمن مین جیسے تزئین
ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
روشن دل عارف ازل ہے

خواجہ عمرو بیچ مین باغ کے جو قصر عالی تھا اسمین فروکش ہوکر نظارہ گلہاے گلشن مین مصروف ہوے اور ایک جام مین پانی طلب کرکے کاغذ عطیہ کوکب اسمین گھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکور کو داخل باغ یاقوت کرون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجکو اسی لیے بلایا تھا جلد ان سب کو یہان لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین مین جذب ہوگیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کرسیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعتہ ایک شاق دریا مین چمکی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان روان ہین یہان تک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھا کر غرق ہوئین ان سب کی کچھ عرصہ کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرائش و زیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ سرخ کے قریب استادہ ہین حیران ہوکر آگے قدم بڑھایا اسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اسنے کہا اے ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سب کی دعوت خواجہ عمرو نے ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لے چلیے ان سب نے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد انکی خدمت مین ہمکو لے چلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور ان سب کو سوار کرکے لے چلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعۂ مذکور کرتے ہوے جیسا کہ اوپر وصف اس شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے اور باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے انھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرائش ویسی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین ادھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جاکر ماہی پر نزاد کو معہ تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کے بھیجونگا تم سے کچھ کاربرآری مقابلہ افراسیاب مین نہو سکی اب تم نگہبان در طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہوکر روانہ ہوے

اور لشکر مین پہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ معہ بحرین وغیرہ کوچ کر کے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دور و نزدیک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس دعوت مین ملکہ بران بھی بحشم و خدم معہ کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف لائین اور ہر ایک سے ملین ملکہ لالان نے نذر دی نذر اسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دستر خوان اطلس سبز چرخ پر آبیٹھا اور مطبخ عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم
محبوب کا جس طرح تبسم
دیتی تھی نسیم صبح گواہی
اعجاز مسیح پر گواہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوے اور مہرخ کو تخت ہاے سحر پر معہ تمام سرداروں کے سوار کرا کر رخصت کیا ساحران کو راہ نزدیک سے سرحد طلسم ہوش ربا مین پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوے ادھر سے تو یہ چلے اور اس طرف سے دونون عیار برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت مہمانان ملکہ بران و عمر کو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و آرام ہوا۔

داستان رنگین بیان خبریاب ہونا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کیلیے اور راہ کھولدینا پھر آنا باغبان وزیر کا براے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کر کے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمر بھر سے مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ حناے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے للمؤلفہ

ہر پھر کے ہمین تجھی سے ہے کام
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے
میخانہ کا آج بند ہے در
مستی کیسی ہے فاقہ مستی
منھ باندھے صراحیان پڑی ہین
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے
نفرت انھین مجھ سے ہو گئی ہے

ہان ساقیا پھر ہو دورہ جام
کیا گردش بخت کی شکایت
لو پھوٹ گیا مرا مقدر
ساغر کا بھی دل الم سے ہے خون
اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین
میخانے مین تھے جو رند سب یار
راحت مرے دل کی کھو گئی ہے

یون دور مین آئین جام تیرے
کیا جور فلک کی بس حکایت
کرتے نہین رند آج مستی
میخانے کا رنگ ہے دگرگون
ٹوٹے ہوے دل ہین شیشے سارے
وہ ہو گئے آج اپنے اغیار
مین نابلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہے راہ اُلفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ پھیر کے دوست چلتے ہین راہ
بیچین بہت ہے رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
بیٹھے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہے وہ واللہ
بس حکم کا انتظار ہے اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی لو ہوا پھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب سرجوش
بھولا رہا راہ میکدہ آہ
سچ ہے یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکے گا کاروان مطلب
از راہ روِ رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین بھی میرے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہے جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے ہمسن آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرتے
گر حکم کرے تو آب رحمت
آئے تو یہان بہا ہے اب
باب مطلب کی ہے خبر بھی
دیکھو تو ذرا گھٹا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بدلی
کھوے ہوے آئین پھر مرے ہوش
ہے خضر کرم جو تیرا رہبر
ہے رند کو موج مے رہ راست
بس جاہ لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

مین رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہے چرخ جانکاہ
پیمانے کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہوگئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھائے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
برسائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول اب چمن مین
لو کھلگیا میکدہ کا در بھی
ہے جلسۂ میکشی چمن مین
لو کھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجکو گمراہ
بھکایا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہے صراحی کی جرس جب
صدقہ جسپر ہو اک زمانہ
محصوران حصار سحر و نیرنگ و

سرگردانان کوہسار و بیابان پرخار و سنگ مسحوران جادۂ پرآفات و خطرناک و آوارگان بادیہ وہم و ادراک کشافان راہ سحر و افسونگری و قطع کنندگان منازل جادوپروری ساحران لشکر مضامین کو دشت قرطاس مین یون محصور فرماتے ہین اور جادۂ ہنر و معانی گستری مین بیخوف ہوکر اسطرح قدم اُٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے ایمان افراسیاب سرگروہ متکبران بیابان طلسم سے اُٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت نکہت پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر لو ہو بگولے لاش طاق ایلچی کی اُڑاتے ہوے اس مقام پر آئے اور طائرون نے تمام ماجرا قتل ایلچی کا بیان کیا کہ اسطرح برق زنڈی بنکر آیا اور یون قران نے لغدہ اسکے سر پر لگایا بادشاہ مذکور یہ حال سُنکر آگ ہوگیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اس سے کہا کہ کیون اے وزیر خوش تدبیر ہوسکتا ہے کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کرکے سامنے میرے لائے اور اسکا لیے قران کو براہ کیفر کرداری پہونچائے سر اسکا کاٹ کر قلعۂ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور ان دونون کو پکڑ کے روبرو بندگان والا شان شہنشاہ لایا بادشاہ نے یہ سُنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اسکی

ملکہ گلچین جادو کہ حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت منہ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون اے ملکہ تمہارے شوہر کو نہ بھیجین ساحرہ نے باادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہے میری مجال ہے جو اسکو منع کر دون ملکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اسکے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمہین بغیر خاوند چین کہان اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین کسی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحرا کہ باغ سیب کی حوالی کے قریب پہونچے ہونگے انکو میرے پاس بلا لا کہنا بیوی نے کہا ہے گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات سن لو پھر جانا کنیز حسب ارشاد ملکہ بتعجیل تمام اڑکر پاس وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام وزیر کو دیا وزیر ناچار خفا ہوتا ہوا کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی انکو ایسے وقت مین کچھ نہ کچھ جھگڑا نکالنا آتا ہے گھر مین آیا زوجہ نے اسکی اٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ کر دلداری کر کے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو صاحب مین نے اسیلئے تمکو بلایا ہے کہ جہانتک ہوسکے سمجھا دون تم عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ نہ بچوگے تمکو لازم نہین ہے کہ عیارون کے مقابلہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہے کہ نوکری کیا ہے خالاجی کا گھر ہے مالک نے جس کام کو فرمایا ملازم کو بجا لانا اسکا ضرور ہے اسمین جان جائے یا رہے بی بی نے اسکی جواب دیا کہ مین آگ لگاؤن ایسی نوکری کو اور منگل باتوار صدقے اتار دون اس تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمنون مدعیون کہنے والی بندی کی جان پر بنے نہ صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی کیا مین میان شاہ افراسیاب کی سلامتی مین رنڈیا ہوکر بیٹھونگی اپنا راج سہاگ لٹوا دونگی وہ ایسی نوکری تہ کر رکھین اس وزارت کے پیچھے مجکو تخصیص منظور نہین ہے مثل کہتے نہین کہ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان میرا وارث سلامت ہو تو ایسی پچیس ۲۵ نوکریان ہو رہینگی اور نہ ہوگی تو جوتی کی نوک سے پاپوش کے صدقے سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائینگے دیس چھوڑ پردیس بھیک اور کسی ملک کو نکلجائینگے کیا ہمارا طلسم ہوشربا مین نال گڑا ہے باغبان نے کہا سنو صاحب آپے سے باہر نہو تمہاری تو مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جب تک گھر بیٹھی تنخواہ ملا کی وزارت کا کاروبار رہا جاگیر پائی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو ہم اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہے تو ایسی باتین کرتی ہو تمہاری تو وہ مثل ہے کہ شعر کیا کرینگے نوکری رہینگے اپنے گھر رہا کرتے تب ہے عاشقی اور خالاجی کا ڈر، واہ واہ واہ نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان و مال جورو لڑکے اسوقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کیلئے دریغ نہ کرنا چاہئے انتہا یہ ہے کہ فوراً حق نمک آقا سے جان و آبرو دیکر ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان ہین اور سبب خوشنودی خدا ہے گلچین نے یہ سنکر دامن جھٹک تیوری چڑھا کر کہا اے مردے ہوش پکڑ حواس مین آ تو مجھ پانچ بچون کی ماں کو سمجھانے آیا ہے تو مین کیا ایسی ننھی ہون جو دنیا کے اونچ نیچ نہین سمجھتی تو میرے صاحب بادشاہ کو کیا ایسی گاڑھی پڑی ہے جو تجکو عیارون پر بھیجا ہے کیا جانتا نہین کہ مہتر عیار آفت کے پرکالے تمام دنیا کے جعلساز مکار دغاباز ہین عورت بنین مرد بنین بھوت ہوکر لپٹین منت کرین ہیکڑی دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر بہت جھپٹ حسنیا تاس نگئے ایسے ساحر کو اس طرح مار ڈالتے ہین جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہے انکین کمبختون پر بادشاہ

اسکے دشمن تو وہ جم جم رہے تمکو بھیجتا ہے یہ دشمنی نہین تو اور کیا ہی اب بادشاہ کا جی چاہتا ہے کہ یہ وزیر نہ رہے تو نہ رہے
وہ نہین جو اسکا برا چیتے ہون ہان اس بادشاہ کی نوکری نہ کرینگے اس سرکار مین نہ رہن گے ایسی جگہ سے ہم خود
بھاگتے ہین وہ جو کہاوت ہے ندیا تو گھبراتی کیون ہے بندی پانون ہی نہ دھرے گی باغبان نے کہا بس بس بان
رو کو قسم ہے مجکو سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور انکے کام پر جان دونگا نمک حلالی کر جاؤنگا
نمکحرامی مجھ سے کبھی نہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نہ مانون یہ سننا تھا کہ گلچین کھڑے ہو کر پیٹنے لگی لوگو دوڑو اس مردوے کو
سمجھاؤ یہ مجکو رانڈ بناتا ہے میرا راج لٹا جاتا ہے ارے بیو میرا وارث مجھ سے چھٹتا ہے باغبان گھبرا گیا اور سمجھا
نےلگا کہ اجی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے جا کر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منھ
دکھانے کے قابل نہ رہونگا گلچین نے کہا لگا دے گا تو کوئی لگا دے میرا کیا کریگا جب نہین کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ یہ بادشاہ
ہمارا دشمن ہی اب وہ دیکھیے جلا جاتا ہے اسکے منھ کو سات جھپر و کا پھوس جو میرے وارث کو دیکھ کر خار کھائے وہ مو اپنے ہو تون
سو تون کو دیکھ سکے وزیر نے کہا تو دیوانی ہو گئی ہی مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی مان ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی
رہی سوا پیٹنے کوسنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا رہا یہ کہہ کر اٹھا اور قصد چلنے
کا کیا بی بی نے اسکی دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی کرتے ہو میرا کہنا نہ مانو گے اور افراسیاب کی رفاقت
مین میرا پہلو اجاڑو گے اس کہنے والی بندی کو اب دو دو آٹھ آٹھ آنسو رلاؤ گے اپنی لاش مجکو دکھاؤ گے یا سامری وہ دن نہ
دکھانا کہنے والی بندی دور پار شیطان کے کان بہرے یون ہو جائیں اور مین ٹھٹی دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ
بندی سہاگن مرے یہ کہہ کر گردن شوہر مین ہاتھ ڈال کر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہین ہو سکتا کہ یہان بیٹھے رہو اور ایسا
سحر کرو کہ موے عیار قید ہو جائیں تم بادشاہ سے کہدو کہ لیجیے مین آپ کے نمک سے ادا ہو گیا وزیر مذکور نے کہا
تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا ہی چاہیے کہ اپنے پاس کسی کو نہ آنے دے اور
کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیے نہین مین جاتے ہی انکو گرفتار کرونگا اور اپنے بیگانے ساحر غیر ساحر جو ردلڑ کے
بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب نہ آنے دونگا پھر بھلا انکی عیاری مجھ سے کیا چلے گی یہ کہکر
بی بی کو تسکین و دلداری کر کے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد زوجہ اسکی نادیر نالان و گریان رہی
مثال شمع اشک ریزان رہی انیسین جلیسین سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ منائیے میان کے لیے دعا کیجیے کہ
دشمنون پر فتحیاب ہون انسے ایک نسنی اور جذبہ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اس سے
اور عیارون سے کیا معاملہ گزرتا ہی بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بر دو سحر اڑی اور ڈھونڈھتی
ہوئی چلی اب ان زن و شوہر کو تلاش عیارون کے جانے دیجیے شمہ حال مہرخ سنیے کہ یہ جو معہ زلولہ وغیرہ کے
لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ افراسیاب
نے مسدود کیا ہے چنانچہ اس درہ کوہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اس ملک کا ابلیسیہ ہے اور
اس سبب سے اسکو ابلیسیہ کہتے ہین کہ وہان جتنے ساحر رہتے ہین سب ابلیس پرست ہین شیطان کی

تصویر کو سجدہ کرتے ہین اور سوا ان کے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا کہتے ہین اور حاکم اس قلعہ کا شیاطین جادو
نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد کیا ہے اور روزنامہ ہمارا کلہ
اسطرح لکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا درہ مسدود ہے منزلہا منزل تک ہے لبس ایک مقام پر دامن کوہ کے نیچے غار عمیق ہے
اسی غار کو دروازہ قرار دیا ہے اور جب غار مین کوئی گھسے تو اندر اسکے پہلے جنگل ملتا ہے پھر ایک صحرائے سبزہ زار مین
گزرتا ہے کہ جسمین چشمے جھیلین تالاب ہین اور باغ سیرگاہ شیاطین ہے پھر اسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہے ساحر مذکور اس صحرا مین قریب
غار بیت رہتا ہے اور یہان کئی سو کنیزین اسکی خدمت مین حاضر رہتی ہین انسے عیش بھی کرتا ہے اور محافظ درہ
بھی رہتا ہے فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خناس شیطان پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اڑتے ہوے آئے اور خبر آمد
ملکہ مہرخ بیان کی اسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہان سے بزور سحر جانب باغ سیب
چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ مین بھرا بیٹھا تھا اور کسی کو بہر گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا
تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ مہرخ مع لشکر کثیر میرے ملک کی طرف سے آتی ہے
آپ کا کیا حکم ہے آنے دون یا روکون افراسیاب نے کہا تمھارا کیا ارادہ ہے اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر
اسی صحرا مین وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب جوابدہ ہوا کہ آگے تو یہ نمک حرامین
ہمارے بھتارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھین مگر اب تو مسلمانون کی شراکت کر کے معبد جمشید و سیرگاہ
جمشیدی ابرج سامری بلغ زرد ہشتی سب کے برباد کرنیکا قصد کیا ہے لہذا تم سے جو کچھ انکے لیے ہو سکے اٹھا نہ رکھو
یہ سنکر شیطان لعین پھرا اور قریب اس درہ کوہ کے آکر ایک مقام پر تنہا بیٹھ کر سحر کرنے لگا کچھ عرصے مین حوالی
لشکر مہرخ مین ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک سمت دیوار کھینچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک
جانب کو بیابان سبزہ خرم ظاہر ہو گیا اس صحرا مین جانور سحر کے اسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور
جانور جو قابل صید کرنے کے ہون چھوڑے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہان دوسرے روز مہرخ کوچ کر کے جب روانہ ہوئی
دیکھا کہ ایک طرف دریائے زخار تھا موجزن ہے موجین اسکی برابر کوہ کے اٹھتی ہین اور دور ایک دیوار دودی نظر آتی ہے
کہ سر بفلک کشیدہ ہے عکس سے اسکے آسمان بلند بھی نیلا تھا یا اس مغاک دنیا کو چاہ بابل کہنا زیبا ہے دھوان تمام عالم مین
گھٹا ہے یا سرمہ گلوے زال دنیا مین پہونچا ہے کہ کسی نوجوان سے مکر کی گفتگو نہ کرے ملکہ اسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی
کیونکہ راہ اسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا جب دیوار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم مین تعمیر فرمائی بیت
نظر خورشید آیا پھر لب بام ٭ ہوئی داخل جہان مین تیرہ رد شام ٭ شام ہونے سے مقام کیا گرد دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر
اسی جگہ آگئے ہین یہ سحر کیا ہے کہ زمین چرخ کھاتی ہے زلور حشم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہان سے
چلے تھے ملکہ مہرخ ازبسکہ نہایت عاقلہ ہے وہ یہ صورت دیکھ کر خاموش ہے کہ تمام لشکر بیدل ہو جائے گا
الغرض اسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات بھر اندیشہ مین بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے مسحوری ظلمت
سحر ساحرہ شب سے رہائی پا کر راہ مغرب لی کہ بیت ہوئی جب دم جہان سے رخصت شب ٭ نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب ٭